717

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،25۔نومبر 2008

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

1۔ **سوالات** (محکمہ جات ہائر ایجوکیشن اور سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ **غیر سرکاری ارکان کی کارروائی**

حصہ اول

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

(مورخہ 18۔نومبر 2008 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قراردادیں)

1. محترمہ آمنہ اُلفت:
چودھری ظہیر الدین خان:
چودھری عامر سلطان چیمہ:
جناب محمد محسن خان لغاری:
حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا:
ڈاکٹر سامیہ امجد:

یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں سرکاری ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھے ہوئے کرائے / مہنگے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے۔ جس سے پرائیویٹ رہائش نہیں ملتی۔ لہذا حکومت پنجاب لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرے تاکہ ملازمین ان شہروں میں باآسانی پرائیویٹ رہائش حاصل کر سکیں۔

2. حاجی ذوالفقار علی:

یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر ایسا جرمانہ جو سرکاری خزانہ میں جمع ہونا تھا، ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں، کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔

(موجودہ قراردادیں)

.1	چودھری ظہیر الدین خان: جناب محمد محسن خان لغاری: چودھری عبداللہ یوسف: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: ڈاکٹر سامیہ امجد: محترمہ آمنہ اُلفت: محترمہ ثمینہ خاور حیات:	اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت / وفاقی حکومت زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت صوبوں کے زمینداروں، کاشتکاروں اور ایوان زراعت کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ مشورہ کرکے قیمتیں مقرر کی جائیں۔

718

.2	شیخ علاؤالدین:	یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ PTCL کی نجکاری کے عمل کے بارے میں شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے ضروری تحقیقات کروائی جائیں نیز یہ کہ 29-ارب روپے سالانہ منافع کمانے والا ادارہ کس طرح صرف 18-ارب روپے میں فروخت کیا گیا تھا۔
.3	محترمہ نسیم لودھی:	اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ قرآن پاک کی طباعت متعلقہ قانون میں طے شدہ معیار پر کرائی جائے اور غیر معیاری کاغذ پر طبع شدہ قرآن پاک کے نسخے غیر ممالک کو Export نہ کئے جائیں اور اس سلسلہ میں خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف قانون کے مطابق سخت کارروائی کی جائے۔
.4	محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ:	یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ I.M.F. کے دباؤ پر جو ٹیکس 18 فیصد کی شرح سے زراعت پر لگایا جا رہا ہے وہ نہ لگایا جائے۔
.5	محترمہ نگہت ناصر شیخ:	یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ہر ضلع کی سطح پر ہیپاٹائٹس کی مکمل لیبارٹری اور ادارہ جات قائم کئے جائیں۔

حصہ دوم

(عام بحث)

1.	**Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:** **Mr Khalid Javed Asghar Ghural:**	to move that the Policy of the Government in the Food Department regarding wheat crisis prevailing in the province of the Punjab, be discussed.
2.	**Ch Abdullah Yousaf:** **Syeda Majida Zaidi:** **Syeda Bushra Nawaz**	to move that the Policy of the Government in the Education Department with specific reference to

Gardezi: education of handicapped children specially deaf, dumb and blind, be discussed.

3. محترمہ نسیم لودھی: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ صوبہ پنجاب میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو پنجاب اسمبلی کے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

4. **Dr Samia Amjad:**
Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya:
to move that the Policy of the Government in the Social Welfare Wing of the S&GAD with specific reference to training and rehabilitation of the Destitute and under privileged and neglected sections of the society such as orphans, widows and destitute etc. And implementation of the Punjab Destitute and Neglected Children Act, 2004 (xvii of 2004), be discussed.

5. **Ch Zahir-ud-Din:**
Mrs Samina Khawar Hayat:
Mrs Ayehsa Javed:
Mrs Khadija Umar:
Mrs Amna Ulfat:
Ms Amna Jehangir:
to move that the Policy of the Government in the Health Department regarding increasing number of cases of breast cancer among the women of Urban and Rural areas vis-à-vis inadequate health (treatment) facilities available to them in the Province of the Punjab, be discussed.

719

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

منگل، 25 - نومبر 2008

(یوم الثلاثہ، 26- ذیقعد 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَبۡشِرُواْ بِٱلۡجَنَّةِ ٱلَّتِي كُنتُمۡ تُوعَدُونَo نَحۡنُ أَوۡلِيَآؤُكُمۡ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا وَفِي ٱلۡأٓخِرَةِۖ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَشۡتَهِيٓ أَنفُسُكُمۡ وَلَكُمۡ فِيهَا مَا تَدَّعُونَo نُزُلٗا مِّنۡ غَفُورٖ رَّحِيمٖo

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمھارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمھارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمھارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمھارے لئے موجود ہو گی(

یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔
ماعلینا الاالبلاغo
نعت رسول مقبولﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ
خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ
تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ
اے رحمت عالم تیری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکون میں ہے میرا قلب تپیدہ
خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر
آیا ہوں تیرے در پہ بد امان دریدہ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! "Dawn" اخبار جو کہ ہمارے ملک کا ایک معتبر اخبار سمجھا جاتا ہے۔آج اس کی ایک خبر ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب پراسیکیوٹر جنرل کی appointment نہ ہونے کی وجہ سے ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور جج صاحب نے کہا ہے اور جو اخبار میں آیا ہے وہ میں quote کرتا ہوں کہ:

"If the Government is not willing to fill the post, the court is ready to do it. The non-availability of the Prosecutor General is creating hindrance in smooth running of judicial work."

اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ پچھلی ایک hearing میں چیف سیکرٹری صاحب نے 24 نومبر کی dead line لی تھی کہ 24 نومبر تک پنجاب پراسیکیوٹر جنرل appoint کر دیا جائے گا۔ میں نے یہ issue اس لئے یہاں پر اٹھایا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کمیشن کا تقرر بھی اسی طرح تھا۔ کاش! وزیر قانون اس وقت یہاں پر موجود ہوتے؟

جناب سپیکر: وزیر قانون تشریف لا رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اگر وہ تشریف لا رہے ہیں تو پھر مجھے وقت دیجئے گا تاکہ میں ان کے گوش گزار کر سکوں کہ یہ ایک اہم عہدہ ہے، جو خالی پڑا ہے۔ یہ fill کیا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! 24۔نومبر کے اخبار "The News" میں ایک بڑی نمایاں خبر ہے کہ پنجاب اسمبلی کے سامنے جو ایک پارک ہے وہاں پر قرآن پاک کا نسخہ موجود ہے وہاں پر جو flowers belts یعنی کیاریاں بنی ہوئی ہیں ان لوگوں نے اوپر سے دیکھا ہے اور اس کی تصویر بھی شائع کی ہے کہ وہ کیاریاں ہندوؤں کے ایک نشان "اوم" سے resemble کرتی ہیں اور وہیں پر قرآن پاک موجود ہے۔ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود "اوم" کا نشان بالکل واضح نظر آ رہا ہے۔ یہ اخبار، میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اس "اوم" کے نشان والی کیاریوں کی ترتیب تبدیل کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اجلاس کے بعد میں آپ کی موجودگی میں خود اس کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہم اس کو دیکھیں گے تو اس کے بعد کچھ فیصلہ کریں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر
گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری کالج تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی میں صبح کی کلاسوں کے اجراء کا مطالبہ

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے حلقے میں ایک گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری کالج ہے جس کی کلاسیں شام کو ہوتی ہیں اور چل رہی ہیں۔ اس کالج کا concept یہ تھا کہ جس عمارت میں صبح بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں وہی عمارت شام کو استعمال ہوتی ہے لیکن اس عمارت میں صبح کی کلاسیں شروع ہو سکتی ہیں۔ میں نے سیکرٹری تعلیم سے جولائی میں بات کی تھی تو انھوں نے E.D.O راولپنڈی کو حکم دیا کہ وہاں پر جائیں اور موقع پر دیکھیں۔ E.D.O راولپنڈی نے اسے دیکھا اور کہا کہ عمارت موجود ہے اور یہاں پر صبح کی کلاسیں شروع ہو سکتی ہیں کیوں کہ شام کو بچیاں اس جگہ پر نہیں آ سکتیں۔ یہ دیہاتی اور پہاڑی علاقہ ہے جہاں پر ٹرانسپورٹ نہیں ملتی۔ میں سیکرٹری تعلیم کے پاس گیا تو انھوں نے after a lot of discussion کہا کہ یہ policy matter ہے اور میں منظوری نہیں دوں گا۔

Then I spoke to Senior Minister. Who in turn spoke to Secretary Education and finally he again got the feasibility report on 11th August. Secretary Education wrote on that feasibility report that the proposal is approved to issue formal letter. That letter has been handed over to the Additional Secretary Education. Till today that letter has not been issued.

میں سمجھتا ہوں کہ بچیاں شام کو وہاں پر نہیں آ سکتیں۔ وہاں پر عمارت بھی موجود ہے، اساتذہ بھی available ہیں۔ وہ پہاڑی علاقہ ہے، شام کو وہاں ٹرانسپورٹ نہیں ہوتی۔ وزیر قانون صاحب آ گئے ہیں۔ اس پر مہربانی فرمائیں کہ یہ سیکرٹری تعلیم کو کہیں کہ وہ formal letter issue کرے تاکہ صبح کی کلاسیں وہاں پر شروع ہو سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ اس کا جواب دیں گے یا کوئی اور منسٹر صاحب دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں انہوں نے جو بات کی ہے وہ بڑی جائز بات ہے۔ یہ آج اجلاس کے بعد مجھے مل لیں اور شاید ایک تحریک التوائے کار کے سلسلے میں سیکرٹری تعلیم یہاں پر تشریف لائیں جس بارے میں یہ فرما رہے ہیں، سیکرٹری تعلیم سے کہہ دیں گے کہ یہ آرڈر جاری کر دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ان سے یہ بھی پوچھیں کہ یہ جولائی کا کیس ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ میرے ساتھ بیٹھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ جو جو یہ پوچھنا چاہیں گے وہ سب پوچھا جائے گا۔

لاہور ہائی کورٹ میں پراسیکیوٹر جنرل کی تعیناتی میں تاخیر

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔ میں نے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا تھا کہ میں نے ابھی لوکل گورنمنٹ کمیشن کی appointment کے سلسلے میں issue raise کیا تھا اور آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے کہا ہے کہ وہ انشاء اللہ اگلے ہفتے تک ہو جائے گا۔ آج کے "Dawn" اخبار کے اندر لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب پراسیکیوٹر جنرل کے عہدے کے خالی ہونے پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور کورٹ نے یہ بھی کہا ہے کہ:

If the Government is not willing to fill the post, the Court is ready to do it. The non-availability of the Prosecutor General is creating hindrance in smooth running of judicial work.

اس کے بعد اسی خبر کے مطابق چیف سیکرٹری صاحب نے کورٹ کو 24-نومبر کی تاریخ دی تھی کہ 24-نومبر تک appoint کر دیا جائے گا۔

In the past, the Chief Secretary said the Prosecutor would be appointed till 24th November

لیکن یہ نہیں ہوا۔ میری یہ گزارش تھی کہ لاء منسٹر صاحب اس پر بھی مہربانی کریں۔ میں جو بار بار کہتا ہوں کہ ہمیں floor پر یہ چیزیں point out کرنی پڑتی ہیں وہ جو normal functioning of the Government کا حصہ ہیں اس کے لئے ہمیں reports بھی ملی ہیں۔ ہم یہاں پر point raise کر کے کہتے ہیں کہ فلاں مسئلہ ہے۔ ایک اور مسئلہ جو کل مجھے پتا چلا کہ اس وقت گریڈ 17 کا افسر آئی جی جیل کے عہدے پر تعینات ہے اس کا گریڈ 18 ابھی confirm نہیں ہوا جبکہ صوبے کے اندر گریڈ 19,20 کے آفیسر O.S.D بیٹھے ہوئے ہیں، لاء منسٹر صاحب اس پر بھی اور پراسیکیوٹر جنرل صاحب کی appointment پر بھی روشنی ڈال دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: ابھی اور کوئی کسر ہے تو وہ بھی نکال دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ہمارا تو کام ہے کہ ہم یہاں پر point out کریں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہائی کورٹ میں کوئی کیس جو زیر سماعت تھا اس پر فاضل جج صاحب نے جو observe کیا ہے تو میں اس سلسلے میں زیادہ بات تو نہیں کرنا چاہتا لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ ادارے اگر اپنی اپنی jurisdiction میں رہ کر کام کریں تو پھر یہ democratic system اور ملک کا نظام زیادہ بہتر طریقے سے چل سکتا ہے۔ میں ان

کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پراسیکیوٹر جنرل کی تعیناتی سے متعلقہ Act میں جو relevant sections ہیں ان میں کسی جگہ پر یہ نہیں لکھا گیا کہ پراسیکیوٹر جنرل اگر استعفیٰ دے دے تو اس کی جب تک تعیناتی نہ ہو گی تب تک کوئی آدمی بطور پراسیکیوٹر جنرل appear ہو سکتا ہے اور نہ اپنے فرائض منصبی ادا کر سکتا ہے۔ جس دن سے پراسیکیوٹر جنرل مستعفی ہوئے ہیں اسی دن ایک آدمی بطور قائم مقام پراسیکیوٹر جنرل کام کر رہا ہے اور وہ عدالتوں میں appear ہو رہا ہے۔ باقی ان کی تعیناتی کے سلسلے میں گورنمنٹ process کر رہی ہے اور یہ جونہی مکمل ہو گا اور میرے خیال میں تقریباً مکمل ہونے کے قریب ہے تو اس کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

اس کے علاوہ انہوں نے آئی جی جیل خانہ جات کے متعلق کہا ہے کہ اس عہدے پر گریڈ 17 کا آفیسر تعینات ہے جبکہ گریڈ 19 اور 20 کے لوگ O.S.D ہیں تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ان کی یہ اطلاع درست نہیں ہے۔ یہ میرے ساتھ بیٹھیں تو میں اس حوالے سے ان کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اتنے اہم دفاتر خالی رہتے ہیں۔ میں اخبار کی زبان کو پھر سے quote کروں گا کہ:

> The bench sat delaying such a important obligation reflected on the performance of the Punjab Government.

ہم سب چونکہ اس پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ ہم آج Opposition میں بیٹھے ہیں اور کل ہم حکومت میں تھے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ سمجھتے ہیں کہ ہم سب پنجاب گورنمنٹ میں ہیں پھر تو شاید آپ کی بات آگے اور بھی بڑھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر کورٹ بھی یہی reflect کر رہی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کی functioning صحیح نہیں ہے۔ ہماری بات کو تو شاید تنقید برائے تنقید سمجھا جائے لیکن

عدالت کے لئے تو یہ بات نہیں کی جا سکتی کہ عدالت تنقید برائے تنقید کر رہی ہے۔ عدالت نے تو observe کیا ہے۔ ہم بار بار اس چیز کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ حکومت پنجاب مہربانی کر کے حکومت کرے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔ میرے خیال میں اب ہم ایجنڈے کے مطابق چلیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حکومت بہرحال حکومت نے ہی کرنی ہے، کسی اور نے نہیں کرنی۔ پراسیکیوٹر جنرل اس وقت موجود ہے اور قائم مقام ہونا یا regular ہونا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں لغاری صاحب کی خدمت میں یہ بھی عرض کردوں کہ جو پراسیکیوٹر جنرل پچھلے regime نے قائم کیا تھا اس نے جو کچھ کیا اور اس کے بعد جس طرح سے اس دفتر کو misuse کیا گیا وہ ایک علیٰحدہ کہانی ہے۔ حکومت کی نظر میں یہ post competent ہے اور جس معیار کا آدمی حکومت مقرر کرنا چاہتی ہے تو اس میں مسئلہ یہ آرہا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم private practice بھی ساتھ کریں گے۔ اب اگر ایک صاحب خود private practice بھی کرے اور ساتھ پراسیکیوٹر جنرل بھی ہوں تو پھر یہ دفتر misuse ہوتا ہے اور suffer کرتا ہے۔ اس سلسلے میں باقاعدہ طور پر process کیا جا رہا ہے اور گورنمنٹ اس پر بھولی ہوئی نہیں ہے لیکن اس میں ہمیں competent and with this condition کہ وہ اپنی private practice کو چھوڑے اور اس دفتر کے لئے کام کرے جس وجہ سے تھوڑی سی دقت ہے اور چند دنوں میں اس پر قابو پالیا جائے گا کیونکہ اس سلسلے میں کافی پیشرفت ہوئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کو اس چیز کی assurance دیتا ہوں کہ اگر پچھلے پراسیکیوٹر جنرل یا کسی بھی افسر کی کوتاہی، نالائقی یا کوئی کرپشن ہے تو ہم اس جہاد میں رانا صاحب کے ساتھ ہراول دستے کی طرح لڑیں گے۔ انشاء اللہ اس صوبے میں جہاں کہیں بھی غلط بات ہوگی ہم اس کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ اب میرے خیال میں ایجنڈے کے مطابق چلا جائے۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج محکمہ تعلیم سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! مورخہ 3۔ جولائی کو محکمہ سے متعلق جب سوالات آئے تھے تو اس میں میاں نصیر صاحب کا سوال نمبر 14 کا جواب غلط آیا تھا۔

جناب سپیکر: جناب منسٹر حضرات! محترمہ کی بات کو ذرا غور سے سنیں۔ جی، محترمہ!

نشان زدہ سوالات نمبر 14، 180 کے غلط جواب کی فراہمی سے متعلق تحریک استحقاق کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! تین جولائی کو محکمہ تعلیم کے متعلق جب سوالات آئے تھے تو اس میں میاں نصیر احمد صاحب کا سوال نمبر 14 کا جواب غلط آیا تھا اور ان کے اسی سوال سے ملتا جلتا سوال نمبر 180 میرا بھی تھا، میرے سوال کی چونکہ باری نہیں آئی تھی تو اس وقت میاں نصیر صاحب نے کھڑے ہو کر اس جواب کو غلط ثابت کیا تھا۔ اس کے لئے Chair کی طرف سے یہ ہدایت آئی تھی کہ اس کو ہم اگلے سیشن تک pending کرتے ہیں اور اسے آج ایجنڈے میں آنا چاہئے تھا جو کہ نہیں آیا۔ اس پر میں نے تحریک استحقاق بھی جمع کرائی تھی کہ یہ غلط جواب آیا ہے اور آپ کی طرف سے یہ ہدایت دی گئی تھی کہ اس کی رپورٹ پیش کی جائے گی لیکن وہ بھی نہیں ہوئی۔ یہ 58 لوگوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے کہ جن سے ان کے junior 19,20 گریڈ میں چلے گئے ہیں اور یہ 58 لوگ ابھی تک 17 ویں گریڈ میں ہی کھڑے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اس پر میاں نصیر صاحب کا سوال تو آ گیا تھا، اس پر اگر ایک کمیٹی بنا دی جائے تو کم از کم ان 58 لوگوں کا مسئلہ تو حل ہو جائے کیونکہ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے بلکہ عوام کا مسئلہ ہے۔ آپ custodian of the House ہیں، اگر دیکھا جائے تو پورے پنجاب کے custodian ہیں اور ان لوگوں کے حقوق کا تحفظ آپ کی ذمہ داری ہے۔ یہ آپ

کی طرف نظریں لگائے بیٹھے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ بہت زیادہ زیادتی ہو رہی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اسے سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ میرا کام تھا کہ میں آپ کے گوش گزار کروں۔ آج یہ ایجنڈے میں بھی شامل نہیں ہے۔اس حوالے سے لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں لہذا میری آپ سے request ہے کہ اس معاملے کو کمیٹی میں refer کیا جائے اور اس پر میں آپ سے ruling چاہتی ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): دراصل غلطی ہوئی تھی اور ایڈیشنل سیکرٹری کے ذمہ لگایا گیا تھا کہ وہ اسے حل کریں۔ چونکہ یہ کیس کورٹ میں تھا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہے کہ اس کو جلد ہی حل کر دیا جائے گا۔ 16ویں گریڈ والوں کی ترقی نہیں ہوئی اور بعد میں آنے والوں کو مل گئی تھی تو اب جلد ہی یہ مسئلہ حل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان کو چیمبر میں مل لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر اس پر کمیٹی بنا دیں گے یا سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیں گے تو ان 58 لوگوں کے تمام مسائل آپ کے سامنے ہیں۔۔۔

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! انشاءاللہ جلد ہی یہ مسئلہ حل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگر سپرد کرنے والی بات ہوئی تو پھر اس کے بعد ضرور کر دیں گے۔ وزیر صاحب! یہ آپ نوٹ کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ، جی۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: آج چونکہ اخبارات سے متعلق بات ہو رہی ہے تو میں نے بھی آج صبح صبح اخبار میں پڑھا ہے کہ پاکستان کے so-called چیف جسٹس کی بیٹی کو نمبرز دیئے گئے ہیں جو تمام اصولوں اور قانون کو توڑ کر فیڈرل بورڈ نے دیئے ہیں تو میں اس سلسلے میں مرکزی حکومت سے یہ چاہتا ہوں کہ اس سے اپیل کی جائے کہ اس میں انکوائری کی جائے کیونکہ ایک لاکھ طلبا کے حق کو مارا گیا ہے۔یہاں پر انصاف کا گلا دبایا جارہا ہے اور so-called چیف جسٹس آف پاکستان دبا رہا ہے۔اس سلسلے میں حیرانی ہوئی ہے کہ اپوزیشن کی اس طرف نظر نہیں پڑی کیونکہ یہ ہائی کورٹ کی چھوٹی چھوٹی خبریں لیتے ہیں جبکہ پاکستان کا so-called چیف جسٹس جب۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ جوڈیشری کو اس ایوان میں بحث کے لئے نہیں لا سکتے۔یہ الفاظ حذف کروائے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! انصاف کی بات ہو رہی ہے تو انصاف کسی jurisdiction کو نہیں مانتا بلکہ انصاف ہر جگہ ہونا چاہئے۔آپ ٹیکنیکل بحث بعد میں کریں کیونکہ پی سی او کا so-called چیف جسٹس اس طرح کر رہا ہے اور یہ چپ بیٹھے ہیں۔وہ جس بچی کے لئے اس طرح کر رہے ہیں تو انصاف کا تقاضا ہے کہ اگر پنجاب حکومت ہے تو اسے چاہئے کہ فیڈرل حکومت سے بات کرے اور اس کی انکوائری کروائیں کہ ایک لاکھ طلبا کا حق پاکستان کا so-called چیف جسٹس مار رہا ہے تو اس کی انکوائری ہونی چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ انصاف کے ساتھ بے انصافی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کے proper forum کا پتا کر کے اس کے مطابق اس پر عمل کروائیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! انہوں نے ایک organ of the state کے خلاف غیر مناسب الفاظ استعمال کئے ہیں جو کہ ہماری governance کے ایک ستون ہیں اور یہ غیر مناسب ہے تو آپ اس پر رولنگ دیجئے۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! اس کو حذف کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس کو پوائنٹ میں رکھیں اور اس کو ریکارڈ میں ہونا چاہئے اور میرا یہ استحقاق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کو حذف کروایا جائے کیونکہ کسی جج کے ذاتی conduct کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں، conduct کو نہیں کیا جا سکتا۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رولز آف بزنس اسمبلی کے اور آئین کی جو پوزیشن ہے اس میں یہ بات درست ہے کہ بعض معاملات کو اسمبلی میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا اور بعض concepts ہیں کہ لوگوں کی زندگی کے بعض حصے privilege ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم نے ان چیزوں کے لئے بڑی لمبی جدوجہد کی ہے اور ہم نے اس کے لئے بڑے دکھ اٹھائے ہیں۔ میں ذاتی طور پر بھی اس بات کو درست سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو انصاف کے منصب پر بیٹھے ہیں اور وہ لوگ جو قوم کے اوپر حکمران بن کر بیٹھے ہیں ان کی زندگیوں کے کسی حصے کو privilege حاصل نہیں ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان کی زندگی کے حصوں کا چارٹ بنا کر چوکوں میں لگنا چاہئے اور پوری قوم کو پتا ہونا چاہئے کہ وہ سرکاری طور پر کیا ہیں اور ذاتی طور پر کیا ہیں اور جب تک یہ نہیں ہوتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قوم اور یہ ملک آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ ہم liberalism کی definition کے تحت بڑا کچھ کہتے ہیں کہ یہ

بات نہ بھی کی جائے اور یہ بھی نہ کی جائے لیکن وہ لوگ جو لبرل ہیں، جن کو دیکھ کر ہم لبرل ہونا چاہتے ہیں، انہوں نے اپنے حکمرانوں کو کبھی کسی ذاتی حیثیت اور نہ کبھی کسی سرکاری حیثیت میں معاف کیا۔ وہاں پر کسی آدمی کی اگر ایک تصویر شائع ہو جائے تو اسے اپنی صدارتی مہم سے withdraw ہونا پڑتا ہے لیکن سر دست اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ legislation اور آئین بنانا پارلیمنٹ کا حق ہے اور ہم پارلیمنٹ کا حصہ ہیں، ہم اس کے لئے جدوجہد کریں گے اور اس چیز کو amend کروائیں گے لیکن سر دست یہ درست ہے کہ یہ چیزیں زیر بحث نہیں آ سکتیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ایک ممبر نے بڑے ادب اور مناسب انداز سے کسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے تو میرے اپوزیشن بنچز کے بھائی۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے اخبار کی بات کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): حقیقت کو تو آپ بھی جانتے ہیں تو آپ کا اس کے اوپر اس انداز سے protest کرنا نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: انہوں نے بھی اخبار کی خبر کی بات کی ہے تو میرے خیال میں بات آگے کی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کو کارروائی سے حذف کروایا جائے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! بات ہو گئی ہے ناں۔ آپ سن تو رہے ہیں۔ آپ نے میری بات سن لی ہے اور آپ نے جو مجھ سے سوال کیا کہ conduct کا تو ان کے conduct کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے تو میں نے کہا کہ نہیں، بس اس سے آگے بات نہیں ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں اور بات ختم کریں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جوئیل عامر سہوترا: شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے floor پر جو فرمایا ہے تو یقیناً ہم ان سب باتوں کی تائید کرتے ہیں کیونکہ کسی بھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں کیونکہ وہ بات ختم ہو گئی ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: میں صرف ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کی وساطت سے پریس کو اس حوالے سے خصوصی طور پر خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے تمام تر انتظامی دباؤ کے باوجود جو بھی آج ہم نے "جنگ" اخبار اور دوسرے اخباروں میں پڑھا تو ہر قسم کے دباؤ کے باوجود انہوں نے اس واقعہ کو سامنے لاکر قوم کی عدالت میں اس کو پیش کیا ہے۔ اس کے لئے میں آپ کی وساطت سے پریس کو خصوصی طور پر خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے کا پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

سوالات (محکمہ جات ہائر و سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

میاں نصیر احمد: میرے سوال کا نمبر 31 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پی پی-155 لاہور میں موجود سرکاری سکولوں اور عملہ کی تعداد کی تفصیل

*31: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی-155 لاہور میں موجود سرکاری سکولوں کی تعداد کیا ہے مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) حلقہ پی پی-155 لاہور میں موجودہ سرکاری سکولوں میں عملہ کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت کیا صورتحال ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف)

	گرلز	بوائز	کل تعداد
ہائی سکول	01	01	02

مڈل سکول	03	04	07
پرائمری سکول	08	15	23
میزان	12	20	32

تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

	کل اسامیاں	پرشدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
ہائی سکولز	65	58	07
مڈل سکولز	140	132	08
پرائمری سکولز	146	137	09
میزان	351	327	024

تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے ضمن میں وزیر صاحب کے ریکارڈ کی درستی چاہوں گا کہ پی پی۔155 لاہور کینٹ میں بوائز سکول ایک اور چار مڈل سکولز ہیں لیکن ایک تو میرے حلقہ میں کوئی بوائز سکول ہے اور نہ ہی چار مڈل سکول ہیں بلکہ دو مڈل سکولز ہیں اور اس حوالے سے تھوڑی سی یہ درستی کر لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اساتذہ کا جو short fall بتایا گیا ہے کہ 32 سکول اساتذہ کی اسامیاں خالی پڑی ہیں جہاں پر ابھی تک اساتذہ تعینات نہیں کئے جا سکے تو میں وزیر صاحب سے یہ یقین دہانی چاہوں گا کہ بچوں کا جو تعلیمی نقصان ہو رہا ہے تو 32 اساتذہ کے short fall کو مڈل حصہ تک پورا کر لیا جائے گا اور 24 اساتذہ جو ہائی سیکشن تک جو ٹوٹل 50 سے اوپر بن جاتے ہیں پورے حلقے میں تو short fall کے بارے میں یقین دہانی کروا دیں کہ اس کو جلد ہی پورا کر دیا جائے اور اساتذہ سکول میں تعینات کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): میاں نصیر صاحب کا بڑا valid سوال ہے کہ سکولوں میں اساتذہ کی تعداد پوری کی جائے تاکہ بچوں کی تعلیم متاثر نہ ہو تو اس کے لئے باقاعدہ طور پر

محکمہ کے افسران اور بھرتی کرنے کی مجاز اتھارٹی کو کہہ دیا گیا ہے اور اخبارات میں اشتہار آ رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ جلد یہ تعیناتیاں کر دی جائیں گی۔

میاں نصیر احمد: شکریہ، جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! ماشاء اللہ پہلے سوال سے ہی غلط جواب آنا شروع ہو گئے ہیں اور حکومت نے وہ روایت قائم رکھی ہے کیونکہ پہلے سوال کے محرک نے کہا ہے کہ پہلے سوال کے جواب میں سکولوں کی تعداد غلط بتائی گئی ہے تو میں پھر سے آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ غلط جوابات کا سلسلہ جاری ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ صغیرہ اسلام: لغاری صاحب میرے بھائی ہیں اور انتہائی قابل احترام ہیں اور میرے خیال میں یہ بہت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گی کہ میں جناب وزیراعلیٰ اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ پہلے سوالوں کے جوابات تین سال کے بعد آتے تھے اور اب سوالوں کے جواب ایک سیشن کے بعد آ جاتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)
پہلے اس سے زیادہ غلط جوابات آتے تھے تو منسٹر صاحب کبھی یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھے اور یہ تو شکر کریں کہ ہم مانتے تو ہیں۔ آپ لوگ تو یہ بھی نہیں مانتے تھے کہ کبھی کوئی جواب غلط آتا ہے اور آپ ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ جو ممبر کھڑا ہو کر بولتا ہے وہ غلط ہے اور ہم ٹھیک ہیں لیکن پہلی بار اس معزز ایوان میں یہ روایت قائم کی گئی ہے کہ اگر کوئی جواب غلط ہوتا ہے تو منسٹر صاحب اس کی انکوائری کرواتے ہیں اور اس کے اوپر ایکشن لینے کا بھی وعدہ کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ چیئر کو address کریں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیرزراعت،ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں اس کی انکوائری کرواتا ہوں اگر جواب غلط ہو گا تو کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: اگر جواب غلط ہو گا تو کارروائی ہو گی۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ غلط جواب دینے کے سلسلے میں کوئی کارروائی کریں اور اس کو example بنائیں، جب تک آپ example نہیں بنائیں گے تب تک غلط جوابات آتے رہیں گے اور اس جمہوری عمل کا جو نظام چل رہا ہے وہ بھی متاثر ہو گا۔ عوام بھی ہم سے پوچھتی ہے کہ ہم یہاں کیا کرنے کے لئے بیٹھے ہیں؟ عوام کو بھی پتا ہو کہ اگر افسر کوتاہیاں کر رہے ہیں اور سوالات کے صحیح جوابات نہیں دے رہے ہیں تو ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہو گا تو یہاں پر عوام کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وقت ضائع نہیں ہوتا، آپ ایسی بات نہ کریں۔ یہاں اللہ کے فضل و کرم سے کوئی بھی وقت ضائع نہیں کر رہا ہے۔ منسٹر صاحب نے ذمہ داری اٹھائی ہے کہ اگر غلط جواب آیا ہو گا تو یقیناً اس کا نوٹس لیا جائے گا اور ضابطے کے مطابق کارروائی ہو گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کے جو غلط جوابات آئے تھے اس سلسلے میں، میں نے آپ کو ایک ثبوت بھی دیا تھا اور Privilege Motion بھی move کی تھی۔ اس motion کو چار دن pending رکھنے کے بعد آج اس کو reject کر دیا گیا کیونکہ یہ سوال put نہیں ہوا تھا اور آپ کو یاد ہو گا کہ وہ سوال آپ نے pending بھی فرمایا تھا۔ آج کے ایجنڈے کے بارے میں میرا بالکل اسی طرح کا سوال 3۔جولائی 2007 کو بھی تھا جو آج

راحیلہ خادم صاحبہ نے پوچھا ہے۔ مجھے اس سوال کا جواب دیا گیا تھا کہ 16 unregistered سکول ہیں اور آج اسی سوال کا جواب یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! جب ہم اس سوال پر پہنچیں گے تو دیکھ لیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس سوال کی باری نہیں آئے گی اور یہاں جو بات ہو رہی ہے میں نے اس دن بھی آپ سے یہ گزارش فرمائی تھی کہ آپ کسٹوڈین ہیں اگر آپ نے یہ strict action نہ لیا، میں ایک محکمے کا پہلے approve کر چکی ہوں دوسرے محکمے کی پھر میرے پاس approval موجود ہے۔ میرے پاس 16 unregistered سکولوں کی لسٹ موجود ہے جس پر جواب دیا گیا ہے کہ چھ unregistered سکول ہیں۔ اگر اس قسم کا مذاق اس ہاؤس میں ہونا ہے تو پھر ہم یہاں ٹائم ضائع کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ میں نے اس دن بھی ثبوت پیش کیا تھا اور رجسٹری پیش کی تھی کہ اس ہاؤسنگ کالونی کی رجسٹری ہوئی ہے لیکن اس پر بھی کوئی ایکشن نہیں لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے Privilege Motion بھی دی تھی۔ میرا privilege breach ہوا ہے کیونکہ محکمے نے غلط جواب دیا تھا۔ اس motion کو entertain کرنے کی بجائے آپ نے اس کو reject فرما دیا ہے۔ یہ آج بھی وہی مذاق ہے، وہی تماشا ہے کہ آج میرے پاس 16 سکولوں کی لسٹ موجود ہے جو unregistered ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ لاء منسٹر اس کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں اپوزیشن کے ممبر نے بات کی ہے، محترمہ عظمیٰ بخاری اور دیگر معزز ممبران نے بات کی ہے۔ اس میں تو کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ جو جوابات آتے ہیں خواہ Adjournment Motion ہو، Privilege Motion ہو یا questions ہوں وہ جوابات منسٹر تو تیار نہیں کرتا، محکمہ تیار کرتا ہے۔ اب اس میں یہ ہے کہ جو جواب ہاؤس میں پیش ہو اس ہاؤس کا استحقاق ہے کہ وہ information سو فیصد درست ہونی چاہئے۔ اگر وہ information سو فیصد درست نہیں ہوتی تو اس کا محکمہ ذمہ دار ہے۔ اس میں الجھ کر بحث کر کے ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کی بجائے اس کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک تو یہ ہے جیسا کہ منسٹر صاحب

یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ اگر آپ یہ ثابت کرتے ہیں کہ جواب غلط ہے تو پھر میں ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کروں گا۔ دوسرا یہ ہے کہ سوال کا جواب چاہے وہ take up ہو یا نہ ہو کیونکہ وہ ایوان کی میز پر رکھ دیا جاتا ہے، ایوان کا استحقاق ہے کہ جواب اور information درست ہونی چاہئے اگر وہ درست نہیں ہے تو جو معزز ممبر اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ یہ غلط ہے اور اس کے پاس information ہے تو وہ Privilege Motion لائے۔ یہ ایوان کا استحقاق ہے اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کو accept کروں گا۔ آپ کمیٹی میں خود بیٹھیں اور وہاں بیٹھ کر محکمے کے ان لوگوں کو جو غلط جواب اس ایوان میں پیش کرتے ہیں ان کو جو سزا دینا چاہتے ہیں دیں۔ آپ ان دونوں میں سے جو بھی راستہ اختیار کرنا چاہیں آپ کے پاس موجود ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی confusion نہیں ہونی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ابھی لاء منسٹر نے مہربانی فرمائی اور کہا کہ ہاؤس میں جواب take up ہو یا نہ ہو چونکہ جواب آ چکا تھا۔ میری Privilege Motion اس بات پر reject کی گئی کہ وہ سوال ہاؤس میں پیش نہیں ہوا تھا یعنی اس کی باری نہیں آئی تھی۔ پھر مجھے اپنی Privilege Motion پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ پھر ایسا کر لیں کہ اس وقت میرا خیال ہے کہ متعلقہ منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں اور چونکہ آپ کا معاملہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ تھا جب وہ آ جاتے ہیں ان سے ایک میٹنگ کروا کر اس کے بعد اگر آپ چاہیں گی کہ یہ جواب آپ کو غلط دیا اور آپ Privilege Motion لانا چاہیں گی تو میں آپ کو نہیں روکوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں اپنی Privilege Motion پہلے move کر چکی ہوں اور اس پر جیسے ابھی لاء منسٹر نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اس Privilege Motion کو entertain کیا جائے گا اس کے مطابق پھر میری Privilege Motion آج entertain ہونی چاہئے۔ اس میں منسٹر صاحب کا تو تعلق نہیں ہے، اس میں آپ کے اور ہاؤس کی

sanctity کا تعلق ہے۔ میں چاہوں گی کہ یہ Privilege Motion پیش کی جائے۔ میں بالکل اس بات کو second کروں گی کہ اگر ہم نے ایک بھی محکمے کو example بنا دیا تو آئندہ کسی محکمے کی جرأت نہیں ہو گی کہ وہ ہمیں غلط جواب بھیجے اس لئے میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ مجھے اپنی Privilege Motion پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں! ہم آپ کی بات مان لیتے ہیں۔ آپ ٹائم پر اپنی privilege motion دے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری بھی اسی طرح کی ایک Privilege Motion تھی جس کو reject کیا گیا تھا۔ جب ایک ممبر کی Privilege Motion ہو رہی ہے تو پھر میری بھی ساتھ ہی کر دیجئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے میں آپ کی Privilege Motion پڑھوں گا اس کے بعد کوئی رائے قائم کر سکوں گا اگر ضرورت محسوس ہوئی تو یقیناً کریں گے۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 34 ہے۔

پنجاب یونیورسٹی میں سنڈیکیٹ کے ممبران کی تعداد

*34: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں سنڈیکیٹ کے ممبران کی تعداد کیا ہے، اس وقت موجود ممبران کے نام بتائے جائیں؟

(ب) پنجاب یونیورسٹی میں سینٹ کے ممبران کی تعداد کیا ہے، اس وقت موجود ممبران کے نام بتائے جائیں؟

(ج) پنجاب یونیورسٹی میں سنڈیکیٹ اور سینٹ کے ممبران کی اہلیت کی شرائط کیا ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب یونیورسٹی، سنڈیکیٹ کے ممبران کی کل تعداد 19 ہے جن میں سے 5 ممبران کے ناموں کی نامزدگی باقی ہے۔فہرست منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی، سینٹ کے ممبران کی کل تعداد 265 ہے اور ناموں کی فہرست (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب یونیورسٹی میں سنڈیکیٹ اور سینٹ کے ممبران کی اہلیت کی شرائط (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔مزید یہ کہ پنجاب یونیورسٹی ایکٹ 1973 کی شق 25(01)(5) جو مذکورہ بالا جواب سے متعلق ہے منسلکہ (د) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سنڈیکیٹ کے ممبران کی کل تعداد 19 ہے جن میں سے ابھی تک 5 ممبران کی نامزدگی باقی ہے۔ 19 ممبران کی باڈی بڑی اہم ہے یہ پنجاب یونیورسٹی اور اس سے related تمام معاملات کا فیصلہ کرتی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی ایشیا کی بڑی یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے تو میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ 19 میں سے 5 ممبران ابھی تک باقی ہیں اور کافی عرصہ دراز سے ان کی نامزدگی نہیں ہو سکی، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ واقعی بہت اہم باڈی ہے اس میں Pro vice Chancellor کی سیٹ خالی ہے، ایک ممبر صوبائی اسمبلی کا ہوتا ہے وہ سپیکر صاحب نے نامزد کرنا ہوتا ہے ان کی بھی نامزدگی ہو جائے گی۔ چونکہ اسمبلی نئی constitute ہوئی ہے لہذا اب ممبران کی نامزدگی بھی ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی سینٹ کے ممبر پروفیسر ڈاکٹر خواجہ خالد رشید تھے ان کی promotion ہو گئی ہے وہ سیٹ بھی ابھی خالی ہوئی ہے، جلد ہی پُر کر دی جائے گی۔ اسی طریقے سے ایک کالج کے پرنسپل تھے وہ سیٹ بھی جلد پر کر دی جائے گی۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ 5 ممبران کی نامزدگی ابھی باقی ہے۔ میرا خیال ہے یہ بہت important issue ہے، صرف اسی یونیورسٹی کا نہیں بلکہ تمام یونیورسٹیوں کا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کتنے دنوں، کتنے مہینوں میں پُر ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے لئے محکمہ تعلیم جلد میٹنگ بلائے گا اور اس مسئلے کو فوراً حل کر دیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب وقت کا تعین کر دیں کہ یہ ایک مہینے میں، ایک سال میں، تین سالوں میں یا دس سالوں میں کب کرنا ہے؟ اس میں ایک سیٹ اسمبلی ممبر کی بھی ہے، آپ بھی اس میں کوئی ٹائم دے دیں، آپ کی طرف سے بھی جو کمی رہ گئی آپ کہیں کہ میں دو دنوں میں پوری کر دوں گا باقی محکمہ کب پوری کرے گا؟

جناب سپیکر: میں نے دو دنوں کی بات کب کی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: میرے کہنے کا مقصد ہے کہ اس کو open handed نہ چھوڑیں۔اس کے لئے کوئی ٹائم دیا جائے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): اس کے لئے تھوڑا سا ٹائم دیں، انشاءاللہ تعالیٰ جلد تکمیل ہو جائی گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کے لئے کتنا ٹائم چاہئے؟ مجھے جو ٹائم کے measures معلوم ہیں وہ یہ ہیں سیکنڈ، منٹ، گھنٹہ، دن، ہفتہ، مہینہ اور سال۔اس میں اگر جواب دے دیں تو مجھے زیادہ بہتر سمجھ آئے گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگلے session تک ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگلے اجلاس سے پہلے پہلے کر دینا بہتر ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے جو نمائندہ منتخب کرنا ہے وہ کب تک کریں گے؟

جناب سپیکر: انشاءاللہ امید ہے کہ اگلے اجلاس سے پہلے پہلے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں! آپ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں۔میں یہ مناسب نہیں سمجھتا۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! زاہدہ حفیظ ایک بچی ہے، اس نے پبلک سروس کمیشن میں امتحان پاس کیا ہے اور چوتھے نمبر پر آئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب سے مل لیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ بچی بہاولپور سے ہے لیکن اسے ساہیوال میں پھینک دیا ہے اور وہ چار سال سے وہاں نوکری کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: یہ وقفہ سوالات ہے۔مہربانی کر کے آپ بعد میں منسٹر صاحب سے مل لیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب سپیکر: issues کا بھی ٹائم ہوتا ہے.I will not permit you. Thank you جی، میاں نصیر صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انھوں نے جواب میں لکھا ہے کہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) گورنر خالد مقبول سینٹ کے ممبر ہیں لیکن میرے خیال میں وہ ممبر نہیں ہیں۔یہ جواب 11-10-2008 کو آیا ہے۔اکتوبر 2008 کے مہینے میں لیفٹیننٹ جنرل (ر) خالد مقبول گورنر پنجاب سینٹ کے ممبر نہیں ہو سکتے۔یہ بھی ایک غلط جواب آیا ہے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گورنر چانسلر ہوتا ہے۔اب نئے گورنر چانسلر ہوں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں سلمان تاثیر کا نام لکھا جانا چاہئے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس میں سلمان تاثیر کا نام لکھنے میں کوئی مسئلہ ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 37 ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! پہلے سوال کا جواب clear کیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: گورنر کون ہیں؟

جناب سپیکر: سب کو پتا ہے کہ گورنر کون ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پھر ریکارڈ درست کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ پرانا جواب ہو گا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس میں جواب وصولی کی تاریخ 18-اکتوبر لکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: ریکارڈ چیک کر لیں کہیں بیچ میں میرا نام نہ ہو؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): میرے پاس جواب ہے، اس میں تصحیح کر دی گئی ہے اور اس میں سلمان تاثیر کا نام ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کا مطلب ہے کہ جواب غلط دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ جب تصحیح ہو گئی ہے تو پھر غلط کیسے ہوا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: ہماری نشاندہی کرنے پر تصحیح ہوئی ہے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جی، پہلے ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں اس کو چھوڑیں۔ جی، شاہ صاحب بہادر!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 37 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل چنیوٹ میں 2003 تا حال محکمہ تعلیم میں بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*37 (الف): سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یکم جنوری 2003 سے آج تک تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں جن افراد کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، مستقل پتا اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر جز(ب) میں بھرتی کردہ افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ کی تفصیل اور میرٹ بنانے والے افسران و اہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں 2003 سے آج تک ڈی ای او (ایس ای) آفس نے 300 اور ڈی ای او (ڈبلیو ای ای) آفس نے 329 افراد کو بھرتی کیا، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں 2003 سے آج تک جن افراد کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومی سائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جز(ب) میں معذور افراد کو گورنمنٹ کی مرتب کردہ پالیسی کے مطابق اسامیوں کا 2 فیصد کوٹا نکال کر ان کو بھرتی کیا گیا ہے، میرٹ کی تفصیل، میرٹ کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران و اہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! انھوں نے جواب کے جز(ب) میں فرمایا ہے کہ تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم نے 2003 سے آج تک جن افراد کو معذور کوٹے کے تحت بھرتی کیا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ،

تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جز (ج) کے جواب میں بھی انھوں نے 2 فیصد کوٹا نکال کر بھرتی کی ہے۔

جناب سپیکر: دو فیصد کوٹا نکال کر کیا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: یہ معذور افراد کے لئے ہے۔ یہ جواب میرے ہاتھ میں ہے اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ سینئر ایلیمنٹری سکول مرد کوئی نہیں، خواتین کوئی نہیں، آگے ایجوکیٹر سینئر ایلیمنٹری سکول مرد کوئی نہیں، خواتین تین ہیں۔ آگے ایجوکیٹر سینئر ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹر مرد ایک، خواتین چار ہیں۔ وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ان بھرتیوں میں سے دو فیصد کوٹا نکال کر بتادیں کہ یہ کوٹا کہاں ہے؟ کیونکہ میں نے ان سے سال وار تفصیل پوچھی تھی۔ انھوں نے 2003، 2004 کا علیٰحدہ علیٰحدہ بتایا ہے لیکن نیچے نہیں بتایا۔ انھوں نے اکٹھا لکھ دیا ہے کہ کوئی نہیں، کوئی نہیں۔ ذرا مجھے بتادیں کہ انھوں نے کوٹا نکالنے کا کیا طریق کار بنایا ہے؟ دوسرا جو جز (ج) میں میرٹ بنانے والے، میرٹ کا طریق کار، جہاں پر ان افسران کے نام دیئے ہیں وہ مجھے اس جواب میں سے ڈھونڈ کر دے دیں۔ اگر ادھر باکس میں سے کوئی بوٹی آئی تو میں نے پکڑ لینی ہے۔ انھوں نے اتنا بڑا جواب دے دیا ہے، یہ تو پڑھنے کا ٹائم بھی نہیں ہے لہذا یہ مجھے بتادیں کہ جو چیز میں نے پوچھی ہے اس کا جواب کہاں پر ہے؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جواب میں تفصیل لکھی ہوئی ہے۔ دو فیصد، دو فیصد ہی ہوتا ہے۔ ایجوکیٹر میں معذور افراد کے کوٹا پر ایک مرد اور چار خواتین بھرتی ہوئی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی تو میرے پہلے سوال کا جواب نہیں آیا۔ وہ تو مجھے بھی پتا ہے کہ دو فیصد، دو فیصد ہی ہوتا ہے لیکن میں پوچھ رہا ہوں یہ جو بھرتیاں ہوئی ہیں یہ مجھے 2003 کا بتادیں کہ انھوں نے دو فیصد کیسے نکالا، کتنے میں سے نکالا ہے اور یہ کتنا ہے؟

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 2003 میں male and female میں معذور کوٹا میں کوئی بھرتی نہیں ہوا بعد میں ایجوکیٹر male میں ایک اور female میں چار بھرتی ہوئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس سال میں بھرتی ہوئے ہیں اس سال کا بتادیں کہ انھوں نے دو فیصد کیسے نکالا ہے؟

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اگر male میں کل 18 افراد بھرتی ہوئے ہیں تو اس میں دو فیصد کیا بنے گا؟ اس میں تو بھرتی نہیں ہو سکتا۔ یہ تو 100 کے بعد دو بھرتی ہونے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے پچھلے دنوں لوکل گورنمنٹ کے سوالات کے دوران بھی یہ استدعا کی تھی اور جناب نے بھی فرمایا تھا کہ اس پر کمیٹی بنا دو وہ انکوئری کرلے چونکہ اس کا غلط جواب آیا تھا۔ لاء منسٹر صاحب نے بھی سیکرٹری صاحب کو کہا یہ کمیٹی ضرور بنائیں لیکن وہ کمیٹی آج تک نہیں بنی۔ پچھلے دور حکومت میں میرٹ کو اتنا زیادہ violate کیا گیا ہے کہ الیکشن سے پہلے اور بعد بھرتیاں کر کے پچھلی تاریخوں میں آرڈرز کئے گئے ہیں۔ آپ یہاں بھی باہر نکل کر دیکھ لیں کہ اتنے معذور ہیں جس کی انتہا نہیں لیکن انھوں نے یہاں پر لکھا ہے کہ 2003 میں کوئی معذور ہی نہیں ہے، 2004 میں کوئی معذور نہیں ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ باہر تو معذوروں کی بھرمار ہے، مانگنے والے جان نہیں چھوڑتے اور یہ کہتے ہیں کہ معذور کوئی نہیں ہے۔ میں نے جز (ج) میں پوچھا ہے کہ میرٹ کا کیا طریق کار تھا؟ یہ مجھے بتادیں کہ انھوں نے کہاں جواب دیا ہے؟ انھوں نے تو جواب ہی کوئی نہیں دیا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! انھوں نے تو آپ سے categorically پوچھا ہے کہ۔۔۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جن کا سوال ہے ابھی وہ بات کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب! شاہ صاحب نے آپ سے categorically پوچھا ہے کہ وہ افسران کون کون سے ہیں، ان کے عہدے کیا ہیں جنھوں نے یہ میرٹ بنایا ہے؟

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ 2003 کی بات کر رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں 2006 کا پوچھ لیتا ہوں۔

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): آپ جواب تو سن لیں۔ اس وقت بھی یہی پالیسی تھی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ریکروٹمنٹ کمیٹی کے ڈی سی او ہیڈ اور ای ڈی او سیکرٹری ہوتے تھے۔ انھوں نے ہی میرٹ بنایا ہوا تھا اس میں 80 فیصد بچے فرسٹ ڈویژن والے سیکنڈ اور پھر تھرڈ ڈویژن والے بھی تھے اور دس نمبر لوکل یونین کونسل کے تھے اگر امیدوار اس یونین کونسل کا ہوا سے ایجوکیٹر بھرتی کیا جاتا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ میرٹ بنانے والے افسران کے نام بتادیں۔ میں نے سوال میں بالکل واضح لکھا ہے کہ ان افسران کے نام بتادیں جنھوں نے وہ میرٹ بنایا ہے؟

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): صوبائی سطح پر میرٹ کی پالیسی محکمہ تعلیم بناتا ہے اور پورے صوبے میں وہی پالیسی لاگو ہوتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ "اگر جز (ب) میں بھرتی کردہ افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ کی تفصیل، میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران واہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟" انھوں نے یہ فراہم کر دی ہے۔ اس میں سے مجھے بتادیں کہ یہ فلاں صفحہ پر ہے؟

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس سوال کو اگلے اجلاس تک pending فرمادیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ تیاری کر کے ہی نہیں آئے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ بات نہ کریں۔ انھوں نے ملک، صوبے اور آپ کے لئے کتنا سفر کیا ہے اور یقیناً وہاں سے کوئی اچھی اچھی چیزیں لے کر آئے ہوں گے۔ بعض اوقات اس طرح سے ہو جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ان کی بڑی قدر کرتا ہوں تو کیا اب یہ سوال pending ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس سوال نمبر 37 کو اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کتنے دکھ اور افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے۔

جناب سپیکر: No comments, no comments، ہم آگے جا چکے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے کل بھی یہ عرض کیا تھا مگر رانا صاحب نے بڑی خوبصورتی سے لفظوں کی ہیر پھیر سے اس کو گول مول کر دیا۔

جناب سپیکر: کس کو گول مول کر دیا؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر محکمے کا وزیر نہ ہو تو اس کا کیا حشر ہوتا ہے؟ آج دیکھیں! ہم پورے ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ پوری قوم ہمیں دیکھ رہی ہے۔ پریس دیکھ رہی ہے۔ آج ایجوکیشن کے سوالات ہیں[*********]

جناب سپیکر: میں جواب دیتا ہوں کہ وزیر ضرور بنے گا۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کریں۔ آپ میری بات سنیں، میں آپ کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا۔ وزیر تو ضرور بنیں گے لیکن آپ کی باری مشکل آئے گی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ اس ہاؤس اور سسٹم کو مکمل کریں۔

جناب سپیکر: پھر آپ کہیں گے کہ جی بوجھ ڈال دیا گیا ہے اور جن کا سوال تھا وہ تو مطمئن ہو چکے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب نے جو بات کی ہے اس کا آپ نے بھی جواب دے دیا ہے۔ ٹھیک ہے کہ محکمے کا وزیر مقرر ہونا چاہئے، ہو گا لیکن گزارش یہ ہے کہ جب 70 وزیر تھے تو اس وقت اس سے بھی بُرا حال تھا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس وقت اس طرح کی [*******] کبھی بھی ہاؤس کے اندر نہیں ہوئی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ کے یہ الفاظ پھر مجھے expunge کروانے پڑیں گے۔ اس [*******] لفظ کو expunge کر دیا جائے۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! ان کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ ایجوکیشن کا جتنا بُرا حال پچھلے دور میں کیا گیا اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا، آج تو اس کی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ ان کا حال تو ایک پنجابی کی مثال کی طرح ہو گیا ہے ذرا سن لینا "اوہ مراسیاں دے گھر والی کہ کہڑا چودھری بنے گا؟ جہڑا مرضی بن جاوے ایہہ نہیں بن سکدا" انشاء اللہ تعالیٰ یہ وزیر نہیں بن سکتے۔ یہ آئندہ کے لئے ممبر بن جائیں تو بڑی بات ہے اس لئے انھیں ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ پچھلے وزیر اعلیٰ اور ان کے وزیر تعلیم نے یہ سارا بیڑا غرق کیا ہے۔ ہمارے وزیر صاحب شریف آدمی ہیں وہ بتانا نہیں چاہتے تھے مگر میں آپ کو کھلے الفاظ میں بتا دیتا ہوں کہ جتنے برے طریقے سے ایجوکیشن کو انھوں نے لوٹا ہے کوئی نہیں لوٹ سکتا۔ انھوں نے صرف اپنے flex لگائے ہیں اس کے علاوہ کوئی کام نہیں کیا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرے دوست نے پنجابی کی جو مثال ہاؤس کے اندر سنائی ہے اس پر میں کہتا ہوں کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں سابق حکومت میں تین سال تک وزیر رہا ہوں لیکن میں پوری guarantee کے ساتھ کہتا ہوں کہ آجاسم شریف جو مرضی کر لیں، جتنے مرضی ترلے کر لیں، جتنی مرضی خوشامد کر لیں یہ کبھی وزیر نہیں بنیں گے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال ہے یا پوائنٹ آف آرڈر؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ مہربانی کریں، تشریف رکھیں۔ یہ ایجنڈا کس طرح سے آگے بڑھے گا؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی سے related ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں اجازت نہیں دیتا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ سب کو بات کرنے کا موقع دیتے ہیں مجھے بھی اجازت دی جائے۔ آپ ماشاءاللہ ہمیشہ وقفہ سوالات میں discipline maintain رکھتے ہیں۔ اس طرح کی discussions کے لئے ایک دن مختص کر لیں۔ میں نے اگلے دن بھی گزارش کی تھی، ہم اس میں ماضی کے تمام ادوار کو discuss کریں گے۔ ملکہ برطانیہ تک کو call کریں گے لیکن وقفہ سوالات میں سوالات کے بارے میں ہی discussion ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت اچھا، شاباش۔ یہ سوال تو ختم نہیں ہوا بلکہ یہ pending ہوا ہے۔ اس سوال کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ یہ لکھ لیں، کہیں غلطی نہ ہو جائے۔ اگلا سوال رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان صاحب کا سوال ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 46، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کی یونیورسٹیوں کے سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کے ججوں

کی بطور ممبر نامزدگی کی تفصیلات

*46: رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس یا جج ممبر ہوتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی، ممبر ہوتا ہے تاہم 3 یونیورسٹیوں میں نہیں ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں کل 12 سرکاری یونیورسٹیاں قائم ہیں ان 12 میں سے 9 یونیورسٹیوں میں چیف جسٹس یا ان کا نامزد کردہ جج سنڈیکیٹ کا ممبر ہے، ان یونیورسٹیوں کے نام درج ذیل ہیں:-

1- پنجاب یونیورسٹی لاہور 2-لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور، 3-یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور 4-اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور 5-بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان 6- فاطمہ جناح یونیورسٹی برائے خواتین راولپنڈی 7- گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور 8-یونیورسٹی آف انجینئرنگ ٹیکنالوجی ٹیکسلا 9- یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور تاہم مندرجہ ذیل 3 یونیورسٹیوں میں چیف جسٹس یا ان کا نامزد جج سنڈیکیٹ کا ممبر نہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسمبلی نے ان یونیورسٹیوں کے قانون (آرڈیننس) میں یہ شق نہیں رکھی۔

1۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

2۔ یونیورسٹی آف سرگودھا

3- یونیورسٹی آف گجرات

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سرگودھا یونیورسٹی میں لاتعداد لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے کیا اس میں وزیر موصوف بتائیں گے کہ میرٹ کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر: ملحوظ کے ساتھ خاطر ضروری نہیں ہوتا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال نمبر 46 میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹس میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس یا جج ممبر ہوتا ہے؟" اسی طرح جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "اگر جواب اثبات میں ہے تو پنجاب کی کتنی یونیورسٹیوں میں ہائی کورٹ کے جج سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں؟"

جناب سپیکر: نہیں، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر جو بے تحاشا بھرتیاں کی گئی ہیں کیا وہ میرٹ پر کی گئی ہیں یا نہیں؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ تو fresh question بنتا ہے کیونکہ سوال میں تو جج صاحبان کی سنڈیکیٹس میں تعیناتی کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے اوپر ہمارا stated version ہے اور ہمارا stand ہے کہ جو پچھلا دور حکومت تھا اس میں بھرتیاں بالکل میرٹ پر نہیں کی گئیں بلکہ میرٹ کے خلاف کی گئی ہیں۔ یہ بالکل ایک کھلی بات ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ اس میں کوئی مزید ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آج ہاؤس میں ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ ساری بھرتیاں out of merit ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ دونوں اطراف قابل احترام ہیں اور میں ایسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ آپ مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آج ہاؤس کے اندر ایک کمیٹی بنا دی جائے اور out of merit بھرتی ہونے والے لوگوں کو فارغ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ہم بعد میں کمیٹی بنالیں گے ابھی نہیں، ابھی وقفہ سوالات ہے۔ آپ وقفہ سوالات کا خیال کیجئے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب آنے تک اسے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ فرما رہے ہیں کہ میرے سوال کا جواب پوری طرح نہیں آیا اس لئے اس سوال کو pending کر لیں۔ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سوال کا جواب تو واضح ہے لیکن اگر فاضل ممبر کہتے ہیں تو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: منور غوث صاحب! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ جواب تو واضح دے دیا گیا ہے اگر آپ مزید کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں و گرنہ اسے dispose of کر دیتے ہیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں نے تو گزارش کر دی ہے اب جو آپ فیصلہ کریں گے مجھے وہ قبول ہو گا۔

جناب سپیکر: میرے فیصلے کی بات نہیں ہے اگر آپ نے کوئی ضمنی سوال کرنا ہے تو کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: میں نے ایک ضمنی سوال کیا ہے جس کا جواب نہیں آیا، اس پر وزیر قانون صاحب نے بھی فرمایا ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ اس پر آپ ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ ان سارے معاملات کو دیکھ لیا جائے۔ چونکہ سرگودھا یونیورسٹی ایک نئی یونیورسٹی بنی تھی اور اس میں کافی سارے نئے لوگ بھرتی ہوئے ہیں۔ نئے وائس چانسلر صاحب نے اپنی مرضی سے لاتعداد

لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔ یہ سارا کچھ موجودہ حکومت کے آنے سے پہلے ہوا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس پر کمیٹی بنائیں اور نئے سنڈیکیٹ کے جو ممبر آپ شامل کریں گے ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کریں تاکہ اس کی scrutiny ہو سکے اور صحیح لوگوں کو میرٹ پر نوکریاں مل سکیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وقفہ سوالات ہے اس لئے No point of order.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایجوکیشن سے ہی متعلقہ بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ضمنی سوال کر لیں تو آپ کو اجازت دیں گے۔ آپ بے شک ضمنی سوال کر لیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کا جواب یہ آیا ہے کہ 12 یونیورسٹیوں میں جج صاحبان سنڈیکیٹ کے ممبر ہیں اور تین یونیورسٹیوں میں شامل نہیں ہیں اس کی کیا وجہ ہے کیوں discrimination کی گئی ہے، آیا گورنمنٹ دوسری یونیورسٹیوں میں بھی سنڈیکیٹ میں جج نامزد کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟ مجھے تو یہاں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ گجرات میں من مانی کرنے کے لئے انہوں نے ججوں کو شامل نہیں کیا۔ اس کو یہ واضح کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، گجرات میں بہت ساری دنیا رہتی ہے صرف ایک جن کی آپ نشاندہی کر رہے ہیں وہ نہیں رہتے۔ گجرات بھی پنجاب کا حصہ ہے، پاکستان کا حصہ ہے۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! جب یہ یونیورسٹیاں constitute کی گئی تھیں اس میں ایسی provision نہیں رکھی گئی تھی کہ اس کا جج ممبر ہو گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں discrimination کیوں ہے؟ سب کو برابر کریں۔ اس سلسلے میں رائے لی جائے، پورا پنجاب ایک ہی صوبہ ہے اور سب کے ساتھ equal treatment کیا جائے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): ٹھیک ہے۔ محکمہ تعلیم اس کو reconsider کرے گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! پورا پنجاب ایک ہی صوبہ ہے، چند یونیورسٹیوں میں ہو، اور چند میں نہ ہو، یہ discrimination ختم ہونی چاہئے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! محکمہ تعلیم اس کو reconsider کرلے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بات نوٹ کرلی گئی ہے۔ اگلا سوال جناب حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 39۔ اس کا جواب پڑھا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک فیض آباد (ضلع اوکاڑہ) میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*39: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی چار دیواری نہ ہے اور نہ ہی اساتذہ اور بچیوں کے لئے کوئی فرنیچر ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں بجلی کی سہولت ہے اور نہ ہی بیٹھنے کا انتظام ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت صرف دو کمروں پر مشتمل ہے باتھ روم وغیرہ کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا مسائل کے حل کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی چار دیواری نہ ہے جبکہ اساتذہ و طالبات کے لئے فرنیچر ناکافی ہے۔ ڈسٹرکٹ پراجیکٹ مینجر کو درخواست کی گئی ہے کہ متعلقہ سکول کا معائنہ کرکے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کی

میٹنگ میں شامل کرنے سے پہلے اس مسئلہ کو ڈسٹرکٹ سٹیرنگ کمیٹی میں مشاورت کے لئے پیش کیا جائے۔توقع ہے کہ گورنمنٹ محکمہ تعلیم اوکاڑہ کی طرف سے اس مالی سال کے دوران سکول ہذا کو فرنیچر فراہم کر دیا جائے گا۔جس سے فرنیچر کی کمی پوری ہو جائے گی۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں بجلی کی سہولت میسر نہ ہے۔این ایل سی کی لسٹ میں اس سکول کا نام بجلی کی فراہمی کے لئے شامل کر لیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت صرف دو کمروں پر مشتمل ہے۔باتھ روم نہ ہے این ایل سی کے پروگرام کے تحت یہ سہولت ترجیحی بنیادوں پر فراہمی کی جارہی ہے۔

(د) حکومت مذکورہ بالا مسائل کے حل کا ارادہ رکھتی ہے حکومت مذکورہ سکول کو اس سال P.E.S.R.P کے پروگرام میں شامل کر رہی ہے جس کے لئے باقاعدہ تحریری طور پر این ایل سی کو مطلع کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب والا!اس سوال کی تاریخ وصولی ہے 18۔اپریل 2008کی۔تاریخ تفصیل ہے 26۔اپریل 2008۔اب نومبر کا مہینہ آگیا ہے انہوں نے جز(ب)اور(ج)میں کہا ہے کہ:

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں بجلی کی سہولت میسر نہ ہے۔این ایل سی کی لسٹ میں اس سکول کا نام بجلی کی فراہمی کے لئے شامل کر لیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت صرف دو کمروں پر مشتمل ہے۔باتھ روم نہ ہے۔این ایل سی کے پروگرام کے تحت یہ سہولت ترجیحی بنیادوں پر فراہمی کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر!اب چھ سات مہینے ہو گئے ہیں تو اس میں اب تک کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

وزیر زراعت،ہائر و سکولز ایجوکیشن(ملک احمد علی اولکھ):جناب والا!میرے پاس جب سوالات آئے تو میں نے محکمہ تعلیم کو یہ ہدایت کی کہ معزز اراکین سوالات اس لئے کرتے ہیں کہ ان کا مسئلہ حل ہو۔جو مسئلہ حل ہونے والا ہے اس کا حل نکال کر لائیں نہ کہ خالی جواب تیار کر کے لائیں۔انہوں

نے جو بجلی اور فرنیچر کے بارے میں فرمایا ہے اسی لئے این ایل سی میں اس کو شامل کروایا ہے تاکہ ان کا مسئلہ حل ہو جائے۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال؟

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! این ایل سی میں تو شامل ہو گئے ہوں گے۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ اب تک وہاں پر ہوا کیا ہے، کوئی کام وہاں پر ہوا ہے؟ این ایل سی اگر سات مہینوں میں کام نہیں کرتی کیونکہ انہوں نے خود کہا ہے کہ باتھ روم نہیں ہیں۔ بچیوں کا سکول ہے اگر وہاں پر باتھ روم بھی نہ ہو تو۔۔۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! اس میں فنڈز کی allocation ہوتی ہے، اس کے بعد بھی process ہے کہ اس کے ٹینڈر ہوتے ہیں اس کے بعد کام الاٹ ہوتا ہے پھر کام شروع ہوتا ہے۔ پہلے سٹیئرنگ کمیٹی کی میٹنگ ہو گی، اس میٹنگ میں پراجیکٹ منظور ہوں گے اس کے بعد feasibility کے مطابق وہاں پر کام ہو گا۔

جناب سپیکر: وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ اب یہ کام کس stage پر ہے؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا اس وقت صوبے سے اضلاع کو فنڈز جا رہے ہیں، کام شروع ہونے والے ہیں، ابھی کام شروع نہیں ہوا کیونکہ پہلے یہ سٹیئرنگ کمیٹی میں منظور ہوں گے اس کے بعد ٹینڈر ہوں گے اس کے بعد کام شروع ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! اضلاع میں missing facilities کے جو فنڈز تھے وہ تقسیم ہو گئے ہیں یا نہیں؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! محکمہ تعلیم کے فنڈز اضلاع میں چلے گئے ہیں لیکن ابھی سٹیئرنگ کمیٹی کے اجلاس میں ان کی منظوری ہو گی اس کے بعد ان پر کام ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: سوال نمبر 128۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

2003تا2007میں صوبہ پنجاب میں یونیورسٹیوں کا قیام

*128: **محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فروغ تعلیم کے لئے صوبہ بھر میں یونیورسٹیاں قائم کی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں یونیورسٹیوں کا قیام ضرورت کے مطابق نہیں بلکہ سیاسی بنیادوں پر کیا گیا ہے، جیسا کہ جنوبی پنجاب کی ضرورت کو نظر انداز کرتے ہوئے شمالی پنجاب کو ترجیح دی گئی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سال 2003-2007 تک صوبہ کے کس کس ضلع میں یونیورسٹی قائم کی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے-

(ب) درست نہ ہے-جنوبی پنجاب میں علاقہ کی آبادی اور ضرورت کے پیش نظر ڈیرہ غازی خان اور ساہیوال میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں اور اسی طرح رحیم یار خان اور بہاولنگر میں اسلامیہ یونیورسٹی کے سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں-

(ج) 2003-2007 کے دوران پبلک سیکٹر میں صرف یونیورسٹی آف گجرات قائم کی گئی پرائیویٹ سیکٹر میں 6 یونیورسٹیوں اور ایک انسٹی ٹیوٹ کو چارٹر دیا گیا تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

جناب سپیکر: ضمنی سوال؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز(ب) میں پوچھا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں یونیورسٹیوں کا قیام ضرورت کے مطابق نہیں بلکہ سیاسی بنیادوں پر کیا گیا ہے، جیسا کہ جنوبی پنجاب کی ضرورت کو نظر انداز کرتے ہوئے شمالی پنجاب کو ترجیح دی گئی ہے لیکن وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ جنوبی پنجاب میں علاقہ کی آبادی اور ضرورت کے پیش نظر ڈیرہ غازی خان اور ساہیوال میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں اور اسی طرح رحیم یار خان اور بہاولنگر میں اسلامیہ یونیورسٹی کے سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں۔ میں نے پوچھا تھا کہ کیا یونیورسٹی قائم کی گئی ہے؟ انہوں نے کہا ہے کہ سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں۔ کیا وہاں کے رہنے والے لوگوں کو یونیورسٹی کی ضرورت نہیں تھی؟ بہاولنگر، راجن پور، لیہ، مظفر گڑھ، خوشاب، ساہیوال اور پاکپتن، کیا ان تمام اضلاع میں لوگوں کو تعلیم کی ضرورت نہیں ہے؟ پچھلے آٹھ سالوں میں تعلیم کی advertisement پر کروڑوں روپے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ضائع کیا، کیا ان پیسوں سے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں جہاں سے بڑے اچھے اچھے پارلیمنٹیرین تشریف لائے ہیں، کیا وہاں پر یونیورسٹی نہیں بن سکتی تھی؟

جناب سپیکر: میری بہن! میرے خیال میں مناسب ہوگا کہ جو شخص اس House کا ممبر نہیں ہے اس کے متعلق بات نہ ہی کی جائے تو بہتر ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے کسی ایسے بندے کے متعلق بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کچھ کہہ گئی ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: میں نے یہ بات کی ہے کہ جو پیسا تعلیم پر خرچ ہونے کی بجائے دوسرے کاموں پر ضائع ہوا ہے تو یقینی بات ہے کہ اس کا حساب تو انہیں دینا چاہئے۔ میں نے ان سے یونیورسٹی کا قیام پوچھا ہے، انہوں نے مجھے سب کیمپس بتایا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ جو سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں ان میں تمام شعبہ جات موجود ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو پھر سب کیمپس وہاں پر کیوں قائم کئے گئے اور یونیورسٹی کیوں نہیں بنائی گئی؟

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): یونیورسٹی کا major کام examination conduct کروانا ہوتا ہے۔ جہاں تک ٹیچنگ کا تعلق ہے تو یہ جو سب کیمپس ساہیوال اور ڈیرہ غازی خان میں بنائے گئے ہیں وہاں پر بھی ایجوکیشن ہو رہی ہے۔ تمام اہم مضامین پڑھائے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یونیورسٹی کی جو requirement ہے وہ پوری ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ North اور South کی بھی کوئی discrimination نہیں ہے۔ بہر حال یہ مسئلہ ہے کہ بعض علاقے deprive ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے چیف منسٹر بنتے ہی جنوبی پنجاب کے اضلاع کے دورے کئے اور وہ رحیم یار خان بھی گئے ہیں، ڈیرہ غازی خان بھی گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب پہلے ڈیرہ غازی خان گئے ہیں پھر راجن پور گئے ہیں، رحیم یار خان گئے ہیں، بہاولپور گئے ہیں۔ جنوبی پنجاب کے جتنے ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہیں یا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہیں وہاں پر خود تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں کی ضروریات معلوم کی ہیں اور اس کے مطابق تعلیمی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں انہوں نے میڈیکل کالج کا اعلان کیا ہے، سنگ بنیاد بھی رکھا ہے اور اسی طریقے سے جتنے بھی پنجاب کے deprived علاقے ہیں ان کو at par لانے کے لئے مسلسل کام ہو رہا ہے تاکہ جو محروم علاقے ہیں ان کو بھی ترقی کی راہ پر برابر لایا جائے اور یہی جناب وزیراعلیٰ کی پہلے دن کی تقریر ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! سپیکر کا volume تیز کیا جائے کیونکہ آواز کی سمجھ نہیں آتی۔ میں نے ان سے یونیورسٹی کا قیام پوچھا ہے انہوں نے سب کیمپس کا بتایا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی طالب علم سائنس کا مضمون پڑھنا چاہے اور سب کیمپس میں اردو یا اسلامیات پڑھائی جا رہی ہو تو پھر اس سب کیمپس کا کیا فائدہ؟ مقصد تو یہ ہے کہ ایسی یونیورسٹی بنائی جائے جو لوگ دور دراز کے علاقوں سے لاہور کی یونیورسٹیوں میں آتے ہیں ان کو اپنے علاقوں میں سہولت مل جائے تو وہ یہاں آنے کی

بجائے وہاں پر تعلیم حاصل کریں۔ وزیر موصوف نے ایک لمبا جواب مجھے بتا دیا ہے، میں مانتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے جنوبی پنجاب کا دورہ کیا ہے لیکن میرے سوال کا جواب یہ نہیں ہے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جنوبی پنجاب میں، ملتان میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ہے اور اسی طرح بہاولپور میں اسلامیہ یونیورسٹی ہے۔ یہ آبادی کے لحاظ سے یونیورسٹیاں بنائی جاتی ہیں اور اس طرح جو بڑے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز تھے وہاں پر یونیورسٹی موجود ہے۔ اب مزید تعلیم کو عام کرنے کے لئے سب کیمپس بنائے گئے ہیں۔ ان کا بھی وہی function ہے جو یونیورسٹی کا function ہے۔ یونیورسٹی امتحانات conduct کرتی ہے، تعلیمی سہولیات سب کیمپس میں بھی وہی ہیں جو یونیورسٹی میں ہوتی ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! میں نے یہ پوچھا تھا کہ سب کیمپس جو انہوں نے قائم کئے ہیں ان میں کون کون سے مضامین کی کلاسز ہوتی ہیں؟

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محترمہ! اس کے لئے fresh question کریں تو جواب دے دیا جائے گا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! جو سب کیمپس قائم کئے گئے ہیں ان میں کیا پڑھایا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: سب کیمپس جو بنائے گئے ہیں محترمہ پوچھ رہی ہیں ان میں کیا پڑھایا جاتا ہے۔ آیا وہ تمام تعلیم ہے جو یونیورسٹیوں میں دی جاتی ہے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جہاں students available ہوتے ہیں وہاں تمام مضامین پڑھائے جا رہے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! ایک طالب علم سائنس کا مضمون پڑھنا چاہتا ہے اور وہاں پر اردو کی کلاسیں شروع ہیں تو اس سب کیمپس کا کیا فائدہ؟ مقصد تو یہ ہے کہ اسے یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔ انہوں نے 12 یونیورسٹیوں کے نام دیئے ہیں میں یہ نہیں کہتی کہ لاہور میں یونیورسٹیاں نہ ہوں، ہونی چاہئیں، لاہور پاکستان اور پنجاب کا دل ہے۔ 5 یونیورسٹیاں لاہور میں ہیں۔ میں نے ایک سوال پوچھا تھا کہ یہ یونیورسٹیاں میرٹ پر بنائی گئی ہیں یا سیاسی بنیادوں پر بنائی گئی ہیں؟ لاہور میں سائنس کالج

اور بیکن ہاؤس کو کیمپس کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ خورشید محمود قصوری سابق وزیر خارجہ کے سکول ایچوکیٹر کو بھی سیاسی بنیادوں پر یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے تو جہاں پر اپنے آدمیوں کو نوازنے کے لئے تعلیم کے معیار کو نہ دیکھتے ہوئے سیاسی بنیادوں پر میاں عامر کے سائنس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے تو یہ محکمہ تعلیم اور طالب علموں کے ساتھ زیادتی ہے۔ پچھلے دنوں ہائر ایجوکیشن کمیشن نے فیصلہ کیا تھا کہ تمام ایسے ادارے جن کا تعلیمی معیار بہتر نہیں ہے انہیں بند کیا جائے۔ کیا منسٹر صاحب ہائر ایجوکیشن کمیشن کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے سیاسی بنیادوں پر بنائے گئے اداروں کو بند کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس چیز کو دوبارہ دیکھ لیتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے تو اس کو حل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ محترمہ سے ایک میٹنگ کر لیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! منسٹر صاحب آہستہ بولتے ہیں۔ میرے پاس کوئی ایسا آلہ بھی نہیں ہے جس سے ان کی آواز میرے تک پہنچ سکے۔

وزیر زراعت، ہائر وسکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! محترمہ مجھے مل لیں، اگر کوئی نشاندہی کریں گی تو اسے دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یونیورسٹی اور سب کیمپس میں فرق کیا ہے؟ میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب کی طرف سے جواب آ گیا تھا کہ سب کیمپس وہی کام کر رہا ہوتا ہے جو کام یونیورسٹی کر رہی ہوتی ہے تو اس concept کو ٹھیک طور پر clear ہونا چاہئے کہ سب کیمپس اور یونیورسٹی کے فرق کو واضح کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ بات مکمل ہو گئی ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! Southern Punjab, specially Rahim Yar Khan میں National Education Foundation کے under April and May 2008 میں سروے ہوا تھا جس میں 208 schools approve ہوئے تھے جن میں سے except Rahim Yar Khan and Layyah approval ہو گئی ہوئی ہے تو منسٹر صاحب بتائیں کہ یہ approve کیوں نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر: سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ مجھے بھی نہیں سمجھ لگی۔ دیکھیں، سوال کو دو حصوں میں تقسیم کریں۔ آپ ضمنی سوال کریں، اس کا جواب لیں، اس کے بعد دوسرا سوال کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میرے خیال میں وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع رحیم یار خان و گجرات میں 2003 سے 2007 تک سکولز، کالجز کی از سر نو تعمیر

*124: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2003 سے 2007 تک محکمہ نے مختلف اضلاع میں پرائمری، مڈل، ہائی سکولز، انٹر اور ڈگری کالجز کو از سر نو تعمیر اور اپ گریڈ کیا ہے؟

(ب) ضلع رحیم یار خان میں متذکرہ عرصہ کے دوران کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکول اور انٹر، ڈگری کالج تعمیر ہوئے اور کتنے اپ گریڈ ہوئے؟

(ج) متذکرہ عرصہ کے دوران ضلع گجرات میں کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکول اور انٹر، ڈگری کالج تعمیر اور اپ گریڈ ہوئے؟ ان کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ سال 2003 سے 2007 تک محکمہ نے مختلف اضلاع میں پرائمری، مڈل، ہائی سکول، انٹر اور ڈگری کالج کو از سر نو تعمیر اور اپ گریڈ کیا ہے۔

(ب) ضلع رحیم یار خان میں 2003 سے 2007 تک محکمہ نے مندرجہ ذیل پرائمری، مڈل، ہائی سکول، انٹر اور ڈگری کالج کو اپ گریڈ کیا ہے جبکہ کوئی نئی تعمیر نہیں ہوئی ہے۔

پرائمری	مڈل سکول	ہائی سکول	انٹر کالج	ڈگری کالج
0	43	09	04	-

(ج) ضلع گجرات میں 2003 سے 2007 تک 26 مسجد مکتب سے پرائمری، 10 پرائمری سکول سے مڈل اور 8 مڈل سکولوں کو بطور ہائی سکول اپ گریڈ کیا گیا ہے جبکہ 5 کالج از سر نو تعمیر ہوئے اور 3 کالجوں کو بطور ڈگری کالج اپ گریڈ کیا گیا ہے جن کے نام ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

2003 تا 2007 کے دوران محکمہ تعلیم شیخوپورہ میں کنٹریکٹ پر بھرتی لیکچراروں کی تنخواہ کا مسئلہ

*199: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق حکومت نے سال 2007-2003 کے دوران محکمہ تعلیم ضلع شیخوپورہ میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر لیکچرار بھرتی کیے تھے، ان کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے لیکچرار کی ماہانہ تنخواہ -/6210 روپے تھی جو کہ پی ٹی سی ٹیچر سے کم ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹ پالیسی کے مطابق درجہ چہارم کے ملازم جو کہ خواندہ یا مڈل ہیں کی تنخواہ کم از کم پانچ ہزار ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لیکچرارز جو کہ ماسٹر ڈگری ہولڈر ہیں کی کنٹریکٹ پالیسی پر نظر ثانی کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سال 2003 تا 2007 کے دوران صرف 2005 میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر لیکچرارز کی بھرتی کی گئی، ضلع شیخوپورہ میں بھرتی کئے گئے لیکچرارز کی تعداد 24 ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ 2005 میں لیکچراروں کی تنخواہ بڑے شہروں میں 10 ہزار روپے اور چھوٹے شہروں میں 12 ہزار روپے تھی جبکہ 2008 میں ان کی تنخواہ 17 گریڈ کے برابر کی گئی ہے اور چھوٹے شہروں کے لئے 4 ہزار روپے مزید الاؤنس کر دیا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے بلکہ درجہ چہارم کے ملازمین کی تنخواہ 6850 روپے ہے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے، کنٹریکٹ پالیسی میں حال ہی میں نظر ثانی کی گئی ہے جس کے مطابق ان کی تنخواہ گریڈ 17 کے برابر ہے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ضلع رحیم یار خان / گوجرانوالہ میں سکولز، کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*171: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں آج تک کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی گرلز اور بوائز سکول تعمیر ہوئے؟

(ب) ضلع رحیم یار خان میں آج تک کتنے انٹر اور ڈگری کالج بوائز اور گرلز تعمیر ہوئے، ان کی تعداد کیا ہے؟

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول گرلز اور بوائز ہیں اور کتنے انٹر اور ڈگری کالج بوائز اور گرلز تعمیر ہوئے اور ان کی تعداد کیا ہے؟

(د) کیا حکومت نے ان دونوں اضلاع میں سکول اور کالجز آبادی کے تناسب سے قائم کئے ہیں اور اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ہذا میں قائم شدہ گرلز اور بوائز سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے:-

	پرائمری	مڈل	ہائی سکول	ہائر سیکنڈری سکول	کل تعداد
بوائز	1840	149	116	05	2110
گرلز	1309	159	51	04	1523
میزان	3149	308	167	09	3633

(ب) ضلع رحیم یار خان میں 4 بوائز اور 4 گرلز ڈگری کالجز تعمیر ہوئے ہیں۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں پرائمری، مڈل اور ہائی بوائز اور گرلز سکولوں کی تعداد 1902 ہے اور بوائز / گرلز، انٹر / ڈگری کالجز کی تعداد 18 ہے تفصیل کیٹیگری وائز درج ذیل ہے:-

	بوائز سکولز	گرلز سکولز	بوائز کالجز	گرلز کالجز	میزان
پرائمری	719	751	-		1470
مڈل	105	151			256
ہائی	103	73			176
انٹر	-	-	-	1	1
ڈگری	-	-	7	10	17

ٹوٹل	927	975	7	11	1920

(د) ضلع گوجرانوالہ میں سکولوں کی تعداد آبادی کے تناسب سے کم ہے، ان کی وجوہات میں عدم فراہمی زمین اور فنڈز کی کمی سرفہرست ہیں- ضلع گوجرانوالہ میں کالجوں کی تعداد آبادی کے تناسب سے کم ہے تاہم حکومت پنجاب کی منظوری سے 2 زنانہ کالجوں کی تعمیر جاری ہے جن کی تکمیل آخری مراحل میں ہے-

1-گورنمنٹ کالج برائے خواتین، کالج روڈ، گوجرانوالہ

2-گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ایمن آباد، گوجرانوالہ

ضلع رحیم یار خان کی تعلیمی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں-تاہم کسی نئے کالج کی تعمیر کے لئے اگر کوئی درخواست موصول ہوئی تو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) رحیم یار خان قواعد وضوابط کے مطابق اس کی فزیبلٹی رپورٹ اپنے محکمہ کو پیش کرے گا-

بہاولنگر گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین
کے لئے نئی بس خریدنے کا مسئلہ

*301: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بہاولنگر کے لئے 1986 میں ایک بس خریدی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بس اکثر خراب رہتی ہے جس کی وجہ سے طالبات کو کالج اور گھر جانے میں مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کے لئے نئی بس خریدنے اور پرانی بس کو نیلام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین بہاولنگر کے لئے ایک نئی بس1986 کی بجائے1982 میں خریدی گئی تھی۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ بس پرانی ہونے کی وجہ سے خراب رہتی ہے بلکہ جیسے ہی خراب ہوتی ہے مرمت کروالی جاتی ہے اور طالبات کی مشکلات کو دور کر دیا جاتا ہے۔

(ج) گزشتہ سالوں2004تا2008 میں گاڑی کی مرمت کی مد میں مبلغ150760 روپے خرچ ہوئے ہیں۔اسی طرح 08-2007 میں گاڑی کی مرمت کا کام کروانے کے بعد درست طور پر گاڑی چلتی رہتی ہے اور آئندہ آنے والے سال میں اگر گاڑی کی خرابی کا مسئلہ پیدا ہوا تو نئی گاڑی کی خریداری کے لئے محکمہ خزانہ کو رقم کی فراہمی کے لئے لکھا جائیگا۔

2001 میں اضافی تعلیم کے حامل اساتذہ کی انکریمنٹ کا مسئلہ

*200: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ میں بھرتی اساتذہ کو اضافی تعلیم پر سالانہ انکریمنٹ یا اگلے سکیل میں ترقی دی جاتی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2001 میں اضافی تعلیم کے حامل اساتذہ کو میسر دونوں سہولیات سے یکسر محروم کر دیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اضافی تعلیم کے حامل اساتذہ سے 2001 میں چھینی گئی سہولیات بحال کرنے کو تیار ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے 2007 میں اساتذہ کا ہائر ایجوکیشن الاؤنس بحال کر دیا ہے۔

راولپنڈی، پی پی۔14 میں لڑکوں کے لئے
نئے ڈگری کالجز بنانے کا پروگرام

*468: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا راولپنڈی کے حلقہ پی پی۔14 میں طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر نئے ڈگری کالج بنانے کا پروگرام ہے، اگر ہاں تو کتنے اور کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

حلقہ پی پی۔14 میں گورنمنٹ حشمت علی اسلامیہ انٹر کالج فار بوائز پہلے سے ہی کام کر رہا ہے۔ مذکورہ کالج کو محکمہ اعلیٰ تعلیم، حکومت پنجاب نے اکتوبر 2007 کو اپ گریڈ کر کے ڈگری کالج کا درجہ دے دیا ہے۔

محکمہ اعلیٰ تعلیم حکومت پنجاب کے Criteria کے تحت کالج سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر لڑکوں کے مندرجہ ذیل دو کالج پہلے ہی کام کر رہے ہیں۔

1۔ گورنمنٹ کالج فار بوائز سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی طلبا کی تعداد 1788

2۔ گورنمنٹ کالج اصغر مال روڈ راولپنڈی طلبا کی تعداد 3232

لہذا مزید کالج کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور، گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز میں سرکاری رہائش گاہوں
میں سیوریج کا مسئلہ

*274: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز لاہور میں موجود عملہ کی سرکاری رہائش گاہوں میں سیوریج کے پانی کے نکاس کا مسئلہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ کی طرف سے سیوریج کو درست کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے کیونکہ سرکاری رہائش گاہوں کا سیوریج ٹھیک کام کر رہا ہے۔

(ب) جز (الف) کے جواب میں تفصیل درج ہے سرکاری رہائش گاہوں میں سیوریج کے پانی کی نکاسی کو چیک کر لیا گیا ہے اب وہاں کوئی شکایت نہ ہے۔

ضلع سرگودھا میں انٹرمیڈیٹ و ڈگری کالجز (بوائز و گرلز) کی تعداد و دیگر تفصیلات

*545: چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج برائے (مرد و خواتین) اور گورنمنٹ ڈگری کالجز برائے (مرد و خواتین) کی کل تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ کالجوں میں کتنے ایسے ہیں جن میں مستقل بنیادوں پر پرنسپل تعینات نہیں ہیں؟

(ج) ضلع سرگودھا کے مردانہ و خواتین کے کالجز میں سٹاف مطلوبہ تعداد سے بہت کم ہے، حکومت یہ کمی کب تک پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) مذکورہ کالجز میں خالی اسامیوں کی تعداد مع نام اسامی اور گریڈ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) مذکورہ ضلع میں ان کالجز کی تعداد 23 ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) 11 کالجز میں مستقل بنیاد پر پرنسپل تعینات نہ ہیں، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) محکمہ ہائر ایجوکیشن نے پی پی ایس سی کو لیکچرارز کی خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے ریکوزیشن بھیجی ہوئی ہے۔پنجاب پبلک سروس کمیشن برائے بھرتی لیکچرارز انٹرویو کر رہا ہے، جونہی سفارشات موصول ہوتی ہیں۔ٹیچنگ کیڈر کی ان خالی اسامیوں کو پر کر دیا جائے گا۔علاوہ ازیں نان ٹیچنگ اسامیوں پر بھرتی کے لئے محکمہ تعلیم پنجاب نے مجاز اتھارٹی سے نئی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے اجازت لے لی ہے اور Appointing اتھارٹیز کو احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

(د) خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور، گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز میں سرکاری رہائش گاہوں میں سوئی گیس کنکشن کا معاملہ

*275: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول فار بوائز میں موجود عملہ کی سرکاری رہائش گاہوں میں سوئی گیس کے کنکشن نہ ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ تعلیم کی طرف سے سرکاری کوارٹروں میں گیس کے کنکشن لگوانے کے لئے اب تک کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔ البتہ سکول انتظامیہ کی طرف سے سوئی گیس کنکشن کے لئے درخواست دی ہوئی ہے۔

(ب) جز(الف) کے جواب میں وضاحت کی گئی ہے، سوئی گیس کنکشن کے لئے درخواست دی گئی ہے اور سکول انتظامیہ ممکنہ کنکشن کے حصول کے لئے اقدامات کرے گی۔

پنجاب یونیورسٹی میں تحقیقی کام کے فروغ
کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*590: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت کی ہدایت کے مطابق پنجاب یونیورسٹی میں تحقیقی کام کو فروغ دینے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور یونیورسٹی میں تحقیقی کام کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) سال 2003 تا 2006 میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یو جی سی) سے پنجاب یونیورسٹی نے تحقیقی کام کے لئے کتنی میچنگ گرانٹ حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی کے اپنے بجٹ میں سے تحقیقی کام پر کتنی رقم خرچ کی گئی، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں تحقیقی کام کو فروغ دینے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

1) ایڈوانسڈ سٹڈیز اینڈ ریسرچ بورڈ کو فعال کر دیا گیا ہے اور ہر ماہ اس باڈی کا اجلاس منعقد کیا جاتا ہے تاکہ بحث و تمحیص کے بعد ریسرچ سکالرز کے تحقیقی مقالہ جات کو منظور کیا جائے۔

2) پی ایچ ڈی کے تمام مقالہ جات کو بیرون ملک یورپ و امریکہ کی بہترین درسگاہوں کے پروفیسر صاحبان سے evaluate کروایا جاتا ہے تاکہ تحقیق کا معیار بہتر بنایا جاسکے۔

3) یونیورسٹی میں اب ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ریگولر کلاسز کا اجراء کیا گیا ہے تاکہ ریسرچ سکالرز کل وقت تحقیق پر توجہ دے سکیں۔

4) تحقیقی لیبارٹریوں کا معیار بلند کیا گیا ہے اور انہیں جدید ساز و سامان، کمپیوٹرز، کیمیکل و جدید آلات و مشینوں سے آراستہ کیا گیا ہے۔

5) اساتذہ، تحقیقی ماہرین، ریسرچ سکالرز طلباء و طالبات کو ملکی و غیر ملکی کانفرنسوں میں شرکت کے لئے ٹریول گرانٹ کا اجراء کیا گیا ہے۔

6) بیرون ملک اعلیٰ معیار کے تحقیقی مکالمہ جات چھاپنے پر نقد انعام، ریسرچ گرانٹ، حوصلہ افزائی گرانٹ (Incentive Award) اور ٹنیور ٹریک سسٹم کے تحت بہتر تنخواہیں و دیگر مراعات دی جاتی ہیں تاکہ تحقیقی کام کو فروغ دیا جاسکے۔

7) مختلف شعبہ جات، کالجوں اور انسٹیٹیوٹ کو بین الاقوامی سطح کی سائنس کانفرنس منعقد کرنے کے لئے رقوم / فنڈز فراہم کئے جاتے ہیں۔

8) ایچ ای سی کے تعاون سے ای جرنلز اور ای بک کے نظام کو متعارف کروایا گیا ہے تاکہ ماہرین جدید مغربی علوم سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

سال 09-2008 میں پنجاب یونیورسٹی نے تحقیقی کام کے فروغ کے لئے پانچ کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

(ب) یونیورسٹی کے بجٹ میں تحقیقی کام کے لئے مختص کی گئی رقم اور ہائر ایجوکیشن کمیشن سے ملنے والی میچنگ گرانٹس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

2002-03

میچنگ گرانٹ ایچ ای سی	21.400 ملین روپے
پنجاب یونیورسٹی کا خرچ	12.264 ملین روپے
کل خرچ	33.664 ملین روپے

2003-04

میچنگ گرانٹ ایچ ای سی	3.000 ملین روپے
پنجاب یونیورسٹی کا خرچ	8.343 ملین روپے
کل خرچ	11.343 ملین روپے

2004-05

میچنگ گرانٹ ایچ ای سی	3.000 ملین روپے
پنجاب یونیورسٹی کا خرچ	9.208 ملین روپے
کل خرچ	12.208 ملین روپے

2005-06

میچنگ گرانٹ ایچ ای سی	4.000 ملین روپے
پنجاب یونیورسٹی کا خرچ	11.030 ملین روپے
کل خرچ	15.30 ملین روپے

نجی تعلیمی اداروں کی جانچ پڑتال کے لئے ریگولیٹری اتھارٹی کا قیام و دیگر معاملات

*342: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نجی شعبہ میں قائم تعلیمی اداروں کے معاملات کی جانچ پڑتال کے لئے علیحدہ سے ریگولیٹری اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جائے گا؟

(ب) کیا حکومت نجی سکولوں اور کالجوں کی بڑھتی ہوئی فیسوں اور دوسری فروعی مدات فنڈز میں والدین سے رقم ہتھیانے کے سلسلہ کو روکنے اور ان نجی تعلیمی اداروں میں بچوں کے لئے مالکان کی طرف سے سہولتیں فراہم کرانے کے لئے اقدامات اٹھانے پر غور کر رہی ہے؟

(ج) حکومت سرکاری تعلیمی معیار کو بہتر کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے تاکہ عام لوگ تعلیمی مافیا کے چنگل سے نجات حاصل کر سکیں؟

(د) کیا حکومت سرکاری تعلیمی اداروں کے علمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے اساتذہ کی تربیت اور انہیں بہتر معاوضہ ادا کرنے کی تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) نجی شعبہ میں قائم تعلیمی اداروں کے معاملات کی جانچ پڑتال کے لئے پہلے سے ہی قوانین موجود ہیں۔مثلاً رجسٹریشن آرڈیننس 1984 کے تحت نجی تعلیمی اداروں کو رجسٹرڈ کرنے کے لئے قواعد و ضوابط اور شرائط موجود ہیں جنہیں پیش نظر رکھا جاتا ہے ان تمام قوانین

کے ذریعہ نجی تعلیمی اداروں کے معاملات کی جانچ پڑتال بخوبی عمل میں لائی جارہی ہے۔ لہذا علیحدہ سے کسی ریگولیٹری اتھارٹی کے قیام کی ضرورت نہیں ہے۔

(ب) مذکورہ بالا قوانین کے تحت حکومت نجی تعلیمی اداروں کے مالکان کو طلبا کے لئے سہولتیں فراہم کرنے کی پابند ہوتی ہے اور انہی سہولیات کے مطابق فیس کا معیار بھی مقرر کیا جاتا ہے۔اگر کوئی نجی تعلیمی ادارہ مطلوبہ معیار کو برقرار نہ رکھ پائے تو اس کی رجسٹریشن اور منظوری ختم کی جاسکتی ہے۔حکومت اس بارے میں ضروری اقدامات کر رہی ہے تاکہ نجی تعلیمی اداروں کا معیار بہتر ہو سکے۔

(ج) حکومت سکولوں کو مرحلہ وار کمپیوٹر لیب فرنیچر اور بلڈنگ فراہم کر رہی ہے۔سکولوں میں حاضری کو یقینی بنانے کے لئے مانیٹرنگ سسٹم شروع کیا گیا ہے۔سرکاری مدارس میں کتابیں مفت فراہم کی جاتی ہیں۔طلبا کے لئے فروغ تعلیم سے یونیفارم، جوتے اور دوسرے سپورٹڈ میٹریل خرید کر دیئے جاتے ہیں اور اساتذہ کی بہترین کارکردگی پر بیسٹ ایوارڈ دیا جاتا ہے۔

(د) اساتذہ کو جدید طرز تعلیم کے مطابق تربیت دی جارہی ہے۔اساتذہ کی مالی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ان کو ٹیچر پیکج دیا گیا ہے۔

پنجاب کے تمام ایجوکیشن بورڈز میں پرچوں کی مارکنگ کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*592:جناب محمد محسن خان لغاری:کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) پنجاب کے تمام ایجوکیشن بورڈز میں پرچوں کی مارکنگ کے طریق کار کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام ایجوکیشن بورڈز میں سنٹرل مارکنگ کے تحت پرچوں کی چیکنگ بھی کی جاتی ہے،اگر ایسا ہے تو کیا اس طریق کار سے ماہرین تعلیم اور طلبا مطمئن

ہیں، کیا حکومت موجودہ دور کے ماڈرن تقاضوں کے مطابق پرچوں کی مارکنگ اور سنٹرل مارکنگ کے موجودہ طریق کار کا مثبت اور قابل عمل اصلاحات متعارف کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بورڈز کے پرچوں کی مارکنگ ایک مخصوص مدت کے دوران کی جاتی ہے یہ عرصہ کتنا ہوتا ہے اور کیا اس عرصہ کے دوران پرچوں کی مارکنگ احسن طریقہ سے ہو جاتی ہے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب کے تمام ایجوکیشن بورڈز میں سنٹرلائزڈ مارکنگ کے تحت پرچوں کی مارکنگ کی جاتی ہے، میٹرک کے امتحان کی مارکنگ ہر بورڈ فرضی رول نمبروں کے تحت ضلعی سطح پر مختلف سنٹروں میں کرواتا ہے جبکہ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں آرٹس کے طلبا کی جوابی کاپیوں کی مارکنگ بھی فرضی رول نمبرز کے تحت متعلقہ ہر بورڈز اپنی نگرانی میں ضلعی سطح پر سنٹرلائزڈ مارکنگ سنٹروں میں کرواتا ہے، جبکہ سائنس کے طلبا کے تمام مضامین کی مارکنگ ایکسچینج پروگرام کے تحت دوسرے بورڈز کی زیر نگرانی کروائی جاتی ہے۔

(ب) درست ہے۔ پنجاب کے تمام ایجوکیشن بورڈز میں سنٹرل مارکنگ کے تحت پرچوں کی چیکنگ کی جاتی ہے اس طریق کار کے متعلق تاحال ماہرین تعلیم اور طلبا کی طرف سے کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی، حکومت اس سلسلہ میں جائزہ لے رہی ہے کہ امتحانی عمل کو مزید بہتر بنایا جائے۔

(ج) درست ہے۔بورڈز کے تمام پرچوں کی مارکنگ ایک مقررہ مدت کے دوران کی جاتی ہے، جس کا تعین پنجاب بورڈز کمیٹی آف چیئرمین کرتی ہے اور نتیجہ کی اشاعت بھی ایک ہی روز کی جاتی ہے۔

لاہور۔گڑھی شاہو تا شالامار باغ میں قائم غیر قانونی

طور پر چلنے والے سکولوں کی تفصیلات

*366: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی ٹی روڈ گڑھی شاہو پل تا شالامار باغ لاہور پر واقع کتنے ایسے سکولز ہیں جو غیر رجسٹرڈ ہیں اور کئی سالوں سے غیر قانونی طور پر چل رہے ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ سکولز کی فیسوں کی حدود کا تعین کیا گیا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ پرائیویٹ سکولز چار پانچ ہزار روپے تک فیس وصول کر رہے ہیں کیا ان کو کنٹرول کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

(د) مذکورہ علاقہ میں چلنے والے غیر قانونی سکولز، ان کے نام اور جو فیس فی بچہ فی کلاس وصول کر رہے ہیں، اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) جو ذمہ داران ان تمام بے قاعدگیوں کے ذمہ دار ہیں، کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اسکی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ٹی روڈ گڑھی شاہو پل تا شالامار باغ میں کل 6 سکول غیر رجسٹرڈ ہیں- جنہیں رجسٹریشن کروانے کے لئے ہدایت کر دی گئی ہے رجسٹریشن نہ کروانے کی صورت میں سکول بند کرنے کے لئے قانونی کارروائی کی جائے گی- پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن رولز 1984 کی شق نمبر (11)2 کے تحت ذاتی شنوائی کے نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں- جن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے- مزید کارروائی ذاتی شنوائی کے بعد عمل میں لائی جائے گی-

(ب) پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشن انسٹی ٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن رولز 1984 کی شق نمبر (iii)12 کے تحت فیسوں کی حدود کا تعین کیا جا سکتا ہے-

(ج) یہ درست نہ ہے- مذکورہ 6 غیر رجسٹرڈ سکول 4000 یا 5000 روپے فیس وصول نہ کر رہے ہیں-

(د) مذکورہ علاقے میں کل 6 سکول غیر رجسٹرڈ ہیں،ان کے نام اور جو فیس فی بچہ فی کلاس وصول کر رہے ہیں،اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کوئی آفیسر اگر کسی بھی طرح کی بے قاعدگی کا مرتکب ہونے کی صورت میں نشاندہی پر محکمہ ان کے خلاف کارروائی کرے گا۔

لاہور۔جی ٹی روڈ باغبانپورہ اور سنگھ پورہ میں واقع پرائیویٹ سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*400: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی ٹی روڈ باغبانپورہ اور سنگھ پورہ لاہور میں کتنے ایسے پرائیویٹ سکولز ہیں جن کی رجسٹریشن ابھی التوامیں ہے اور کیوں نہیں کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ غیر رجسٹرڈ سکولز ہزاروں روپے فی بچہ فیس وصول کر رہے ہیں جبکہ ان اداروں کی مناسب بلڈنگ اور لیبارٹری بھی نہ ہے؟

(ج) کیا متعلقہ محکمہ کے آفیسرز نے کبھی ان سکولز میں انسپکشن کی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر کیا محکمہ ان غیر قانونی کام کرنے والے سکولز کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ٹی روڈ باغبانپورہ اور سنگھ پورہ لاہور میں کسی بھی سکول کی رجسٹریشن کا کیس زیر التوا نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔کیونکہ ایک سروے کے مطابق دو غیر رجسٹرڈ سکول کی فیس زیادہ سے زیادہ 600 روپے فی بچہ ماہانہ ہے۔جہاں تک بلڈنگ اور لیبارٹری کا تعلق ہے اس کی جانچ پڑتال ادارہ کی رجسٹریشن کے وقت کی جاتی ہے۔ان اداروں کو رجسٹرڈ نہ کروانے کی صورت

میں پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن رولز 1984 کی شق نمبر 11(2) کے تحت ذاتی شنوائی کے نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔ جن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چونکہ یہ ادارے محکمے کے ساتھ رجسٹرڈ نہ ہیں اور نہ ہی انہوں نے رجسٹریشن کے لئے apply کیا ہے اس لئے انسپکشن نہ کی ہے۔

(د) مذکورہ بالا رجسٹریشن نہ کروانے والے سکولوں کے خلاف پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز پروموشن اینڈ ریگولیشن رولز 1984 کی شق نمبر 11(2) کے تحت ذاتی شنوائی کے نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر کی عمارت کی بحالی کا معاملہ

*628: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر (گجرات) یکم ستمبر 1999 کو چار کمروں پر مشتمل پرائمری سکول کی عمارت میں ڈگری یونٹ کے طور پر قائم کیا گیا۔ جس کا عرصہ تدریس چھ سال رکھا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج ہذا کی نئی عمارت کی تعمیر 49 کنال 11 مرلہ پر محیط رقبے پر 2003 میں شروع کی گئی، متذکرہ رقبہ محکمہ آبپاشی سے محکمہ تعلیم کو حکومت پنجاب کی جانب سے بذریعہ کھاتہ نمبر 476/479/1448 کے منتقل کیا گیا؟ جونہی تعمیر شروع ہوئی تو محکمہ تعمیرات کی جانب سے یہ مسئلہ اٹھایا گیا کہ 5-4 کنال رقبے پر علاقہ کے لوگوں نے تجاوزات قائم کر لی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ۔لوگوں نے کالج کی چار دیواری کو جبری طور پر مسمار کر دیا ہے، جس کی وجہ سے کالج میں کلاسز جاری رکھنا اب بالکل ناممکن ہو گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سالانہ امتحانات 2008 مورخہ 3۔جون 2008 سے شروع ہو رہے ہیں؟

(ہ) اگر جز(الف)تا(د) کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت چار دیواری کو بحال کرنے اور عمارت کو اپنی اصلی حالت میں لانے کے لئے فوری اقدامات کرنے کے لئے تیار ہے، تاکہ طالبات کی تعلیم متاثر نہ ہو، اگر ایسا ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر (گجرات) یکم ستمبر 1999 کو چار کمروں پر مشتمل پرائمری سکول کی عمارت میں ڈگری یونٹ کے طور پر قائم کیا گیا اور چھ سال تک اسی بلڈنگ میں کام کرتا رہا ہے۔

(ب) کالج ہذا کی موجودہ بلڈنگ اور گراؤنڈ 45 کنال رقبہ پر محیط ہے۔جب کالج کی عمارت تعمیر ہوئی تو رقبہ بمطابق فرد ملکیت محکمہ مال کھیوٹ کھاتہ نمبر 1455/474 خسرہ نمبر 525/1402،49 کنال 11 مرلہ محکمہ آبپاشی سے محکمہ تعلیم کو منتقل ہوا، باقی پر قبضہ (encroachment) پہلے سے ہی موجود تھا۔

(ج) یہ بات درست ہے کہ کالج کی عقبی آبادی نے جبری طور پر مشتعل ہجوم نے کالج کی چار دیواری مورخہ 31۔مئی 2008 بروز اتوار گرادی اور اسی دن کالج ہذا کی نئی دیوار 12 فٹ کا راستہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین کے درمیان چھوڑ کر تعمیر کر دی، تفصیل درج ذیل ہے دونوں اداروں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین کے درمیان راستہ بنانے سے کوئی تعلیمی نظام متاثر ہوا ہے نہ کالج کے اندر کسی قسم کی مداخلت ہوئی ہے۔طالبات کے امتحانات اور تعلیم باضابطہ طور پر جاری وساری ہے۔

(د) سالانہ امتحانات برائے سال 2008 کا انعقاد 3۔جون 2008 سے ہوا ہے اور تاحال مکمل ہو چکے ہیں۔

(ہ) جیسا کہ اوپر وضاحت کر دی گئی ہے کہ کالج ہذا کی دیوار گرانے اور نئی تعمیر کرنے سے تعلیمی ماحول پر کوئی ناخوشگوار اثر نہ پڑا ہے۔البتہ اگر رفاہ عامہ کو دیکھیں تو کالج ہذا کے گرد و نواح میں ہزاروں افراد پر مشتمل آبادی کی بچیوں کو کالج تک رسائی میں آسانی میسر آئی ہے، کیونکہ ان کو اب متذکرہ دیوار کے درمیان 12 فٹ کا ایک راستہ دیا گیا ہے۔

راولپنڈی، حلقہ پی پی۔14 میں لڑکے و لڑکیوں کے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیل

*472: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔14 راولپنڈی میں ضلعی حکومت اور محکمہ تعلیم کے بچوں اور بچیوں کے علیٰحدہ علیٰحدہ کل کتنے سکول ہیں؟

(ب) مذکورہ سکولوں میں سٹوڈنٹس اور ٹیچرز کی علیٰحدہ علیٰحدہ تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا مذکورہ ہر ایک سکول کی اپنی بلڈنگ ہے یا کرایہ کی؟

(د) جو سکولز کرایہ کی بلڈنگز میں ہیں ان کی اپنی بلڈنگز کب تک بنانے کا ارادہ ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حلقہ پی پی۔14 راولپنڈی میں ضلعی حکومت اور محکمہ تعلیم کے بچوں اور بچیوں کے علیٰحدہ علیٰحدہ کل 39 سکول ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	کیٹیگری	ہائر سیکنڈری سکول	ہائی سکول	ایلیمنٹری سکول	پرائمری سکول	مسجد مکتب	میزان
-1	گورنمنٹ بوائز سکول	01	4	01	04	_	10
-2	ایم سی بوائز سکول	_	01	_	03	_	04
-3	گورنمنٹ گرلز سکول	01	05	02	14	_	
-4	ایم سی گرلز سکول	_	01	_	02	-	03
میزان		02	11	03	23	_	39

(ب) مذکورہ ہر ایک سکول میں ٹیچر ز اور سٹوڈنٹس کی علیٰحدہ علیٰحدہ تعداد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن سکولوں کی اپنی بلڈنگ نہیں ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ باقی مدارس کی اپنی بلڈنگ ہے۔

(د) اگر مخیر حضرات زمین عطیہ کریں تو گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ ملنے پر عمارت بنائی جا سکتی ہے۔

لاہور شہر کے ہائی سکولز میں سائنس لیبارٹریوں و سائنس ٹیچرز کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*510: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر میں کتنے ایسے ہائی سکولز ہیں جہاں پر سائنس لیبارٹریوں کی سہولت بالکل میسر نہ ہے، وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) لاہور شہر میں کتنے ایسے ہائی سکولز ہیں جہاں پر سائنس ٹیچرز نہ ہیں اور ان سکولز میں سائنس ٹیچرز کی تقرریاں یا تعیناتیاں کب تک کر دی جائیں گی؟

(ج) لاہور شہر میں کتنے ایسے ہائی سکولز ہیں جہاں پر حساب اور انگلش پڑھانے کے لئے پچھلے تین سال سے ٹیچرز نہ ہیں اور کیوں، ان سکولوں میں مذکورہ ٹیچرز کی تعیناتیاں کب تک کر دی جائیں گے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں 37 سکولوں میں لیبارٹری کی باقاعدہ سہولت موجود نہ ہے۔ سکولوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم کلاس رومز میں دستیاب سائنس کے سامان کی مدد سے طلباء کو پریکٹیکل کروائے جا رہے ہیں۔

(ب) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں مندرجہ ذیل 9 سکولوں میں سائنس ٹیچرز نہ ہیں۔

1۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول شاہدرہ ٹاؤن لاہور
2۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول حنیف پارک بادامی باغ لاہور
3۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول پکے کوارٹر لاہور
4۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کوٹ خواجہ سعید لاہور
5۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول شالامار ٹاؤن لاہور
6۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول سلامت پورہ لاہور
7۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول غازی آباد لاہور
8۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول گجر کالونی لاہور
9۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول مجاہد آباد لاہور

گورنمنٹ کی طرف سے بھرتی کی اجازت مل چکی ہے تقرریوں کے سلسلے میں تمام تر ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ عمل مکمل ہونے پر سائنس ٹیچرز کی کمی پوری کر دی جائے گی۔

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے تمام سکولوں میں حساب اور انگلش پڑھانے کے ٹیچرز موجود ہیں۔

لاہور ڈویژن کے سکولوں کی مجموعی صورتحال

*511: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں کتنے ایسے سکولز ہیں، جن میں ٹیچرز تعینات ہیں لیکن طالب علم نہیں ہیں؟

(ب) لاہور میں کتنے ایسے سکولز ہیں جن میں طالب علم ہیں لیکن ان کو پڑھانے کے لئے ٹیچرز نہیں ہیں؟

(ج) ضلع لاہور میں کتنے ایسے سکولز ہیں جن کی بلڈنگز تو ہیں لیکن وہاں پر سٹاف تعینات نہیں کیا گیا؟

(د) ضلع لاہور میں کتنے ایسے سکولز ہیں جو پرائیویٹ لوگوں کے زیر استعمال ہیں کاغذوں میں وہاں سٹاف تعینات ہے لیکن عملاً وہاں کوئی حاضری نہ ہے؟

(ہ) ضلع لاہور میں کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز ایسے ہیں جن میں بچوں اور بچیوں کے لئے بیت الخلا اور پینے کے پانی کی سہولت بالکل موجود نہ ہے، علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان میں پیش کریں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں کوئی بھی ایسا سکول نہ ہے جس میں ٹیچر تعینات ہیں لیکن طالب علم نہیں ہیں۔

(ب) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں کوئی بھی ایسا سکول نہ ہے جن میں طالب علم ہیں لیکن ان کو پڑھانے کے لئے ٹیچر نہیں ہے۔

(ج) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں 14 ایسے پرائمری گرلز سکول ہیں جن کی بلڈنگز تو ہیں لیکن وہاں پر سٹاف موجود نہ ہے۔ان سکولوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔آئندہ ہونے والی بھرتی میں ان سکولوں کو شامل کیا گیا ہے۔

(د) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں کوئی بھی ایسا سکول نہ ہے۔

(ہ) محکمہ تعلیم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں 31 سکولوں میں بیت الخلا اور پانی کی باقاعدہ سہولت موجود نہ ہے۔ان کے لئے موجودہ مالی سال اے ڈی پی 09-2008، پی ای ایس آر پی اور این ایل سی میں رقم رکھ دی گئی ہے۔سکولوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل میاں چنوں میں سکولوں
کی تعداد و دیگر تفصیلات

*515: رانا بابر حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل میاں چنوں میں کل کتنے پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز ہیں؟

(ب) ان میں سے جو سکولز بغیر عمارات کے کام کر رہے ہیں ان کے نام بتائیں۔

(ج) جو سکولز بغیر چار دیواری اور بجلی کے کام کر رہے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(د) ان سکولوں کی عمارتیں، چار دیواری تعمیر کرنے اور بجلی کی فراہمی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل میاں چنوں میں قائم مختلف سکول درج ذیل ہیں۔

	بوائز	گرلز
مسجد مکتب سکول	19	_
پرائمری سکولز	119	132
مڈل سکولز	27	51
ہائی سکولز	32	10
ہائر سیکنڈری سکولز	2	2
تعداد سکول	199	195
کل میزان سکولز	398	

(ب) ان ادارہ جات میں سے صرف چار ادارہ جات بغیر عمارت (Shelter less) کام کر رہے ہیں جنہیں priority کی بنا پر P.E.S.R.P پروگرام phase-iv میں شامل کیا جا رہا ہے۔

1- G.G.P.S 61-A/15-L

2- G.G.P.S 88/15-L

-3 G.G.P.S 104/15-L

-4 G.B.P.S 114/15-L، (Newly upgraded G.M.M.S to regular P/S)

(ج) تحصیل میاں چنوں میں صرف 85 سکولز بغیر چار دیواری 70 سکول بغیر بجلی کام کر رہے ہیں-ان ادارہ جات کو priority stepwise مختلف پروگرام کے تحت چار دیواری و بجلی کی فراہمی کی جارہی ہے۔(فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) ضلع خانیوال میں تعلیمی ادارہ جات کو priority کی بنا پر ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام و دوسری سکیمز کے تحت بنیادی سہولیات دی جارہی ہیں-ان ادارہ جات میں سے تحصیل میاں چنوں کے ادارہ جات بھی شامل ہیں-جن کی تعداد درج ہے-

فراہمی بنیادی سہولیات

-1 P.E.S.R.P فیز1	56	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-
-2 P.E.S.R.P فیز11	33	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-
-3 P.E.S.R.P فیز111	18	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-
-4 P.E.S.R.P فیزIV	22	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-
کل میزان	129	

ان کے علاوہ تعلیمی ادارہ جات کو مختلف پروگرامز کے تحت بنیادی سہولیات دینے کے لئے پیشرفت کی جارہی ہے-

شیخوپورہ شہر میں پرائمری،ہائی سکول(بوائزو گرلز) کی تعداد و دیگر تفصیلات

*554: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) شیخوپورہ شہر میں اس وقت کل کتنے بوائزاور گرلز پرائمری اور ہائی سکول کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ سکول علاقہ کی آبادی کے لحاظ سے تعلیمی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں یا کہ نہیں؟

(ج) شیخوپورہ شہر میں موجود پرائمری اور ہائی سکولز کے سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں بتائی جائیں، اوران سکولوں میں کتنا سٹاف اب بھی کم ہے۔سکول وار بتایا جائے؟

(د) سال 2002 سے اب تک ضلع شیخوپورہ میں کل کتنے سٹاف اور اساتذہ کو بھرتی کیا گیا؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سکولز کی تعداد

ہائی سکولز مردانہ	7	زنانہ ہائی سکولز	8
ایلیمنٹری مردانہ سکولز	2	ایلیمنٹری زنانہ سکولز	0
مردانہ پرائمری سکولز	17	زنانہ پرائمری سکولز	23
مسجد مکتب سکولز	3		
ٹوٹل	29		31
			60

(ب) مذکورہ ہائی سکولز اور مڈل و پرائمری سکولز علاقہ کی آبادی کے لحاظ سے تعلیمی ضروریات کو احسن طریقے سے پورا کر رہے ہیں

(ج) سکولز کے سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں اور سٹاف کی کمی کی سکول وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(د) سال 2002 سے اب تک ضلع شیخوپورہ میں بھرتی ہونے والے سٹاف اور اساتذہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے؟

ڈی۔جی خان میں 2003 تا 2007 ملازمین کے تبادلوں کی تفصیلات

*566: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2003 سے 2007 تک ضلع ڈیرہ غازی خان میں جن ملازمین کے تبادلے کئے گئے ان کے نام، عہدہ، گریڈ، مدت ملازمت، پتااور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ان تبادلہ جات میں سے جو ضلع ناظم کے حکم کے تحت کئے گئے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، مدت ملازمت، پتااور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) ان میں سے جو تبادلے ملازمین کی اپنی درخواست پر کئے گئے، ان کے نام، پتاجات، عہدہ، گریڈ، مدت ملازمت اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان میں سے کتنے تبادلے سیاسی، انتظامی اور عوامی مفاد میں کئے گئے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) 2003 تا 2007 کے کل 301 تبادلہ جات کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 2003 تا 2007 کے کل 301 تبادلہ جات کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، یہ تبادلہ جات ضلع ناظم کے حکم پر کئے گئے۔

(ج) 225 تبادلے اساتذہ کی اپنی درخواست پر خالی اسامی اور باہمی تبادلے کی بنیاد پر عمل میں لائے گئے۔لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 301 تبادلہ جات میں سے 76 اساتذہ کے تبادلے انتظامی امور کے تحت کئے گئے اور باقی 225 اساتذہ کے تبادلے اساتذہ کی اپنی درخواست پر خالی اسامی اور باہمی تبادلے کی بنیاد پر عمل میں لائے گئے۔

تحصیل روجھان، ضلع راجن پور کے سکولوں میں بے قاعدگیاں

*585: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل روجھان ضلع راجن پور میں پرائمری، مڈل، ہائی و ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صرف سٹی روجھان کے ہائی سکول کا نتیجہ مثبت ہے، باقی ساری تحصیل کے ہائی سکولوں کا نتیجہ 50 فیصد سے بھی کم ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تحصیل میں قائم پرائمری سکولوں کی کچھ تعداد بند ہے تو کتنی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولوں کا اکثر عملہ صرف گھر بیٹھ کر تنخواہیں لے رہا ہے اور پریکٹیکلی کوئی کام نہیں ہو رہا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل روجھان میں محکمہ تعلیم کی لاپرواہی، غفلت اور سست روی کی وجہ سے ابتدائی تعلیم کے رجحان میں اضافہ کی بجائے کمی واقع ہو رہی ہے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کے معیار تعلیم پر کڑی نظر رکھنے، بند سکولوں کو جاری کرنے اور ذمہ دار عملہ کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل روجھان میں سکولوں کی تعداد:-

گرلز ہائر سیکنڈری	گرلز ہائی سکول	بوائز ہائی سکول	گرلز پرائمری سکول
1	1	8	55
بوائز پرائمری سکول	گرلز مڈل سکول	بوائز مڈل سکول	
120	4	06	

(ب) درست نہ ہے سٹی روجھان کے ہائی سکول کا رزلٹ 39.06 فیصد ہے، باقی تحصیل کے سکولوں کا نتیجہ 50 فیصد سے کم ہے۔

(ج) تحصیل روجھان میں 4 گرلز سکول بوجہ سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے بند ہیں۔ نئی ریکروٹمنٹ ہو جانے سے سکولوں میں سٹاف کام شروع کر دینگے اور بوائز پرائمری سکولوں میں مدرس باآحسن طریقہ سے اپنی ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں۔

(د) درست نہ ہے۔ تحصیل روجھان کے گرلز/بوائز سکولوں میں تمام معلم، معلمات اور ملازمین درجہ چہارم اپنی ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں۔

(ہ) تحصیل روجھان میں سال 2007 میں تعداد طلبا 11165 تھی اور سال 2008 میں تعداد 13307 ہو گئی ہے۔ہر سال طلباء وطالبات کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے۔

(و) حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم میں مانیٹرنگ سسٹم قائم ہے جس میں ریٹائرڈ فوجی سکولوں کو باقاعدگی سے چیک کر رہے ہیں۔اس سسٹم کے ہوتے ہوئے سٹاف غیر حاضر نہیں ہوتا۔ اگر کوئی معلم / معلمہ یا ملازم درجہ چہارم غیر حاضر ہوتا ہے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

میاں چنوں شہر میں آبادی کے تناسب سے گرلز ہائی سکولوں کی کمی کا سامنا

*598: رانا بابر حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میاں چنوں شہر جس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ کے قریب ہے، صرف ایک گرلز ہائی سکول ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس گرلز ہائی سکول میں میاں چنوں شہر کے علاوہ اس کے اطراف میں واقع چکوک کی سینکڑوں بچیاں بھی تعلیم حاصل کرتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لڑکیوں کے ایک ہائی سکول ہونے سے ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں بچیاں داخلوں سے محروم رہ جاتی ہیں اور وہ تعلیم حاصل نہ کر سکتی ہیں؟

(د) کیا حکومت اس شہر میں مزید گرلز ہائی سکول آبادی کے تناسب سے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔کیونکہ میاں چنوں شہر کے نزدیک کے مضافاتی چکوک میں دیگر سکول، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 129 / 15-ایل، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 125 / 15-ایل،

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 124/15-ایل جوکہ میاں چنوں شہر میں تقریباً شامل ہیں۔ طالبات ان ادارہ جات میں تعلیم حاصل کرتی ہیں۔گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول میاں چنوں کے علاوہ جناح جونیئر گرلز ماڈل ہائی سکول بھی واقع ہیں جن میں کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے۔تاہم مذکورہ سکول کی ایس این ای پوسٹوں کا کیس برائے منظوری ارسال کر دیا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے کیونکہ بچیاں درج بالا سکول ہونے کے باوجود اگر شہر کے سکولوں میں داخلہ لینا چاہتی ہیں تو ان کا داخلہ نہیں روکا جا سکتا ہے۔تاہم بچیوں کو مزید سہولیات دینے کے لئے متعلقہ سر براہان ادارہ جات کو کہا گیا ہے کہ بچیوں کو زیادہ سے زیادہ داخلہ دیا جائے۔

(د) تحصیل میاں چنوں شہر میں جونیئر ماڈل گرلز مڈل سکول کی اپ گریڈیشن کی کارروائی جاری ہے اور عارضی طور پر کلاسوں کا اجرا کر دیا گیا ہے۔

چکوال، حلقہ پی پی۔23 میں چند پرائمری سکولز
کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*609: ملک محمد ظہور انور: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔23 میں واقع پرائمری سکولوں خصوصاً ڈرک چنگا، داخلی یونین کونسل لاوا، موضع بلوال، داخلی یونین کونسل ڈھرنال، گرلز پرائمری سکول موضع کوٹ شمس، داخلی یونین کونسل کوٹ قاضی کو پرائمری سے مڈل تک اپ گریڈ کرنے کے بارے میں دفتری کارروائی مکمل ہونے کے باوجود ان کو مڈل کا درجہ نہیں دیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) وزیراعلیٰ پنجاب کی جانب سے حکم نمبر ڈی ایس (پی)/ سی ایم ایس/ 08/ 23(ڈی)/ 9107 مورخہ 09-09-2008 کو مذکورہ سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا حکم ملا ہے۔ فزیبلٹی رپورٹس تیار کی جا چکی ہیں اور پلاننگ ونگ محکمہ تعلیم کو ارسال کر دی گئی ہیں جہاں وہ انڈر پروسیس ہیں۔

(ب) باقاعدہ منظوری ہونے کے بعد مذکورہ سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔

گجرات، حلقہ پی پی۔114 تعمیر شدہ سکول بلڈنگز میں کلاسوں کا اجراء

*627: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔114 گجرات میں گورنمنٹ پرائمری سکول معصوم پور ٹوہراں اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول آئمہ شاہ جی کی عمارتیں سال 87-1986 میں تعمیر ہوئی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ بائیس سال سے زائد گزر جانے کے باوجود ابھی تک سکول ہذا میں کلاسوں کا اجرا نہیں ہو سکا اور نہ ہی وہاں سٹاف ہے اور نہ ہی دیگر سہولیات جو سکولوں کے فنکشن کرنے کے لئے ضروری ہیں، موجود ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سکولوں کو فنکشن نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں نیز کب تک مذکورہ سکولوں میں باقاعدہ کلاسوں کا اجرا کر کے پڑھائی شروع کر دی جائے گی؟

(د) کیا حکومت جن اہلکاران کی غفلت اور بدعنوانی کے باعث مذکورہ سکولوں کا اجرا نہیں ہو سکا ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست نہ ہے-یہ عمارت گرلز پرائمری سکول معصوم پور ٹوہراں (جو کہ ایک کمرہ، برآمدہ اور نامکمل چار دیواری پر مشتمل ہے) تعمیر کرنے سے قبل محکمہ بلدیات اور دیہی ترقی گجرات نے محکمہ تعلیم گجرات سے site take over نہ کی اور نہ ہی عمارت تعمیر کے بعد محکمہ تعلیم گجرات کو بلڈنگ ہینڈ اوور کی ہے-سکول کے نام، رقبہ 19 مرلہ ہے (جبکہ محکمہ تعلیم کے قانون کے مطابق برائے اجرأ پرائمری سکول رقبہ دو کنال درکار ہے) سکول کی عمارت کی تعمیر گجرات کے ایک مرکز سرائے عالمگیر جو کہ اب تحصیل ہے کے ڈیرہ حاجی محمد صفدر پر تعمیر کی گئی جو کہ نہر اپر جہلم پر واقع ہے اور ڈیرہ تین مکانات پر مشتمل ہے جن میں تین گھرانے رہائش پذیر ہیں وہاں تعمیر کی گئی ہے-عمارت نامکمل اور خستہ حالت ہے اور گورنمنٹ پرائمری سکول آئمہ شاہ جی کی عمارت بھی تعمیر کرنے سے قبل محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ گجرات نے محکمہ تعلیم گجرات سے site take over نہ کی اور نہ ہی بلڈنگ تعمیر کے بعد محکمہ تعلیم کو بلڈنگ ہینڈ اوور کی-یہ عمارت بھی ایک کمرہ اور برآمدہ اور نامکمل چار دیواری پر مشتمل ہے اور رقبہ محکمہ تعلیم کے نام انتقال نہ ہے- دونوں عمارات کی تعمیر کا کام سابق ایم این اے چودھری محمد اقبال آف چلیانوالہ کی گرانٹ سے شروع ہوا تھا جو کہ نامکمل ہے-گورنمنٹ کے طریق کار کے مطابق نئے پرائمری سکول کے اجرأ کے لئے رقبہ دو کنال درکار ہے-

(ب) درست ہے کیونکہ آج تک محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ نے محکمہ تعلیم گجرات کو ہینڈ اوور نہ کی ہے-

(ج) اگر مذکورہ بالا عمارات گرلز پرائمری سکولوں کے لئے تعمیر کی گئی ہیں تو محکمہ لوکل گورنمنٹ مکمل کر کے باضابطہ طور پر محکمہ تعلیم کو ہینڈ اوور کر دے تو کلاسوں کا اجرأ کر دیا جائے گا-

(د) اس کا تعلق محکمہ تعلیم سے نہ ہے بلکہ محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ گجرات سے ہے-

پنجاب کے سرکاری سکولز میں کنٹریکٹ اساتذہ کی تعداد

*652: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پنجاب کے سرکاری سکولوں میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر کام کرنے والے اساتذہ کی کل تعداد کتنی ہے، براہ نوازش گریڈ وائز تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر و سکولز ایجوکیشن (ملک احمد علی اولکھ):

پنجاب میں اساتذہ کی کنٹریکٹ پر بھرتی 2002 سے شروع ہوئی اب تک بھرتی کے چار مراحل مکمل ہو چکے ہیں ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹر (ای ایس ای) کو سکیل نمبر 9، سینئر ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹر (ایس ای ایس ای) کو سکیل نمبر 14 اور سیکنڈری سکول ایجوکیٹر (ایس ایس ای) کو سکیل نمبر 16 دیا جارہا ہے۔ پنجاب بھر کے ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ایجوکیشن) سے آمدہ انفارمیشن کے مطابق اس وقت کنٹریکٹ پر کام کرنے والے اساتذہ کی تعداد درج ذیل ہے۔ ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ای ایس ای (زنانہ اینڈ مردانہ) (بی ایس-9) 23536

ایس ای ایس ای (زنانہ اینڈ مردانہ) (بی ایس- 14) 8355

ایس ایس ای (زنانہ اینڈ مردانہ) (بی ایس- 16) 4401

نوٹ: حال ہی میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تقریباً 1836 ہیڈ ماسٹرز / ہیڈ مسٹریسز / سبجیکٹ سپیشلسٹ سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ (مردانہ / زنانہ) کی سلیکشن مکمل ہو چکی ہے اور انہیں 5 سال کنٹریکٹ پر مختلف سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں تعینات کیا جارہا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جو وزارتیں ممبرز کو نہیں دی جاتیں وہ directly وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہوتی ہیں تو ان محکمہ جات کا جواب دینے کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کو خود موجود ہونا چاہئے کیونکہ ہر سوال pending ہو رہا ہے تو میرے خیال میں آپ وزیروں کو suspend کر دیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے question ہر دفعہ بالکل آخری سرے پر ہوتے ہیں۔ میں پچھلے 3 دن سے questions میں یہی دیکھ رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر سوال نمبر 676 اور سوال نمبر 677 کو pending کر کے اگلے questions میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میرے بھائی! میری بات سنیں۔ ہم نے agenda and rules کے مطابق چلنا ہے۔(قطع کلامیاں)

میرے اختیار میں جو بات ہے میں اس کے مطابق ہی چلوں گا ناں۔ بھٹی صاحب! آپ کے دونوں سوالات pending کئے جاتے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا Q. No.604 pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 604 نوٹ کر لیں۔(قطع کلامیاں)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق سے پہلے اس ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔ آج ایک قومی اخبار میں ایک خبر چھپی ہے کہ اس ملک کا---

جناب سپیکر: آپ چھوڑیں۔ یہ بات ہو چکی ہے۔(قطع کلامیاں)

آپ تشریف رکھیں۔ میں ایجنڈے کے مطابق چلوں گا۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں نے کل ایوان میں آپ سے ایک وعدہ کیا تھا کہ میں زراعت سے متعلق آج اس ایوان میں ایک ایسی ایف آئی آر پیش کروں گا تو وہ رزلٹ کے ساتھ پیش ہے---

جناب سپیکر: آپ کو اس کے متعلق وقت ملے گا۔ ہم آج اس کو take up نہیں کر سکیں گے۔ اس کے لئے کل کا وقت ہے تو اس وقت بات کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ آپ کی خدمت میں ایک شعر عرض ہے کہ:

دل توڑنے والے دیکھ سہی
ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں

جناب سپیکر! صبح سے ایک پوائنٹ آف آرڈر کے لئے request کر رہی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بہن ہیں اور اس طرح کی بات آپ نے مجھے کی ہے تو مجھے اس پر افسوس ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی اس بات کے جواب میں یہ عرض کروں گی کہ آپ custodian of the House ہیں، میرے بھائی ہیں۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی کہ کسی غلط معنی میں آپ کے لئے شعر عرض کروں۔ میں تو اپوزیشن کی بات کر رہی تھی کہ خدارا! اپنا رخ اس طرف بھی کیجئے ہم سب پڑے ہیں راہوں میں۔

جناب سپیکر! آپ نے یہ بات کر کے میرا دل توڑا ہے۔ آپ مہربانی کریں اور اپنی تصحیح کریں۔ آپ بڑے بھائی ہیں اور آپ میرے لئے عزت کا مقام رکھتے ہیں۔ میں نے کبھی بھی cheep گفتگو اس ایوان میں کی ہے اور نہ کبھی برداشت کی ہے۔ میں آپ سے معذرت چاہتی ہوں کہ اگر آپ نے غلط سمجھا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں اور آپ مجھ سے معذرت چاہتی ہیں۔ بس ٹھیک ہو گیا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں تو پوری اپوزیشن کی بات کر رہی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ کی ہمدردیاں (ن) لیگ کے ساتھ ہیں لیکن میں تو ایک بڑی authentic بات کرنا چاہتی ہوں کہ گورنمنٹ پائلٹ بوائز سکول وحدت کالونی میں سائیکل سٹینڈ پر پانچ روپے روزانہ طالبعلموں سے فیس

وصول کی جارہی ہے۔ بچے جو پانچ روپے کی قلفی نہیں کھا سکتے وہ سائیکل سٹینڈ کے لئے اتنا پیسا ادا کیوں کریں؟ میں صرف راناثناء اللہ صاحب سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں۔ سائیکل سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں۔ اگر ایک بچہ ساڑھے تین سو روپیہ اپنے جیب خرچ سے سائیکل کی حفاظت کے لئے رکھے تو یہ کس قسم کی بات ہے؟ خدارا!اس طرف توجہ کریں اور ان بچوں کی direct request میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہی ہوں۔ سائیکل سے نفرت کے اور بہت سے طریقے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی گئی ہے۔ وہ اس کا notice لیں گے۔ جی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تعلیم کا معاملہ چل رہا تھا۔ ہمارے ہاں مدرسۃ البنات لڑکیوں کا سکول ہے۔ اس کے ہائی حصہ میں 700 طالبات زیر تعلیم ہیں اور ان کے مضامین میں ایک خصوصی مضمون سائنس بھی ہے۔ ان 700 طالبات کو پڑھانے کے لئے ایک استانی مقرر تھی۔ اس کا بھی تبادلہ کر دیا گیا ہے جبکہ امتحان سر پر ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ان لڑکیوں کو پاس کروانا ہے یا فیل کروانا ہے اور کیا حکومت کا کوئی ارادہ ہے کہ فوری طور پر خالی سیٹ پر استانی کو مقرر کیا جائے؟ نیز یہ کہ 700 طالبات کو ایک استانی تعلیم نہیں دے سکتی اس لئے وہاں استانیوں کی تعداد بھی بڑھائی جائے۔ بہت شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: سردار شہزاد رسول خان صاحب کی تحریک استحقاق کا نمبر 26 ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق نمبر 26 سردار شہزاد رسول خان جتوئی صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ اس تحریک کو کل تک pending کر دیں۔ میں کل اس پر کچھ عرض کر سکوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس تحریک کو کل تک pending کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میری تحریک نے پہلے آنا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے بالکل معلوم ہے۔اس کے بعد اس کو take up کرتے ہیں۔

میاں طارق محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! چودھری عنایت میراں پنجاب اسمبلی میں ملازمت کے دوران قتل ہوئے تھے۔ وہ سپرنٹنڈنٹ (سوالات برانچ) تھے۔ ان کا کیس ابھی زیر التواء ہے۔ مرکزی ملزم ابھی اشتہاری ہے۔ان کا مکان A-41 وحدت کالونی میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پانچ سال کے لئے دیا تھا، بعد میں پھر توسیع بھی ہوئی۔ عرصہ چار ماہ قبل مکان خالی کرا لیا گیا ہے۔اب گزارش یہ ہے کہ اس بے چاری بیوہ جس کا کوئی بچہ بھی نہیں ہے اس کا سارا سامان اٹھا کر سڑک پر پھینک دیا گیا ہے جبکہ اس نے کم از کم دو تین لاکھ روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کیا ہوا تھا۔اب اس کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے اور کیس عدالت میں pending ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات کو follow کر گیا ہوں۔ پنجاب اسمبلی کے ملازمین کا ہم نے خیال نہیں رکھنا تو پھر کس نے رکھنا ہے۔آپ مہربانی کر کے یہ چیز لے کر وزیر قانون صاحب کو مل لیں۔ میں خود بھی اس کو دیکھوں گا اور اس کا حل نکالتے ہیں۔ بہت شکریہ۔ اب محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 41 ہے۔ جی، محترمہ!

مقامی اخبار کی جانب سے اپنی رپورٹنگ میں مخصوص نشستوں پر منتخب خواتین کی توہین

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اکتوبر کے دوسرے ہفتہ میں، میں نے اپنے علاقہ کی ایم این اے مس

پلواشہ خان، اپنے ووٹرز اور تنظیم کے عہدے داروں کے ہمراہ چکوال کے ایک مقام میانی پر ایک بڑے جلوس کی شکل میں پہنچ کر محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کے نام سے شروع کئے گئے محترمہ بے نظیر بھٹو انکم سپورٹ پروگرام کا افتتاح کیا اور تنظیم کے ذریعے غریب اور مستحق لوگوں میں فارم تقسیم کئے۔ اس کے اگلے روز صرف ایک مقامی اخبار نے اس پروگرام کے حوالے سے خواتین کے لئے مختص نشستوں کو خیراتی نشستوں کا نام دے کر بلاوجہ توہین آمیز رپورٹنگ کی جس سے نہ صرف میرا بلکہ ایم این اے صاحبہ اور ہمارے ضلع سے (ق) لیگ پر منتخب میری بہن اور ملک بھر کی تمام خواتین نشستوں پر منتخب خواتین کا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ میرے خیال میں تمام ان سیاسی جماعتوں کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے جنہوں نے خواتین کو اپنی اپنی جماعت سے منتخب کروایا ہے۔ اس توہین آمیز رپورٹنگ سے الیکشن کمیشن کی بھی توہین ہوئی، جنہوں نے ایک ضابطے اور procedure کے تحت خواتین کو مختلف سیاسی جماعتوں میں منتخب قرار دیا، نہ کہ یہ سیٹیں خواتین کو دی گئیں۔ یہ معاملہ نہ صرف چاروں اسمبلیوں کے سپیکرز بلکہ تمام سیاسی جماعتوں کی خواتین اور معزز مرد ممبران اسمبلی کی مذمت اور مرکزی انفارمیشن منسٹری کی بھی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ اس نارواغیر مناسب اور ہتک آمیز رپورٹنگ کے تمام ذمہ داران اور خصوصی طور پر متعلقہ اخبار کے ایڈیٹر اور رپورٹر کو قرارواقعی سزا ملنی چاہئے تاکہ یہ سلسلہ بند ہو۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے جس کی لیڈر ایک معزز شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ تھیں اور آج انہی کے افکار پاکستان پیپلز پارٹی کے پیش نظر ہیں۔ یہ تحریک میری صحافت یا صحافی حضرات کے خلاف نہیں ہے کیونکہ میں نے اس میں واضح کیا ہے کہ تمام اخبارات نے درست رپورٹنگ کی ماسوائے ایک شخص کے۔ اس سے پہلے بھی یہاں پر میری ایک تحریک استحقاق آئی تھی اور یہاں پر اس کمیٹی کے معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی میں نے بتایا تھا کہ اس طرح کی ایک رپورٹنگ ہوئی ہے، یہ وہی شخص ہے اور اس کے پیچھے وہی عنصر ہے۔ اسمبلی کی سیٹیں بڑی

معزز سیٹیں ہیں اور یہ خواتین کو خیرات میں نہیں دی گئیں۔ اتنے بڑے forum پر بیٹھ کر اگر خواتین کی تذلیل کی جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ ابھی 15۔نومبر کو پاکستان کے تمام صوبوں سے نمائندہ تنظیموں اور نمائندہ خواتین نے اسلام آباد میں دیہی خواتین کے حقوق کے لئے پہلی بین الاقوامی پریس کانفرنس کی اور اس کے بعد اس مہینے کی 14 اور 15 تاریخ کو New Alaska میں 148 ممالک نے خواتین کی عزت وقار اور دیہی خواتین کے حقوق کی جنگ لڑنے کا اعادہ کیا جس میں پاکستان نے بھی نمائندگی کی اور میں خود اس کانفرنس میں موجود تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس اسمبلی کو اس پر سنجیدہ action لینا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اتنے بڑے forum پر سپیکر صاحب جو کہ پورے ہاؤس کے custodian ہیں اور ہماری معزز ممبران خواتین کی funding کے لئے بھی بات نہ کریں گے، اگر حکومت ہمیں فنڈز بھی نہ دے گی، اس مقام پر کھڑی ہوئی عورت کو جو کہ اتنی جدوجہد اور سیاسی مشکل کے بعد پہنچتی ہے اس کو غیر اہم کرنے کے لئے فنڈز میں سے فارغ کیا جائے گا تو اس قسم کی رپورٹنگ ہو گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے کیونکہ اگر پنجاب اسمبلی کے forum پر کھڑی ہوئی خاتون کو خیراتی خاتون کہا جائے گا تو اس ملک کی وہ خواتین جو دیہاتوں میں ہیں جن کی ہم جنگ لڑ رہے ہیں، جن کے حقوق کے لئے بیس/پچیس سال سے میں اس ملک میں خواتین بہنوں کو لگاتار اس جدوجہد میں دیکھ رہی ہوں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ انتہائی غلط بات ہے۔

جناب سپیکر! میں آج اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بھی سمجھتی ہوں کہ میں ملک میں نہ تھی اور میرے پیچھے funding کی بھی بات ہوئی لیکن خواتین کی funding کے لئے کوئی سنجیدہ قدم صرف پنجاب سے نہیں اٹھایا جا رہا جبکہ باقی تمام اسمبلیاں، خصوصی طور پر میں بلوچستان جیسے اتنے پسماندہ علاقے کا ذکر کروں گی کہ وہاں پر بھی funding کے لئے ایسی کوئی بات نہیں۔ جس وقت ہمیں منتخب کیا جاتا ہے تو ہمیں الیکشن کمیشن یہ نہیں کہتا کہ آپ ممبر تو بن گئی ہیں لیکن آپ کے استحقاقات بطور ممبر آدھے ہیں یا نہیں ہیں۔ جب اس طرح کی باتیں اسمبلی کے forum سے ہماری protection نہ ہو گی تو اس کے بعد ہماری سیٹوں کو خیراتی سیٹیں ہی کہا جائے گا۔ جب ان کو غیر اہم بنایا جائے گا تو اس کے بعد ہم خواتین کے حقوق کے لئے کیا جنگ لڑیں گے؟ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے جو grievance اور شکایت اس تحریک کے ذریعے سے پیش کی ہے میں اس سے بالکل متفق ہوں اور انہوں نے جو زوردار تقریر فرمائی ہے اس سے بھی متفق ہوں لیکن اب اس میں سوال یہ ہے کہ جن کی بات انہیں اتنی ناگوار گزری ہے، اس سارے افسانے میں ان کا ذکر نہیں ہے۔ یہ پوری تحریک پڑھ لیں اس میں ہم کس پبلشر یا کس ایڈیٹر کو بلوائیں؟ اس اخبار کا نام کیا ہے جس سے جواب حاصل کریں کہ آپ نے یہ خبر کیوں چھاپی ہے؟ اس اخبار کا نام نہ ان کی تقریر میں، نہ ہی ان کی تحریک میں ذکر ہے اور نہ ہی اس ایڈیٹر اور پبلشر کے متعلق کوئی نام و پتا دیا ہے جس سے ہم اس کا جواب حاصل کر سکیں۔ اس تحریک کا جواب میرے پاس نہیں ہے اگر محترمہ اس کو amend کر لیں اور اس کے بعد اس کو پیش کریں تو ہم اس قابل ہوں گے کہ اس کا جواب حاصل کر کے ہاؤس میں رپورٹ دے سکیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! جس وقت میں نے یہ تحریک دی اسی وقت میں نے اسمبلی کے سیکرٹریٹ کو چکوال سے ٹیلیفون کیا اور ان کو یہ تحریک بذریعہ پوسٹ بھجوائی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میں آپ کو اخبار کا نام اور اخبار کی کٹنگ ساتھ بھجواؤں تو مجھے اس سیکرٹریٹ نے بتایا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، آپ تحریک پیش کریں اور جب آپ کی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو گی تو اس وقت اس متعلقہ شخص کو بلوا لیا جائے گا۔ میں on the floor of the House یہ بتاتی ہوں کہ اس اخبار کا نام "پریس فورم" ہے جو ایک لوکل چھوٹا سا tabulate ہے جس کو میں اخبار کہنا بھی صحافی حضرات کی توہین سمجھتی ہوں۔ ایک تو مجھے اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس طرح guide کیا ہے لہذا آپ سیکرٹریٹ کو بھی ہدایت فرما دیں کہ آئندہ وہ ممبران کو misguide نہ کیا کریں کیونکہ اگر اس طرح کریں گے تو پھر ہمارے وزیر قانون صاحب کھڑے ہو کر اسی طرح plea لے لیں گے جس طرح ابھی انہوں نے بڑی اچھی plea لی ہے لیکن یہ جو افسانہ ہے اس کا سب سے پہلے میں نے ذکر کر دیا تھا اور اس کے بعد اسمبلی کے سیکرٹریٹ کی advice پر میں نے اس طرح تحریک پیش کی تھی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جن کی تحریک استحقاق ہے وہی بات کر سکتی ہیں۔ میں آپ کو ان کے بعد ٹائم دوں گا ذرا مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔ تحریک استحقاق کے حوالے سے rules بڑے clear ہیں۔ آپ کا point بالکل valid ہے لیکن آپ اس کو amend کر لیں، ہم اس کو کل کے لئے رکھ لیں گے لیکن جب تک آپ اس کے اندر mention نہیں کریں گی تب تک کیسے پتا چل سکتا ہے؟ لاء منسٹر صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ وہ کس سے reply مانگیں گے اور کس کو بلائیں گے؟

محترمہ فوزیہ بہرام: میں اس کو amend کر کے دے دیتی ہوں۔ بہت شکریہ کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ میں اس سے متفق ہوں۔ اس کا مطلب ہوا کہ وہ اس بات سے بھی متفق ہو گئے کہ خواتین کو فنڈز دیئے جائیں گے، میں اس چیز کی وضاحت چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق کل کے لئے pending کی جاتی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں خواتین کو فنڈز دینے کے قطعی طور پر خلاف نہیں ہوں اور اگر میری کسی بات سے انہیں ایسا impression پہنچا ہے تو گزارش یہ ہے کہ ترقیاتی فنڈز کے سلسلے میں یہ ایوان in power ہے اور اس کو یہ اختیار ہے کہ اس بارے میں کوئی بھی فیصلہ کر سکتا ہے لیکن اب تک کی صورتحال یہ ہے کہ ترقیاتی فنڈ کسی بھی ممبر کو نہیں ملتے۔ یہ حلقے کی سکیمیں ہوتی ہیں جنہیں ممبر identify کرتے ہیں اور وہ identification حکومت کو ہوتی ہے اور حکومت کس حد تک کسی کو تسلیم کرتی ہے یا کسی حد تک تسلیم نہیں کرتی۔

جناب سپیکر! جب ہم اپوزیشن میں تھے تو ہم بھی یہ point ہر سال تقریباً بجٹ پر اٹھاتے تھے لیکن بہرحال اس وقت بھی اس کا کوئی شافی حل سامنے نہیں آیا۔ ترقیاتی فنڈز والی بات ہے کہ فلاں ممبر کے اتنے فنڈ ہوں گے اور فلاں کے اتنے تو اس کی رولز اور متعلقہ legislation میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو identification of scheme کی بات کی ہے تو میں سمجھتی ہوں اور میں پہلی بار تو اسمبلی میں ممبر آئی نہیں اور ہم نے سکیمیں ہی identify کی ہیں اور فنڈز سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ چیک لکھ کر ہمیں دے دیئے جائیں۔ فنڈز سے مراد یہ ہے کہ جو ترقیاتی سکیمیں ہم خواتین نے identify کی ہیں تو ان کو بھی take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ انہوں نے بات کی ہے تو اس کی بڑی relevancy ہے تو میں یہی بات عرض کروں گا کہ اس وقت مسئلہ بھی یہی ہے کہ ہماری یہاں پر جو خواتین ہیں تو ایک دو اضلاع ایسے بھی ہیں کہ وہاں سے 8 اور 12 کی تعداد بھی ہے اور کچھ ایسے اضلاع بلکہ ڈویژن بھی ایسے ہیں کہ جہاں سے کوئی خواتین ممبر نہیں ہیں تو اس میں دقت یہ پیش آ رہی ہے کہ جو سکیمیں وہ identify کریں جیسے یہ فرما رہی ہیں کہ پورا پنجاب ان کا حلقہ ہے اور پورے پنجاب سے ان کی پارٹی کی حمایت کرتے ہوئے انہوں نے ووٹ لئے ہیں تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ کوئی اس طرح کی condition یا کوئی اس طرح کے رولز بنائے جائیں کہ وہ جو اپنی سکیمیں identify کریں تو پھر وہ اس طرح سے ہوں کہ کوئی ضلع یا کوئی ڈویژن رہ نہ جائے۔ اب لاہور کو سب سے زیادہ benefit ہو گا اور تقریباً دو تہائی بجٹ اور خواتین کی سکیمیں ہیں جو لاہور میں آ جائیں گی تو یہ problem ہے اور اس کو بہتر طور پر حل کرنے کے لئے حکومت consider کر رہی ہے اور اس میں قطعی طور پر حکومت کا کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے کہ ہم نے اپنی معزز خواتین کو ڈویلپمنٹ فنڈ میں حصہ نہیں دینا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ تحریک استحقاق کے اوپر بات ہو رہی ہے تو پہلے ممبران کی تحاریک استحقاق ختم کر لیں تو پھر میں آپ سب کو وقت دوں گا۔ جی، فرمائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): ترقیاتی فنڈز کے حوالے سے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں آپ تشریف رکھیں۔ اگر آپ رولز پڑھیں تو اس وقت ممبران کی تحاریک استحقاق لی جا رہی ہیں تو پہلے ہم ان کو discuss کر لیں کیونکہ یہ issues ہیں اور ان کو کر لیں

پھر اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دوں گا۔پلیز!تشریف رکھیں۔اس وقت آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا لہذا آپ تشریف رکھیں۔اگلی تحریک استحقاق نمبر36الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی ہے جو کہ move ہو چکی ہے اور آج تک کے لئے pending تھی۔جی،لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): غالباً یہ جمعرات تک کے لئے pending تھی کیونکہ کل ہم نے D.P.O کے ساتھ ٹائم رکھا ہوا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ36 نمبر آج کے لئے pending ہوئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں کیونکہ کل کا ٹائم D.P.O کے ساتھ رکھا ہوا ہے اور ہم کل ان دوستوں کو بٹھا کر اس معاملے کو حل کروا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،چنیوٹی صاحب!ٹھیک ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ آج منگل کے لئے ہی pending تھی اور میں اسی انتظار میں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں،یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک استحقاق نمبر۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!سپیکر صاحب ابھی مہربانی فرما کر گئے تھے،وقفہ سوالات کے دوران مجھے انہوں نے اجازت دی تو میری گزارش ہے کہ مجھے اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: basically چونکہ سپیکر صاحب نے آپ کو اجازت دی ہوئی ہے لیکن متعلقہ وزیر موجود نہیں ہیں تو یا پھر اسے کل تک کے لئے pending کر دیا جائے یا آپ اس کو move کر دیں اور ان سے اس کا جواب مانگ لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: چونکہ آپ اس وقت موجود نہیں تھے تو میں آپ کو واضح کر دینا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! مجھے سٹاف نے clarify کر دیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سٹاف نے آپ کو one sided clarify کیا ہو گا۔ سٹاف نے اگر اتنی مہربانی کی ہوتی تو پھر یہ reject نہ ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ کو اجازت مل گئی ہوئی ہے ناں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بھی یہی کہہ رہی ہوں اور پھر لاء منسٹر صاحب نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ جو سوال پوچھا گیا ہے یا نہیں پوچھا گیا اگر محکمہ کی طرف سے اس کا غلط جواب آیا ہے تو آپ Privilege Motion move کر چکی ہیں۔ میں یہ کر سکتی ہوں اور چار دن اس کو pending رکھ کر سیکرٹریٹ نے without any logical objection اس کو discard کر دیا اور اسی لئے جناب سپیکر نے ایک لمبی بحث کے بعد میری گزارش پر مجھے اجازت دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ کو اجازت ہے اور آپ اسے پیش کریں۔

شیخوپورہ میں گلشن احسان فیز-II سکیم کے مالکان کو الاٹمنٹس کی جعلی رجسٹریاں دینے پر بے چینی و اضطراب

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 19-11-2008 کو محکمہ لوکل گورنمنٹ

کی لسٹ اسمبلی کے اجلاس میں پیش کی گئی جس میں میری طرف سے سوال نمبر 559 دیا گیا تھا جس میں گلشن احسان فیز-II بھلے بانیوال فیروز والہ شیخوپورہ کے مالکان کا پوچھا گیا تھا اور اس سکیم میں فروخت کئے گئے پلاٹوں کی تعداد و دیگر تفصیلات کے بارے میں بھی پوچھا گیا تھا لیکن محکمہ کی طرف سے جو جواب دیا گیا اس میں کہا گیا ہے کہ بھلے بانیوال میں گلشن احسان فیز-II نام کی کوئی سکیم موجود نہ ہے جبکہ اس سکیم کے تحت سینکڑوں لوگوں کو پلاٹ فروخت کئے گئے اور رجسٹریاں بھی کی گئیں۔ سینکڑوں خاندان ایسے ہیں جنہوں نے پلاٹس خریدے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ تقریباً بیس سال سے دھکے کھا رہے ہیں۔ ان کو ان کے پلاٹس کی نشاندہی نہیں کروائی جا رہی۔ مثال کے طور پر انتقال نمبر 4853 بنام شہناز اختر کو چیک کیا جا سکتا ہے جو میں نے اسمبلی کے اندر پیش کیا تھا۔ محکمہ نے مذکورہ سوال کے جواب میں غلط بیانی سے کام لیا ہے اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چونکہ متعلقہ منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے اور آپ نے محترمہ کو تحریک پڑھنے کی اجازت دی اور انہوں نے پڑھ دی تو وہ یہ کاپی ہمیں فراہم کر دیں تو اسے کل کی بجائے جمعرات تک کے لئے pending کر دیں تاکہ ہم اس کا پرسوں تک جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جمعہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 38 محترمہ انجم صفدر صاحبہ کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! متعلقہ S.H.O اور D.P.O کو بلوایا ہوا ہے تو آپ اسے جمعرات تک کے لئے pending فرما دیں تو کل ہم کوشش کریں گے کہ اس معاملے

کو بیٹھ کر حل کر لیا جائے کیونکہ اس میں بین الاضلاعی ڈکیتیوں میں ملوث گروہ ہے اور اس کیس میں بھی انہوں نے تقریباً بیس لاکھ روپے کا سامان ٹرکوں میں سے اتار کر چوری کیا ہوا ہے تو اس صورتحال کے پیش نظر میں چاہتا تھا کہ محترمہ سے انہوں نے جو بات کی ہے تو ہم اسی حد تک محدود رکھیں اور اس کا impact کسی طرح سے بھی ملزمان کی حد تک نہ جائے۔ کل انہیں بلوایا ہے تو کل اس معاملے کو resolve کر لیں گے تو اسے جمعرات یا جمعہ تک pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب کل بیٹھ کر بات ہو جائے گی تو پھر جمعہ تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 44 چوہدری ظہیر الدین صاحب کی ہے۔ جی، چوہدری صاحب!

لیڈر آف اپوزیشن کو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن 131(1)b کے تحت لوکل گورنمنٹ کمیشن کا ممبر نامزد کرنا

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس The Punjab Local Government Ordinance, 2001(Ordinance No. XIII of 2001 کے section 131(1)(b) میں provided ہے کہ لوکل گورنمنٹ کمیشن کی appointment میں ایک ممبر لیڈر آف اپوزیشن کا نامزد کردہ ہوگا۔ section کا متن یوں ہے:

> "131(1)(b): Two members from the general public, one each nominated by the leader of the House and leader of the opposition of the Provincial Assembly."

کسی شخص کو متذکرہ provision کے تحت Leader of the Opposition کو Local Government Commission کا ممبر نامزد کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اسی

اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے میں نے بحیثیت قائد حزب اختلاف محترم محمد بشارت راجہ کو بذریعہ لیٹر نمبر PS/LOP/PAP/01 مورخہ 16۔ اگست 2008 کو نامزد کیا۔ مذکورہ letter محترم وزیر لوکل گورنمنٹ کو address کیا گیا اور اس کی نقول وزیر اعلیٰ پنجاب، محترم سپیکر پنجاب اسمبلی، چیف سیکرٹری پنجاب، سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اور سیکرٹری پنجاب اسمبلی کو ارسال کی گئیں۔ متعلقہ قانون اور متعلقہ خطوط کی کاپیاں لف ہیں۔ اگرچہ 2 ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے مگر ابھی تک محترم محمد بشارت راجہ کی nomination کا notification جاری نہیں ہوا جو رائج الوقت قانون کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے rule 70(a) میں provided ہے کہ:-

> "The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law."

قانون اور قواعد کی اس خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! کل جب یہ بات ہوئی تو میں اس وقت یہاں پر موجود نہیں تھا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ جناب لاء منسٹر نے یہ commitment کیا ہے اور میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پیش کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر اس کا نوٹیفکیشن کر دیا جائے گا۔ انہوں نے کسی قسم کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس کو ہم نظر انداز کرتے ہیں۔ کل کی جو خبر مجھ تک پہنچی ہے اگر یہ صحیح ہے تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ یہ ایک ہفتے کے اندر اندر نوٹیفکیشن فرمادیں گے نیز ان کی اس commitment کے ساتھ ہی میں اس پر stress نہیں کرتا اور اگر ان کی یہ commitment پوری نہیں ہوگی تو پھر rules کے مطابق میں اپنے تمام حقوق جناب کے گوش گزار کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ رولز کے مطابق سمجھا گیا کہ جو عرضداشت میں نے کی ہے وہ بہتر اور صحیح ہے تو میں لاء منسٹر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان) جناب سپیکر! کل لغاری صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر اس معاملہ پر یہ بات ہوئی تھی تو یہ قائد حزب اختلاف کو درست خبر پہنچی ہے۔ اس کو ہم concede کرتے ہیں within a week اس کا نوٹیفکیشن ہو جائے گا اور اس کی کاپی قائد حزب اختلاف کو پیش کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ پھر اس کو disposed of کر دیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اس پر کوئی اصرار نہیں کرتا، آپ جو بھی آرڈر صادر فرمادیں مجھے منظور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ محرک اس کو press نہیں کرنا چاہتے لہذا اس کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 45 ملک احمد کریم کسور لنگڑیال کی ہے، وہ تشریف فرما نہیں ہیں اور یہ ابھی move نہیں ہوئی ہے لہذا یہ تحریک کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 46 جناب عامر سعید انصاری کی ہے، وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں اور یہ بھی move نہیں ہوئی اس کو بھی کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 48 چودھری شہباز احمد کی ہے، تشریف نہیں رکھتے۔ یہ بھی ابھی move نہیں ہوئی اس کو بھی کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 47 محمد یار ہراج کی ہے یہ واپس لے لی گئی ہے اور انہوں نے خود لکھ کر دیا ہے، چونکہ وہ press نہیں کرنا چاہتے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

چودھری محمد طارق گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گجر صاحب!

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! کل میں نے اس ہاؤس میں اپنی تحریک استحقاق کے متعلق کہا تھا جو کہ میری absence میں dispose of کر دی گئی تھی حالانکہ آپ نے اس کے لئے دو دن کا ٹائم دیا ہوا تھا۔ جب کل میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بتایا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ اس کو کل پیش کیا جائے گا۔ براہ مہربانی میری تحریک استحقاق کو بھی entertain کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ already process ہو گئی ہے اور کل کے لئے وہ put up ہو رہی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
سول سیکرٹریٹ کو مسمار کرنے سے معزز رکن کی سیکرٹریوں سے ملاقات کرنے میں مشکلات

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج پورے ملک اور پنجاب میں جو معاشی بدحالی ہے اس کا بھی سب کو علم ہے۔ آج کی اس معاشی بدحالی میں دو وقت کی روٹی کھانا ہر شخص کے لئے بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جو دو روپے کی روٹی کا بہت بڑا initiative لیا ہے میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میاں صاحب نے ایک دوسرا initiative یہ لیا کہ انہوں نے اپنے وزراء کو نئی گاڑیاں نہیں دیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس صوبے کو معاشی بدحالی سے نکالنے کے لئے بہت بڑا احسن اقدام ہے لیکن دوسری طرف اگر دیکھا جائے کہ جو اس صوبے کی bureaucracy کا ہیڈ ماسٹر ہے جس کو ماسوائے صبح اور شام اپنے سیکرٹریز یا دوسرے لوگوں کی حاضریاں چیک کرنے یا لگانے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے ان کو اب اس issue سے نکل کر شاید مغل اعظم بننے کا شوق ہو گیا ہے کہ آج سول سیکرٹریٹ کا جو حال ہو رہا ہے کہ وہاں نئی بلڈنگ کو گرایا جا رہا ہے صرف اس شوق کے لئے کہ میں اس سول سیکرٹریٹ کو اپنی

original حالت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ سول سیکرٹریٹ اس وقت بنا تھا جب پنجاب کی آبادی ایک کروڑ بھی نہ تھی۔ اب پنجاب کی آبادی 7 کروڑ سے زیادہ ہو چکی ہے۔ ان عمارتوں کو گرا کر ہو کیا رہا ہے کہ ایک طرف تو دو روپے کی روٹی پر اتنی debates ہو رہی ہیں اور اس initiative کو اتنا زیادہ لیا جا رہا ہے جبکہ دوسری طرف ان عمارتوں کو گرا کر ان سیکرٹریوں میں سے کوئی شادمان جا رہا ہے، کوئی مسلم ٹاؤن جا رہا ہے، کوئی فیروز پور روڈ پر جا رہا ہے۔ ایک لاکھ روپے کی کوٹھی کو اپنے عزیزوں اور دوسرے ناموں سے hire کر کے دو دو، اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے ماہانہ کرائے پر لی جا رہی ہے۔ صرف ظلم یہی نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کی renovation پر بھی کروڑوں روپے خرچہ کیا جا رہا ہے۔ میں آپ سے اس ہاؤس کی وساطت سے اپنے تمام دوستوں کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ وہ کیا وجوہات ہیں؟ رانا صاحب شاید یہ بتا سکیں، میرا کوئی اور colleagues تو نہیں بتا سکے گا کہ جن وجوہات کی بنا پر اس سول سیکرٹریٹ کے اندر جو نئی بلڈنگ بنی ہوئی تھی، جو سیکرٹری لاء کا پورا بلاک بنا ہوا تھا، سیکرٹری ہیلتھ کا پورا بلاک بنا ہوا تھا اور دوسرے بلاک بنے ہوئے تھے اس کے علاوہ بنک بنا ہوا تھا وہ سب demolish کر دیئے گئے ہیں اور کرائے کی بلڈنگ پر جا کر سیکرٹریز بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس طرح سے ایک ایم پی اے کو سیکرٹری ماحولیات کو ڈھونڈنے کے لئے فیروز پور روڈ پر جانا ہوگا،

زکوۃ و عشر کا سیکرٹری ڈھونڈنے کے لئے شادمان جانا ہوگا اور تیسرا سیکرٹری ڈھونڈنے کے لئے مسلم ٹاؤن یا کسی اور جگہ جانا ہوگا۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ دہری پالیسی اور اس بے لگام بیوروکریسی کو کب لگام آئے گی؟ میں کل ہی اخبار میں پڑھ رہا تھا کہ اب GOR-1 کے ساتھ بھی یہی حشر شروع کرنے لگے ہیں، وہاں سے بھی کوٹھیاں demolish کی جا رہی ہیں، پھر پرائیویٹ کوٹھیاں لی جائیں گی اور حکومت ان کے مہنگے کرائے pay کرے گی اور ان کی renovation بھی ہوگی۔ خدارا! اس طرح کی دہری پالیسی سے پنجاب کا اتنا ستیاناس نہ کریں کیونکہ ہم لوگ یہ چیزیں اب afford نہیں کر سکتے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع کی مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر فرمائی ہے یا انہوں نے کوئی Adjournment Motion پیش کی ہے ؟ انہوں نے ایک افسانوی بات کی ہے کہ بلڈنگیں گرائی جا رہی ہیں، کوٹھیاں کرائے پر لی جا رہی ہیں۔ اگر آپ کے پاس ایک بھی ثبوت ہے تو فرمائیں کہ فلاں کوٹھی ایک لاکھ روپے کرائے پر تھی اور اسے اڑھائی لاکھ روپے کرائے پر لے لیا گیا ہے۔ جہاں تک سول سیکرٹریٹ کی عمارت کی بات ہے اس کا ایک original plan تھا، ایک original نقشہ تھا اس کے مطابق وہاں پر grassy plots اور دوسرے سارے معاملات تھے لیکن وہاں کسی جگہ پر موٹر سائیکل سٹینڈ بنا دیا گیا، کسی جگہ پارکنگ بنا دی گئی، کسی جگہ پر کمرہ بنا دیا گیا۔ اب اس congestion کو دور کرنے کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی بنی اس کمیٹی میں آرکیٹیکٹ اور باقی متعلقہ لوگ شامل ہوئے اور انہوں نے ایک پوری series of meetings کے بعد propose کیا اور اس پر بڑا nominal سا خرچہ ہے۔ اگر مجھے پتا ہوتا کہ آپ نے آج یہ بات کرنی ہے تو میں وہ پوری تفصیل لے آتا۔ اب بھی آپ نے بات کی ہے تو میں اس بارے میں complete information in figures لے کر دوں گا۔ جہاں تک آپ یہ بات کر رہے ہیں کہ اس ملک کا معاشی طور پر بیڑا غرق ہو گیا ہے تو جس نے معاشی طور پر بیڑا غرق کیا ہے، آپ اس کے لئے یہاں پر ناچتے رہے ہیں، بھنگڑے ڈالتے رہے ہیں، قرار دادیں پاس کرتے رہے ہیں اور پھر وہ 9 سوٹ کیس لے کر چلا گیا ہے۔ آپ کو وہ نظر نہیں آتا کہ ان 9 سوٹ کیسوں میں کیا لے کر گیا ہے ؟ ہم تو اب اس کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، آپ بھی اس میں ہمارا ساتھ دیں اور اس سے پہلے جو کچھ کر چکے ہیں اس کا کفارہ ادا کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں کل تک اس کا جواب آنے دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! لاء سیکرٹری صاحب کا ایک پورا بلاک بنا ہوا تھا۔ رانا صاحب! یہ نوٹ کر لیں، ان کو دوبارہ بھول جاتا ہے۔ یہ لفاظی تو اچھی کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس طرح personal attack نہیں ہونے چاہئیں۔ آپ نے جو point raise کیا ہے اس تک رہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پچھلے دور میں ڈالر کی قیمت 60 روپے تھی لیکن آج ان کے دور میں ڈالر 80/90 روپے کی حد کو touch کر رہا ہے۔ میں وہی بات دوبارہ کروں گا کہ رانا صاحب ہر بات کو پرانے دور میں لے جا کر ہاؤس کا ٹائم بھی ضائع کرتے ہیں [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور میں کسی بھی ممبر کے بارے میں اس طرح کے الفاظ استعمال کرنے پر بالکل اجازت نہیں دوں گا۔ اعجاز شفیع صاحب! آپ پہلے میری بات سنیں۔ اپوزیشن کے تمام ممبران میرے لئے بہت محترم ہیں۔ آپ نے جو issue raise کیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اور اس پر انھوں نے کہا ہے کہ میں جواب دوں گا لیکن آپ اس طرح کی باتیں نہ کریں۔ اب آپ اپنی بات مکمل کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! رانا صاحب دوبارہ study کر لیں کل GOR-1 کے متعلق لکھا گیا تھا کہ اس میں بھی جو نئی اور بعد میں بلڈنگز بنائی گئی ہیں ان کو بھی demolish کیا جانا ہے۔ رانا صاحب نے یہاں خود admit کیا ہے کہ وہاں grassy plots تھے۔ ملک میں معاشی بدحالی کا یہ حال ہے۔ فرض کریں اگر سول سیکرٹریٹ میں grassy plots نہیں ہوں گے تو کیا چیف سیکرٹری صاحب کو یا حکومت کو اس grassy plot کی آکسیجن نہیں ملے گی؟ کیا وہاں grassy plot بننے سے کسی کو دو روپے کی روٹی مل جائے گی؟ کیا وہاں grassy plot بننے سے کسی بچے کو تعلیم مل جائے گی؟ کیا وہاں پر grassy plot بننے سے کسی کی صحت بہتر ہو جائے گی؟ رانا صاحب خود ان چیزوں کو مان کر خود ہی ایسی باتیں کر رہے ہیں کہ grassy plot بنانے کے لئے کروڑوں روپے کی بنی ہوئی عمارتیں demolish کر کے باہر کرائے پر عمارتیں hire کی جا رہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اعجاز شفیع صاحب کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ میں آپ کو اس کی پوری تفصیل فراہم کر دوں گا۔ اعجاز شفیع صاحب! آپ نے بات کی ہے ابھی اس بارے میں میرے پاس facts and figures نہیں ہیں لیکن آپ افسانوی کہانی پیش کر رہے ہیں کہ وہاں پر grassy plots بن جائیں گے۔ دیکھیں! جہاں grassy plot کی ضرورت ہے وہاں grassy plot ہی رہے گا۔ اب باغ جناح ہے آپ یہاں پر لوگوں کو encroach کرنے کی اجازت تو نہیں دے سکتے۔ جی۔او۔آر۔1 اور سول سیکرٹریٹ میں بھی encroachment کی شکل میں کچھ ایسی چیزیں موجود تھیں جن کا گرایا جانا اس بلڈنگ اور ماحول کے لئے ضروری تھا۔ اس سے offices کی finishing بہتر ہو گئی ہے۔ جہاں تک آپ نے ڈالر کی بات کی کہ ڈالر کتنے کا تھا اور کتنے کا ہو گیا ہے۔ مجھے تو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ 9 سوٹ کیسوں کے بعد ڈالر کی قیمت ایک دو روپے اور نہ بڑھ جائے۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب پہلے عائشہ جاوید صاحبہ بات کر لیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بحث برائے بحث نہیں ہونی چاہئے۔ یہ ہاؤس کا ٹائم ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! انتہائی دکھ کی بات ہے کہ رانا صاحب نے encroachment کی بات کی ہے۔ encroachment وہ ہوتی ہے جو کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرے۔ اگر کسی نے سول سیکرٹریٹ کے اندر پرائیویٹ کوٹھی بنائی ہے، کسی نے پرائیویٹ گیراج بنایا ہے، پرائیویٹ کنٹین بنائی ہے تو وہ encroachment ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں سب سے زیادہ encroachment سرکاری زمین پر ہی ہوتی ہے۔آپ اسے چھوڑیں کل اس کا جواب آ لینے دیں۔جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

MRS. AYESHA JAVED: Honourable Speaker! There is information regarding over four hundred schools which are closing down in the district of Rawalpindi Cantonment. So honoured minister is here and we would like to learn and know some from him. Under what contract and what pretext they are trying to close educational institutions and don't they think hundreds of teachers are going jobless? There are thousands of students who are going to be absolutely without education. So we would like to know the reasons under which they are trying to close down the schools.

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں 400 سکولوں کی بہت بڑی تعداد ہے اور راولپنڈی کینٹ کے اندر اتنے ٹوٹل سکولز بھی نہیں ہوں گے۔وزیر تعلیم صاحب! محترمہ نے point raise کیا ہے کہ کنٹونمنٹ راولپنڈی میں 400 سکولز close down کئے جا رہے ہیں۔یہ تو بہت بڑی تعداد ہے I don't understand there is any thing happening like that. آپ چیک کر کے کل ہاؤس میں بتا دیں۔

وزیر زراعت، ہائر و سکولز ایجوکیشن (جناب احمد علی اولکھ): جی، میں چیک کر لیتا ہوں۔

MRS. AYESHA JAVED: Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب! ہراج صاحب کے بعد شیخ صاحب بات کریں گے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب نے جو بات کی ہے میں اس میں تھوڑی سی توسیع کرنا چاہوں گا کہ جب معزز ایوان میں یہ topic discuss ہو گا تو اس کے لئے رانا صاحب سے گزارش ہے کہ ہمیں وہ facts and figures بھی لا کر دیں کہ اس سے سیکرٹریٹ کی

کتنی capacity reduction ہوئی اور اس کی alternate جگہ مہیا کرنے میں کتنا خرچہ ہو گا؟ اگر ہم تاریخ میں جائیں تو بہت پہلے یہ سول سیکرٹریٹ فرانس کی تحویل میں تھا۔یہاں ان کی army based ہوتی تھی۔اگر ہم ہر بار یہی کریں گے کہ پچھلے دور کا کوئی بھی کیا ہوا کام ہے تو اسے demolish کرنے پر چلے جائیں گے تو کیا آپ مال روڈ کو بھی demolish کریں گے کہ یہاں پر greenery ہونی چاہئے تھی لیکن انگریز آ کر سڑک بنوا گئے ہیں؟ ہمیں ان چیزوں کا جواب چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk please.

جناب محمد یار ہراج: I look forward to Rana Sahib اس پر جو facts finding لے کر آتے ہیں۔لہذا یہ اس میں اضافہ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم ہراج صاحب نے اعجاز شفیع صاحب کی بات میں further اضافہ کیا ہے۔پوائنٹ آف آرڈر کی حد تک ٹھیک ہے میں صبح ان کو information دے دوں گا لیکن اگر ان کا اس بات پر اتنا زیادہ concern ہے تو پھر rules کے مطابق سوال یا تحریک التوائے کار لے آئیں تو میں اس کے مطابق in writing جواب ان کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں تھا لیکن چونکہ لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اعجاز شفیع صاحب نے جو بات کی ہے میں اس پر information لے کر آؤں گا تو اس پر میں نے agree کیا لیکن جس طرح آپ چاہ رہے ہیں اس طرح کی چیزیں خالی پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں آتیں بلکہ ان کا باقاعدہ ایک procedure ہے اور آپ کو اس procedure کو follow کرنا پڑے گا۔لہذا اگر آپ یہ سارا کچھ چاہتے ہیں تو آپ move کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں موقع دیا۔ہم اس پر formal کوئی چیز لے کر آ جاتے ہیں اور پھر اس پر further discussion کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ہم اسے فوری entertain کر لیں گے۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!آپ بہت مہربانی فرماتے ہیں لیکن آپ announce کر چکے تھے کہ یہ تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔آپ دیکھ لیجئے کہ 25 منٹ چلے گئے ہیں۔آپ چھ یا سات منٹ بعد فرمادیں گے کہ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا تو ہم ایجنڈے پر تو نہیں چل رہے۔لہذا میری گزارش ہے کہ مہربانی ضرور کریں لیکن دیکھ لیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کہاں سے کہاں تک جا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!یہ تمام ممبران میرے لئے انتہائی محترم اور معزز ہیں۔اب جیسے تحاریک استحقاق کا وقفہ تھا تو اس میں ہر ممبر اٹھ کر بات کرنا چاہ رہا تھا۔ اگر سارے ممبران Rules of Procedure کو پڑھ کر آ جائیں تو پھر Chair کو اتنا مسئلہ ہی نہ ہو۔میں تو قانون اور قاعدے کے مطابق مجبور ہوں کہ جب 30 منٹ ہو جائیں گے تو مجھے تحاریک التوائے کار کا وقت ختم کرنا پڑے گا لیکن اتنی important تحاریک ہیں جو take up نہیں ہو سکی ہیں۔اس میں تو ممبران نے مل کر ہم سے تعاون کرنا ہے کہ ہم یہاں پر زیادہ سے زیادہ matter عوام کے سامنے لا سکیں اور مسائل حل کر سکیں۔جی، محترمہ!and this is last point of order! اس کے بعد تحاریک التوائے کار لیں گے۔

ARIFA KHALID PARVEZ: Sir, English is spoken in different accent and pronunciations and sometimes it is very difficult for us to understand English.

لہذا میری استدعا ہے کہ جب بھی کوئی انگلش بولے تو اس کی translation کروا دیجئے کیونکہ کئی بار سمجھ نہیں آتی کہ کیا کہہ رہے ہیں؟

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر566/2008، شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔یہ18۔نومبر کو move ہوئی تھی، اور پھر آج کے لئے pending ہوئی تھی۔ That was pending for 21-11-08 جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیا یہ تحریک التوائے کار نمبر551 ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ تحریک التوائے کار نمبر566 ہے۔ یہ باغ جناح والا جو issue تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ تو resolve ہو گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیوں شیخ صاحب؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جی ہاں، یہ ان کو قبضہ دے دیا گیا ہے لیکن ان کو ابھی وہاں سامان وغیرہ رکھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں دے رہے۔ قبضہ ان کو مل گیا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ کار زیر ان کو قبضہ دے دیا گیا ہے لیکن latest رپورٹ یہ ہے کہ ان کو وہاں پر سامان وغیرہ رکھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ میں وزیر قانون صاحب سے صرف یہ کہوں گا کہ وہ محکمے کو کہیں، بے شک وہ انھیں وہاں پر کوئی bamboos کی huts بنانے دیں کہ جس میں وہ سامان وغیرہ رکھ لیں۔ یہ آپ کی مہربانی ہے۔ وزیر قانون صاحب نے بھی اس میں دلچسپی لی ہے۔ ان کو قبضہ مل گیا ہے۔ وہ free club ہے تو ان کو سامان وغیرہ رکھنے کے لئے کوئی جگہ دی جائے، یہ پہلے بھی ان کے پاس تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مجھے میرے آفس میں آ کر مل لیں۔ اگر اس سلسلے میں کسی کو کہنے کی ضرورت ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں۔ باقی ان کا جو grievance تھا وہ دور ہو گیا ہے، ان کو قبضہ دے دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میرا خیال ہے کہ اگر قبضہ مل گیا ہے تو یہ بڑی achievement ہے۔ یہ آپ کی اور اس ہاؤس کی بڑی achievement ہے۔ اب جو اگلا step ہے، جو کہ جائز ہے کہ وہاں پر انھوں نے جو اپنا سامان رکھنا ہے اس کے لئے کوئی چھوٹا سا ان کو semi hut type بنانے کی اجازت دی جانی چاہئے۔ آپ وزیر قانون صاحب سے مل لیں، انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملہ بھی resolve ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: تو یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! میں تحاریک التوائے کار کو ختم کر لوں پھر آپ کو وقت دیتا ہوں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 967 ہے جو کہ بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اس پر آج وزیر قانون صاحب نے جواب دینا تھا۔ چونکہ وقت تھوڑا ہے اگر اسی ترتیب سے چلتے ہیں تو شاید وہ نہ آ سکے۔ kindly اس کو پہلے take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، دیکھتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 623 محترمہ انجم صفدر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

صوبہ پنجاب کی 21 تحصیلوں میں ٹیکنیکل کالجوں کی عدم موجودگی پر عوام میں اضطراب

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور مورخہ 9- ستمبر 2008 کی خبر کے مطابق بجٹ 09-2008 میں حکومت پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ صوبہ پنجاب کی 21 منتخب تحصیلوں میں 42 ٹیکنیکل ٹریننگ

سنٹرز قائم کئے جائیں گے تاکہ ان تحصیلوں میں بچوں کو فنی تربیت فراہم کر کے انہیں ہنر مند بنا کر ان علاقوں میں غربت کے خاتمہ کی راہ ہموار کی جا سکے اور اداروں میں یکم ستمبر 2008 سے باقاعدہ کلاسوں کا اجراء بھی کر دیا جائے گا لیکن یہ بات دیکھنے میں آ رہی ہے کہ مذکورہ سکیم پر جس رفتار سے کام ہو رہا ہے تو لگتا ہے کہ شاید یہ ادارے آئندہ چھ ماہ تک بھی کلاسوں کا اجراء نہ کر سکیں کیونکہ 42 ٹیکنیکل اداروں کے لئے ابھی تک کرائے کی عمارتیں بھی نہیں حاصل کی جا سکیں اور نہ ہی ان اداروں میں استعمال ہونے والی مشینری خریدی گئی ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ بچوں کو ہنر مندی کی تعلیم دینے کے لئے سٹاف بھی بھرتی نہیں کیا جا سکا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے 21 تحصیلوں میں 42 ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹرز کے لئے عمارتوں کا انتظام، ان اداروں میں استعمال ہونے والی مشینری کی خریداری اور ٹیکنیکل سٹاف کی بھرتی نہ ہونے پر صوبہ بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب کی لہر پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ بجٹ 09-2008 میں 21 منتخب تحصیلوں میں National Vocational and Technical Education Commission(NVTEC) اسلام آباد کے تعاون سے 42 گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹرز برائے مرد و خواتین کے قیام کی سکیم شامل ہے۔ ان 42 اداروں کے قیام کے لئے عمارتوں کا انتظام ہو چکا ہے۔ مشینری اور فرنیچر کی خرید کا کام مختلف مراحل میں بڑی تیزی سے جاری ہے جو جلد مکمل کر لیا جائے گا۔

یہ درست نہ ہے کہ متعلقہ اداروں میں باقاعدہ کلاسوں کا اجراء یکم ستمبر 2008 سے ہونا تھا۔ کلاسوں کے اجراء کی مجوزہ تاریخ یکم اکتوبر 2008 متعلقہ افسران کو کام کو جلد تکمیل کرنے کے لئے دی گئی تھی۔ یہ سکیم National Vocational and Technical Education Commission اسلام آباد کے تعاون سے شروع کی گئی ہے۔ اس لئے متعلقہ اداروں کے لئے

سٹاف کی بھرتی کا کام اسلام آباد سے متعلقہ سٹاف کی تعلیم اور تجربہ کی شرائط کی منظوری جو کہ آئندہ چند روز میں متوقع ہے کے فوراً بعد شروع کر دی جائے گی۔ ان اداروں کے قیام اور اجراء کے لئے تمام کام نومبر کے مہینے میں مکمل کر کے یکم جنوری 2009 سے کلاسوں کا اجراء کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میرا خیال ہے کہ کافی تفصیل سے جواب آ گیا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ آپ satisfied ہیں اس لئے This is disposed of as not pressed. اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 626 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

PIDA کے فیڈر کینال بنانے سے نہری نظام کی تباہی اور اربوں روپے کے ضیاع کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (PIDA) کا قیام حقیقتاً پنجاب کے نہری نظام اور کسانوں کے لئے تباہی کا باعث ثابت ہوا ہے۔ انتہائی دکھ کی بات ہے کہ 80۔ارب روپے کے foreign funded قرضہ لینے کے باوجود نہروں کے حالات مکمل تباہی کے قریب تر پہنچ چکے ہیں اور زمینی حقائق یہ ہیں کہ نہروں کی کسی بھی distributor کی sub minors tails یا minors کی موقع پر جانچ پڑتال نہروں کی service roads کی مکمل تباہی کی وجہ سے ناممکن ہو چکی ہیں۔ یہ حالات 90 فیصد تمام نہری چینلز پر جو (PIDA) کے حوالے کئے تھے پیدا ہو چکے ہیں۔ ایک محدود اندازے کے مطابق 60 فیصد سے زائد outlets یعنی موگے tampered ہو چکے ہیں جن سے ناجائز طور پر زائد پانی حاصل کیا جا رہا ہے اور tail پر موجود رقبے پانی کی شدید نایابی کا شکار ہیں۔ PIDA میں ٹیکنیکل سٹاف کے نہ ہونے کی وجہ سے نہروں کے hydraulic grade lines کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے۔ پورے نہری نظام کی حالت اب ایک ایسے مریض کی ہے جو ventilator پر چل رہا ہو۔ اس پر مزید

ستم یہ ہوگا کہ کسانوں سے PIDA کے حاصل کردہ غیر ملکی قرضہ جس کی مالیت 80۔ارب روپے مع سود واپس ادا کرنے کے لئے 2015 سے انتہائی مہنگے داموں پانی کی فروخت کی وصولی شروع کی جائے گی جو کسانوں کے لئے ناقابل برداشت ہوگی۔ نہروں کی ٹیلوں پر پانی پہنچانے کے لئے feeder canals بنانے کی تجاویز نہری نظام میں مزید تباہی اور اربوں روپے کے ضیاع کا باعث بنے گی۔یہ بھی المیہ ہے کہ محکمہ اریگیشن میں انتہائی اعلیٰ صلاحیت رکھنے والے لوگوں کی موجودگی کے باوجود محض foreign funding کی شرائط پوری کرنے کے لئے نام نہاد consultant کو کروڑہا روپے کی ادائیگی کی جارہی ہے جن میں NESPAK جیسا consultant بھی ہے۔ ملک اور قوم کی بد قسمتی ملاحظہ فرمائیے کہ ان consultants کو ایسا کوئی سابقہ تجربہ بھی نہ ہے۔ صرف میرے حلقہ میں زیر تجویز ایک feeder canal کے لئے NESPAK کو -/6000000 روپے کی consultation fee کی ادائیگی کی گئی ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے جواب میں عرض ہے کہ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (PIDA) پنجاب اسمبلی کے PIDA Act,1997 کے تحت معرض وجود میں آیا اور تجرباتی طور پر دو Areas Water Boards لوئر چناب کینال ایسٹ سرکل اور لوئر چناب کینال ویسٹ سرکل فیصل آباد تشکیل دیئے گئے جن کے تحت نہری نظام منتخب کسان تنظیموں کے حوالے کیا جاچکا ہے اور باقی Areas Water Boards بنانے کے لئے ان دو Areas Water Boards کی کارکردگی کے تناظر میں کام جاری ہے۔ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (PIDA) نے ورلڈ بنک سے نہ تو کوئی قرضہ لیا ہے اور نہ ہی کوئی گرانٹ لی ہے۔ البتہ نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت حکومت پنجاب کو سیم نالوں کی درستی کے لئے قرضہ ملا تھا جس میں سے دسمبر 2004 تک پنجاب ڈرینج اتھارٹی کا خرچہ چلتا رہا۔ 1-1-2005 سے PIDA کا خرچہ حکومت پنجاب خود چلارہی ہے۔ Farmers Organization جنہوں نے راجباہ اور مائنرز کا انتظام و انصرام

سنبھالا ہے وہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہیں جن کی وجہ سے ابھی تک کسان تنظیمیں اپنے راجباہائے کے نقائص جن کا ذکر تحریک التوائے کار میں کیا ہے ان کو کلی طور پر دور نہیں کر سکیں۔ ان کی استعداد کار بڑھانے کے لئے PIDA شب و روز کوشاں ہے۔ ایکٹ کے مطابق ان کی کارکردگی سات سال کے بعد ایک غیر جانب دار ادارے کے ذریعے پرکھی جائے گی۔ موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد نو منتخب صوبائی اراکین نے PIDA کی functioning کے بارے میں مختلف اوقات میں اپنے تحفظات اور اس کو بہتر بنانے کے لئے اپنی سفارشات کا اظہار کیا ہے جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ کی سربراہی میں کمیٹی بنا دی ہے جو ادارہ جاتی اصلاحات کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کرے گی جن کی روشنی میں مزید بہتر انداز میں پالیسی مرتب کی جائے گی۔ اس سلسلے میں میری یہی گزارش ہے کہ اس کمیٹی کی رپورٹ آ لینے دیں کیونکہ اس کمیٹی میں معزز اراکین اسمبلی بھی موجود ہیں تو ایک بہتر form سامنے آ جائے گی اور اس کے مطابق اس میں کوئی بہتری کی جا سکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو بات طے ہے کہ جو حالات اس وقت نہروں کے یا irrigation کے ہیں وہ تو وزیر قانون نے بھی اس کو مانا ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ 2015 سے جب کسانوں کو انتہائی مہنگے نرخوں پر پانی ملے گا کیونکہ جس قسم کی گاڑیاں میں آپ کو کیا بتاؤں کہ تیس تیس لاکھ روپے کی گاڑیاں land cruiser خریدی گئی ہیں جو بالکل "پیپے" تھے اور انہوں نے کروڑوں روپیہ اس غریب قوم کا اس مد میں خرچ کیا ہے، اس کے علاوہ بھی ان کے جو irrigation کے اخراجات ہیں وہ ultimately کسانوں پر پڑنے ہیں۔ میرا فرض ہے کہ میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ بات لے آؤں اور ریکارڈ پر لے آؤں کہ یہ اب زیادہ دیر کی بات نہیں ہے۔ انہوں نے جس قیمت پر یہ پانی کسانوں کو دینا ہے اس سے بہت مسائل کھڑے ہوں گے۔ آج وقت ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ کر لیا جائے، ان کسانوں پر جو پہلے ہی پریشان حال ہیں، ان پر رحم کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! جس طرح یہ بات ہوئی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ Let the report come اس کے بعد پھر اس کو دیکھ لیتے ہیں، اگر کوئی مسئلہ ہوا تو آپ دوبارہ move کر دیجئے گا۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لہذا This is disposed of as it is not pressed.

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! کل کے جو اخبارات میں coverage ہوئی ہے اور خاص طور پر روزنامہ "جنگ" نے میرے حوالے سے خبر لگائی ہے اور مجھے مسلم لیگ(ق) فارورڈ بلاک کے حوالے سے لکھا ہے۔ میں یہ تیسری دفعہ clarify کر رہا ہوں۔ میرے پریس والے دوست سامنے بیٹھے ہیں کہ میں مسلم لیگ(ن) میں شامل ہو چکا ہوں اور میں الیکشن آزاد امیدوار کی حیثیت سے جیت کر آیا تھا اور اب میں مسلم لیگ(ن) کا ممبر ہوں، اس کے فارورڈ بلاک لکھنے سے، مسلم لیگ(ق) سے تعلق لکھنے سے میری شہرت کو نقصان پہنچا ہے۔ جس طرح اس کو defame کیا گیا ہے میں اس کے لئے پریس والوں سے احتجاج کرتا ہوں اور خصوصاً روزنامہ "جنگ"۔ آئندہ کے لئے یہ احتیاط کرے۔ یہ نہ ہو کہ:

ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے
ایک نقطے کے فرق نے محرم سے مجرم بنا دیا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میری پریس والے دوستوں سے استدعا ہے کہ میں مسلم لیگ(ن) کا رکن ہوں اور انشاءاللہ رہوں گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 967/2008 راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب کی ہے۔ یہ تحریک out of turn move ہوئی تھی اور آج reply کے لئے pending ہوئی تھی۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اس میں محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ محکمہ کی پالیسی کے مطابق ایسے طلباء جو پرائیویٹ غیر الحاق شدہ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں میٹرک سائنس کا داخلہ نہیں بھیج سکتے۔ ایسے سکولوں کو راولپنڈی بورڈ سے الحاق کے بارے میں چند سال تک relaxation دی گئی تھی۔ نہ تو پنجاب کا کوئی اور بورڈ اور نہ ہی کسی اور صوبے کا بورڈ ایسے غیر الحاق شدہ سکولوں کے طلباء کو میٹرک سائنس میں داخلہ بھیجنے دیتا ہے کیونکہ میٹرک سائنس میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: توجہ کیجئے۔ Order in the House

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): کیونکہ میٹرک سائنس میں لیبارٹری ورک شامل ہوتا ہے۔ اب اس میں جو سب سے تشویش ناک بات ہے وہ یہ ہے کہ غیر الحاق شدہ جو سکول ہیں اگر ہم ان کو یہ اجازت دیتے ہیں کہ وہ غیر الحاق بھی رہیں اور اس کے بعد ان کے طالب علموں کو داخلہ بھجوانے کی اجازت دی جائے تو اس سے تعلیم کا جو معیار ہے اس پر اثر پڑے گا۔ اگر اس کو اجازت نہیں دیتے تو پھر جو mover نے بات کی ہے وہ درست ہے کہ اس سے اس وقت کافی طالب علم پریشان ہیں اور ان کا نقصان ہو رہا ہے لیکن اس میں یہ ایک اصولی بات ہے کہ وہ سکول جن کا الحاق نہیں ہوا، یا تو چاہئے کہ لوگ ان میں داخلہ نہ لیں اور ان سکولوں میں داخلہ لیں جو الحاق شدہ ہیں۔ ویسے چونکہ میٹرک میں سائنس ہوتی ہے اور اس کے لئے laboratory work privately involve ہوتا ہے اس لئے privately اس کی اجازت دینا معیار اور میرٹ پر compromise کرنے والی بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب اس کے اندر میں خود بھی یہ سمجھتا ہوں کہ جن سکولوں کا الحاق نہیں ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ان کو پھر run کرنے کیوں دیا جاتا ہے کیونکہ اس سے وہ والدین جو پتا

نہیں کس طرح سے اپنے بچوں کی تعلیم کا خرچہ پورا کرتے ہیں اور اس کے بعد ان کا مستقبل داؤ پر لگ جاتا ہے۔ اس کے اندر تو میرا اپنا خیال ہے کہ اس میں ایجوکیشن منسٹری اور گورنمنٹ کی بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ جن سکولوں کا الحاق نہیں ہے یا تو ان کے لئے فوری طور پر کوئی پالیسی آ جائے کیونکہ اس وقت ان بچوں کا مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے۔ اس کے اوپر تو کوئی پالیسی آنی چاہئے۔ کیوں راجہ صاحب؟

راجہ شوکت عزیز بھٹی: بہت مہربانی۔ جناب وزیر قانون نے مہربانی فرمائی اس تحریک کو out of turn لیا اور اس کا جواب بھی جلدی لیا۔ گزارش یہ ہے کہ ہماری ایجوکیشن منسٹری کی یہ حالت ہے کہ پچھلے پونے دو سال سے ہمارے تین ہزار لیکچرار short ہیں۔ اس میں طالب علموں کا کیا قصور ہے کہ انہیں پڑھانے والا کوئی نہیں ہے؟ پچاس ہزار کے قریب اساتذہ ہمارے سکولوں میں short ہیں لیکن پچھلے کئی سالوں سے کوئی arrangement نہیں ہے اور پھر پچھلے کچھ سالوں کے لئے اجازت دی گئی کہ جن سکولوں کا الحاق نہیں تھا ان کے طالب علم یا privately بھی لوگ پیپر دیتے رہے۔ وزیر قانون صاحب نے بھی اس بات کو admit کیا ہے جو محکمے کی طرف سے جواب آیا ہے اور آج اچانک اس پر بندش لگا دی۔ یا تو وہ سکول بند کر دیئے جاتے جن کا الحاق نہیں تھا۔ یا پھر جو چل رہا تھا اسے چلنے دیتے۔ جب ہمارے چیف منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ ہم enrolment بڑھائیں گے۔ پھر اس پر معیار کا تو اثر پڑتا ہی نہیں۔ ایک آدمی نے امتحان دینا ہے اگر وہ اچھے نمبر لے گا تو پاس کرے گا۔ اگر اس میں اتنی capability ہوگی، کوئی آدمی اس قابل ہے کہ privately وہ پڑھ کر دن کو مزدوری کر رہا ہے اور اپنے خاندان کا یا بال بچے کا پیٹ پالتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ پڑھنا چاہتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک کے نوجوانوں کے لئے، ان کے مستقبل کے لئے ایک بہت بڑی بندش لگا دی گئی ہے۔ غریب آدمی جو پہلے ہی جینے اور اپنی روٹی کے مسئلے میں الجھا ہوا ہے اگر وہ کام کر کے ساتھ پڑھنا چاہتا ہے تو اسے اس بات کی اجازت ہونی چاہئے چہ جائیکہ آج کے حالات میں ہم کسی کے لئے کوئی ایسا سلسلہ مہیا کریں، کوئی ایسے انتظامات کریں کہ لوگوں کے لئے آسانی پیدا ہو سکے ہم اس پر بندش لگا رہے ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر عوام دوستی کے منافی جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں میری وزیر قانون اور وزیر تعلیم سے یہ گزارش ہے کیونکہ ابھی میٹرک کے امتحانات کے admission جانے کے لئے دو

چار روز رہتے ہیں۔ ایک دو دن میں کوئی کمیٹی بنا کر یا وزیر قانون اس پر فوری طور پر کوئی پالیسی وضع کریں۔ اگر آپ اسے criteria کی نذر کریں گے تو میں نے ایجوکیشن منسٹری کے حالات آپ کے گوش گزار کر دیئے ہیں جہاں already کئی ہزار اساتذہ short ہیں اور اسی طرح سے سکول چل رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے اس پر 2005 میں پابندی لگائی گئی تھی۔ میرے پاس اس کا notification بھی موجود ہے۔ یہ 12-8-2005 کو جاری ہوا اور اس کے مطابق صرف ان مضامین کا privately امتحان دینے کی پابندی لگائی گئی ہے جن مضامین میں practical involve ہے۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ وہ تعلیم نہیں حاصل کر سکتے۔ اگر وہ پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں، اپنی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ چند مضامین جیسے فزکس اور کیمسٹری وغیرہ کا امتحان نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ وہ سارے مضامین کا امتحان دے سکتے ہیں۔ صرف جس میں practical involve ہے اس پر پابندی لگائی گئی ہے۔ اس کے بعد جو 2006-07 اور 2008 میں خصوصی رعایت دی گئی ہے اس مقصد کے لئے کہ چلیں اب آئندہ کے لئے جو بچے ابھی مڈل کلاس کے بعد پڑھ رہے ہیں ان کو رعایت دے دی جائے اور آئندہ سے جن بچوں نے practical والے مضامین میں امتحان دینا ہے وہ انہی سکولوں میں داخلہ لیں جن کا الحاق ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ warning دے کر ایک آدھ مرتبہ اور رعایت کر دی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔ میں محترم راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب سے کہوں گا کہ وہ آج اس اجلاس کے بعد میرے پاس تشریف لے آئیں تو سیکرٹری ایجوکیشن سے بات کرتے ہیں کہ چلیں جہاں انہوں نے تین سال تک اس کی concession دی ہے تو ایک بار اور کر لیں لیکن آئندہ سے میں سمجھتا ہوں کہ ایسے مضامین جن میں practical ہے بچوں کو انہی سکولوں میں پڑھنا چاہئے جہاں پر laboratory work کی سہولت موجود ہوتی ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! میں وزیر قانون کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس پر ہمدردانہ غور کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ راولپنڈی ڈویژن کے باقی بھی جو معزز اراکین ہیں ان کو بھی آپ ساتھ لے جائیں کیونکہ راولپنڈی کا matter ہے۔ سارے اکٹھے بیٹھ کر آپ اس معاملے کو resolve کر لیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: ٹھیک ہے، جناب! بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! پرائیویٹ سکول اسی وجہ سے معرض وجود میں آتے ہیں کہ جب گورنمنٹ کے منظور شدہ سکولوں میں ٹیچرز مہیا نہیں کئے جاتے۔ جیسے ابھی آپ نے سنا کہ کئی ہزار کی تعداد میں teachers short ہیں اور اس وجہ سے لوگ ٹیوشن پر بھی مجبور ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں لڑکیوں کا ہائی سکول مدرستہ البنات ہے اس کے ہائی سیکشن کی 700 طالبات ہیں جو سائنس کے مضامین پڑھنا چاہتی ہیں اور ان 700 طالبات کے لئے ایک خاتون ٹیچر مقرر کی گئی تھی اور اس کی بھی transfer کر دی گئی ہے۔ اب ظاہر بات ہے کہ اس صورت میں وہ طالبات پرائیویٹ سکولوں میں جائیں گی یا پھر وہ ٹیوشن پڑھنے پر مجبور ہوں گی لہذا ٹیچرز کی کمی کو فی الفور پورا کیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پرنسپل نشتر میڈیکل کالج کا طالب علم کو معذوری کے سبب داخلہ نہ دینا

چودھری محمد شفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری محمد شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ہم بہت دور دراز اور غیر ترقی یافتہ علاقہ کے رہنے والے ہیں جہاں تعلیمی ادارے بھی اتنے بڑے نہیں ہیں کہ جہاں ہمارے بچے تعلیم حاصل کر سکیں لیکن میں بڑے افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ ایک ہمارا بچہ محمد طیب ہے جس نے میٹرک میں بھی بورڈ میں ٹاپ کیا تھا اور اب بھی پورے پنجاب میں general merit پر میڈیکل کالج میں 133 نمبر پر آیا ہے اور general seat پر K.E. Medical College میں داخلہ کی لسٹ میں اس کا نام شامل ہے۔ اب بد قسمتی یہ ہے کہ وہ بچہ disable ہے جس کی وجہ سے نشتر میڈیکل کالج کے پرنسپل صاحب اس کا داخلہ نہیں لے رہے کہ یہ بچہ داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ چل پھر نہیں سکتا جبکہ ہماری پنجاب حکومت اور وزیراعلیٰ پنجاب کی یہ پالیسی ہے کہ 10 سیٹیں disable بچوں کے لئے رکھی ہوئی ہیں۔ اب کیا وجہ ہے کہ جس بچے نے محنت کر کے بورڈ میں پوزیشن حاصل کی ہے اسے کون سی پالیسی کی بنا پر K.E. Medical College میں داخلہ نہیں دیا جا رہا لہذا میں چاہتا ہوں کہ وہ بچہ اس وقت بہت ہی مایوس ہے جبکہ 10 سیٹیں disable بچوں کے لئے ہیں اور اگر وہ general seat پر آتا ہے تو اسے داخلہ کیوں نہیں دیا جاتا۔ آپ براہ مہربانی اس کے ساتھ پورا تعاون کریں۔ میں سپیکر صاحب اور وزیر قانون صاحب سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ اس مسئلے کو فوراً حل کرائیں تاکہ اس مایوس disable بچے کا داخلہ ہو اور اگر اس کالج میں داخلہ نہیں ہو سکتا تو گورنمنٹ پنجاب اور وہ ادارہ جس جگہ بھی سمجھتا ہے وہاں اس کو admission دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ بڑا important issue ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چودھری شفیق صاحب اجلاس کے بعد میرے پاس تشریف لے آئیں تو اس معاملے کو take up کر لیتے ہیں۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیجئے گا اور پھر اس کو take up کیا جائے گا۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ پہلے مفاد عامہ سے متعلقہ قراردادیں ہیں، پھر عام بحث ہے۔ اب ہم مفاد عامہ کی قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلے ہم 18 نومبر کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قراردادیں لیتے ہیں۔ یہ طے ہوا تھا کہ ان قراردادوں کو مناسب ترمیم کے بعد پیش کیا جائے گا۔ پہلی زیر التواء ترمیم شدہ قرارداد محترمہ آمنہ الفت، چودھری ظہیر الدین خان، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد محسن خان لغاری، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا اور ڈاکٹر سامیہ امجد کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

صوبائی ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت کی فراہمی

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں سرکاری ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھے ہوئے کرائے کے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے جس سے پرائیویٹ رہائش نہیں ملتی۔ لہذا حکومت پنجاب لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرے تاکہ ملازمین ان شہروں میں بآسانی پرائیویٹ رہائش حاصل کر سکیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں میں سرکاری

ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھے
ہوئے کرائے کے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی
طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے جس سے پرائیویٹ رہائش
نہیں ملتی۔ لہذا حکومت پنجاب لاہور سمیت تمام میٹروپولیٹن شہروں
میں ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت فراہم کرے تاکہ ملازمین ان شہروں
میں بآسانی پرائیویٹ رہائش حاصل کرسکیں۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ جب میں نے یہ قرارداد پیش کی تھی تو وزیر قانون صاحب کے اپنے الفاظ اس وقت ریکارڈ پر موجود ہیں جس میں انہوں نے کہا تھا کہ "میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں گورنمنٹ کا view یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اس طرح ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کو pick کریں اور جیسے اب پنجاب یونیورسٹی مثال بن رہا ہے، پھر اس کے بعد دوسرا مثال بنے، پھر تیسرا مثال بنے، ہم اس میں کوئی uniform policy لانا چاہتے ہیں۔ نہ صرف لاہور بلکہ کم از کم میٹروپولیٹن شہر ہیں جہاں پر واقعی problem ہے اور جو problems ملازمین کے لاہور میں ہیں، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی میں ملتے جلتے ہیں اس سے کم نہیں ہیں تو ہم اس کے اوپر ایک uniformity policy بنانے پر غور کر رہے ہیں، اگر میرے بھائی اس بات پر رضامند ہو جائیں تو اس میں تھوڑی سی amendment کر لیں اور اس amendment میں پورا clear concept ہو جائے تو بہتر ہے۔ میں اسے oppose نہیں کرنا چاہتا، آپ اسے pending فرما لیں اور next Private Members Day پر اس کے scope کو وسیع کرنے کی میں جو بات کر رہا ہوں اس کو ساتھ شامل کر لیں اور اس کو ہاؤس میں پیش کریں تاکہ ہاؤس بہتر form میں اس کو پاس کرے۔"

یہ ان کے اپنے الفاظ ہیں اس لئے اس کو دوبارہ پیش کیا گیا اور اس میں، میں وزیر اعلیٰ صاحب کا ایک مزید حوالہ دینا چاہتی ہوں جو انہوں نے اسی ایوان میں اپنی 8۔ جون کی تقریر میں فرمایا تھا اس کا تھوڑا سا متن میں آپ کو پڑھ دیتی ہوں جس میں انہوں نے کہا تھا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تنخواہ دار طبقہ بد حالی کا شکار ہے۔ آج 6 ہزار روپے میں کوئی آدمی عزت کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ 5 افراد کا کنبہ کہاں سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوائے گا۔ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ دو سو روپے میں اپنے بچوں کی جرابیں لے کر دینی ہیں، کتاب لے کر دینی ہے، بنیان لے کر دینی ہے، بیٹی کے لئے دوائی لے کر آنی ہے، کمرے کا کرایہ دینا ہے، چولہا جلانا ہے کہ آٹا لے کر آنا ہے۔ ہم نے میٹنگ کی ہے۔ ہم اگلے بجٹ میں اس حوالے سے انشاء اللہ مربوط اعلان کریں گے۔ اس حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب کی بھی اس ایوان میں تقریر ہے اور وزیر قانون صاحب کے الفاظ بھی میں نے آپ کو پڑھ دیئے ہیں۔ اس قرارداد کے حوالے سے انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اس کو اپنے دور میں دو دفعہ پیش کر چکے تھے تو میں نے ان سے کہا تھا کہ اب ball آپ کے court میں ہے اور انہوں نے کہا تھا کہ اس کو دوبارہ amend کر کے پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے بالکل درست فرمایا ہے یہ بات میں نے کی تھی اور میں یہ چاہتا تھا کہ اس قرارداد کو اس طرح سے amend کر کے پیش کیا جائے کہ سر دست جو بوجھ ہے وہ تقریباً 12۔ارب روپے بنتا ہے۔ اب وفاقی حکومت کی مثال دی جا رہی ہے، وفاقی حکومت کا ٹوٹل خرچہ ایک ارب 70 کروڑ روپے ہے جبکہ وفاقی حکومت کے وسائل پنجاب حکومت سے کہیں زیادہ ہیں۔ اگر حکومت پنجاب اسی pattern پر عمل کرے تو اسے 12۔ارب روپے کا اضافی خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہے جو سر دست ممکن نہیں ہے تو میں یہ چاہتا تھا کہ اس قرارداد میں اس طرح کی amendment کی جائے کہ حکومت پنجاب کے پاس جونہی اس بارے میں وسائل دستیاب ہوں تو وہ اس بارے میں غور کرے، واقعی یہ مسئلہ تو ہے لیکن میں اس کو فنڈز کی دستیابی سے منسلک کروانا چاہتا تھا۔ جو انہوں نے اس طرح سے کہا ہے کہ "ریکوزیشن کی

سہولت فراہم کرے" تو یہ ایک binding force بنتی ہے۔ جب انھوں نے دوبارہ اس کو نئے سرے سے تیار کیا ہے تو مجھے افسوس ہے کہ میں انھیں نہیں مل سکا لیکن بہر حال ان کی میرے ساتھ مشاورت نہیں ہو سکی۔ اس کو اگر یہ اب بھی binding force سے نکال کر اس بات پر لے آئیں کہ پنجاب حکومت کو جو نہی وسائل دستیاب ہوں تو وہ ملازمین کی بہتری کے لئے سوچے۔ اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بڑے شہروں میں 45 فیصد ہے اور چھوٹے شہروں میں 30 فیصد ہے تو 45 فیصد اور 30 فیصد کو بھی بڑھایا جا سکتا ہے یعنی حکومت بہتری کرنا چاہتی ہے لیکن اس کے پاس جو حاصل وسائل ہیں ان کے مطابق کرنا چاہتی ہے۔ ان وسائل سے باہر نہیں جایا جا سکتا۔ اگر آپ اس کو اس طرح سے لے آئیں تو حکومت پہلے ہی اس معاملے پر غور کر رہی ہے اور آپ کی قرارداد آنے سے آپ کا حصہ بھی اس میں شامل ہو جائے گا۔ ہم آپ کو اس سے محروم نہیں کرنا چاہتے لیکن اگر آپ اس طرح کی binding clause درمیان میں رکھیں گے تو پھر میرے لئے ممکن نہیں ہے کہ میں اسے oppose نہ کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے جو بات کہی ہے کہ جیسے ہی وسائل دستیاب ہوں گے تو ہماری معزز بہن نے جو قرارداد پیش کی ہے اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ اگر اس قرارداد کو تھوڑا سا amend کر لیا جائے۔ "کیا وزیر قانون اس میں یہ time frame دینا پسند فرمائیں گے کہ ہم ان طبقات کے لئے وسائل مہیا کرنے میں serious ہیں اور یہ اتنی دیر میں ہو جائیں گے۔" اگر یہ بھی قرارداد میں آ جائے اور اس طریقے سے قرارداد کو amend کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں سب سے بہترین چیز اس میں یہ ہے اور جس طرح وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ ان کی بھی منشا یہی ہے کہ ملازمین کے لئے کچھ کیا جائے۔ آپ نے جو قرارداد پیش کی ہے اس کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ ملازمین کا بھلا ہو جائے۔ اس لئے اگر آپ بیٹھ کر اس قرارداد کو amend کر لیں اور پھر ایوان میں لے آئیں تو سب کے لئے بہتر ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ بجا فرما رہے ہیں۔ تمام سرکاری ملازمین پر بہت سے ٹیکس بھی لگتے ہیں لیکن public exchequer سے رقم ان تک پہنچ نہیں پاتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر حکومت سنجیدہ ہے تو اس قرارداد کو بیٹھ کر amend کیا جا سکتا ہے لیکن جیسا کہ انھوں نے ارشاد فرمایا ہے تو اسی framework میں رہتے ہوئے اسے amend کیا جائے اور اس سے باہر نہ جایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بالکل صحیح بات ہے۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہاؤس ریکوزیشن کا issue رانا ثناء اللہ صاحب نے اپنے پچھلے tenure میں اٹھایا تھا اور اس وقت یہ بڑے definite تھے کہ اس کا حل ان کے پاس موجود ہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے 2005 میں یہ بھی کہا کہ اگر میں نے نہ کیا تو مجھے پوچھ لینا۔ میرا اس وقت طعنہ دینے کا مقصد نہیں ہے بلکہ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آخر اس وقت جب یہ اتنے certain تھے۔ ہماری حکومت سے بھی غالباً یہی جواب آیا تھا جیسے یہ 12۔ارب کی بات کی گئی ہے اس وقت ہمارا estimate کم تھا۔ آخر ان کے ذہن میں وہ کون سا ایسا idea تھا کہ یہ اتنے sure تھے۔ اس وقت ہم چاہتے ہیں کہ انہی سے guide line لیں۔ وہ ہمیں بتائیں کہ اگر یہ ممکن تھا تو یہ دو دفعہ floor پر لائے اور commitment کی کہ جب بھی میں وزیر بنوں گا تو میں کر کے دکھاؤں گا۔ اس لئے یہ ہمیں guide line دیں کہ اس وقت ان کے ذہن میں کیا تھا اور اب یہ کیوں تبدیل ہو گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ideas share تو کریں۔ انھوں نے تو پہلے بھی یہ بات کی ہے کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میرے خیال میں اس میں اتنی کوئی بات نہیں ہے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس پر اگر کوئی کمیٹی بنا دی جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ہماری اس بات کو تو مدنظر رکھیں، انھوں نے تو ہمیں صاف جواب دے دیا تھا۔ ہم تو پھر ان کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں اور جو ideas اور جو سوچ میرے ذہن میں ہے ہم آپ کو بتائیں گے کہ حکومت اس میں کیا کام کر رہی ہے۔ یہاں پر بات تو وسائل کی ہے ہم آپ کو بتائیں گے کہ کس طرح یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم ان غریب ملازمین کو جتنا ممکن ہے benefit اب پہنچائیں اور اس کے لئے کوشش کریں کہ ان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچایا جائے۔ اس لئے آپ اس قرارداد کو pending کروالیں اور اس کے بعد جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس کے مطابق اس کو لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور پھر اس قرارداد کو ترمیم کر کے لے آئیں، اس لئے اس قرارداد کو اس وقت تک pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم اس قرارداد کے حوالے سے وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت بلوچستان سے طلبہ کا ایک وفد سردار یعقوب ناصر جو سابق وفاقی وزیر اور پاکستان مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے صدر ہیں ان کی قیادت میں صوبائی اسمبلی پنجاب آئے ہیں۔ سردار صاحب اس وقت سپیکر گیلری میں موجود ہیں اور طلبہ اوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان کو اس ہاؤس کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بھی آپ کی طرح سردار یعقوب ناصر جو پاکستان مسلم لیگ (ن) بلوچستان کے صدر ہیں ان کی بڑی سیاسی خدمات ہیں۔ انھوں نے پچھلے دور آمریت میں جمہوریت کی خاطر بڑی جدوجہد کی ہے اور ان کے ساتھ جو طلبہ کا وفد آیا ہے ان کو حکومت پنجاب کی طرف سے بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم دوسری زیر التواء قرارداد کی طرف آتے ہیں جو حاجی ذوالفقار علی صاحب کی ہے۔ جی، حاجی ذوالفقار علی صاحب! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

صوبہ بھر کی جیلوں میں قید کی مدت پوری کرنے والے مقید افراد کی رہائی

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر ایسا جرمانہ جو سرکاری خزانہ میں جمع ہونا تھا، ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر ایسا جرمانہ جو سرکاری خزانہ میں جمع ہونا تھا، ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس قرارداد کو اگر یہ سرکاری خزانہ کی جگہ پر ''بحق سرکار'' کے لفظ سے amend کر دیں تو پھر میں اس کو oppose نہیں کرتا کیونکہ جو جرمانہ victim کے لواحقین کو بعض کیسوں میں ملنا ہوتا ہے تو وہ بھی پہلے سرکاری خزانے میں جمع ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر victim کے لواحقین کو عدالت کی طرف سے جرمانے کی رقم ملتی ہے اس لئے جو جرمانہ بحق سرکار جمع ہونا ہوتا ہے اس سے تو حکومت متفق ہے۔ ویسے بھی اس سلسلے میں قیدیوں کی بہت nominal سی تعداد ہے ورنہ باقی جو تقریباً 115 لوگ تھے جن کو عید کے موقع پر وزیراعلیٰ پنجاب نے خود اپنی جیب سے بھی اور سرکاری طور پر بھی جتنا ممکن ہو سکتا تھا تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپے کی رقم ادا کر کے تمام لوگوں کو رہا کروا دیا تھا لیکن اس میں چونکہ victim کے لواحقین کا حق آتا ہے، یہ حکومت کے اختیار میں نہیں ہے کہ اس پر compromise کرے اس لئے آپ اس کو اس طرح سے amend کریں کہ جو جرمانہ بحق سرکار جمع ہونا ہوتا ہے اس سے حکومت agree کرتی ہے باقی victim کے لواحقین کا تو وہ خود ہی چھوڑ سکتے ہیں یا معاف کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ ایک بہت اچھی تجویز ہے۔ آپ اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس قرارداد میں ترمیم کر کے اسے دوبارہ پیش کر دیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد pending کی جاتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
معزز رکن کا مقامی اخبارات میں خاتون ممبران اسمبلی کی تصاویر کی اشاعت پر استفسار

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور وہ معاملہ یہ ہے کہ ہمارے انتہائی قابل احترام صحافی بھائی بیٹھے ہیں۔ وہ ہماری خواتین ممبران جو کہ کافی محنت بھی کرتی ہیں اور معزز خواتین ہیں ان کی جس قسم کی تصاویر اخبارات میں لگا رہے ہیں وہ اس مقدس ایوان کے تقدس کے خلاف ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آج کے ایک بڑے اخبار میں ایک تصویر ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس پر آپ سے رولنگ چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو بھی خواتین یا جو بھی ہم ممبران آتے ہیں تو ہم 9 کروڑ عوام کے لئے بہتری چاہتے ہیں لیکن اس قسم کی تصاویر اخبارات میں کسی بھی معزز خاتون کی لگانا میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے تقدس کے خلاف ہے۔ ہم یہاں پر اس لئے آتے ہیں کہ لوگوں کے مسائل حل کریں لیکن خاص طور پر اس قسم کی تصاویر لگانے سے عوام کم از کم مجھ سے تو ضرور پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ صحافی ہمارے انتہائی محترم بھائی ہیں۔ یہ تھوڑا سا غور کر لیا کریں، خواتین محنت بھی کرتی ہیں، بڑی اچھی پارلیمنٹیرین بھی ہیں، سب کے ساتھ یہ ہو جاتا ہے اور پھر اس پر

عوام میں ہمارا جو حشر ہوتا ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا کوئی اچھا image بنے، آخر ہم کام بھی تو کرتے ہیں۔ آپ اس پر ruling دیں کہ کیا اس قسم کی تصویریں صحیح ہیں؟ یہ لگتا نہیں ہے کہ یہ اسمبلی کے ممبر کی تصویر ہے۔ ہمارے بھائی ہمارے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ویسے میرا اپنا خیال ہے کہ اس تصویر میں ہماری محترمہ اجلاس attend کر کے باہر آ رہی ہیں۔ ہمارے مرد حضرات جب وہ بھی اجلاس attend کرنے آتے ہیں تو ان کی تصویریں بھی آتی ہیں۔ اسی طرح خواتین کا بھی حق ہے کہ ان کی بھی تصویریں آئیں۔ اگر ان کی تصویر بھی آ گئی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی غلط بات ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اللہ نے آپ کو بڑا وسیع دل دیا ہے۔ اگر آپ اس تصویر کو پسند فرماتے ہیں کہ ہمارے ایوان کے ایک ممبر کی اس طرح کی تصویر چھپے تو میں اس کو واپس لیتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی بات رجسٹر ہو چکی ہے اور خواتین ممبران نے بھی یہ بات سن لی ہے۔

شیخ علاؤالدین: میری ایک عرض ہے کہ آپ اور میں دونوں لاہور سے ہیں لیکن آپ کی مسکراہٹ کچھ اور کہہ رہی ہے، زبان کچھ اور کہہ رہی ہے۔ شکریہ

(اذان ظہر)

جناب احمد حسین ڈیہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! ابھی جیل کے حوالے سے ایک قرارداد پیش ہوئی ہے تو میں اس موقع پر ایک اہم مسئلے کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دور میں آپ کو یہ معلوم ہے کہ نیب کے ذریعے سیاستدانوں کو جس طرح نشانہ بنایا گیا۔ پچھلے دنوں سندھ ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ دیا ہے جس کے مطابق نیب کے جو قیدی تھے۔۔۔ (شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House. پلیز! سارے ممبران سیدھے ہو کر بیٹھیں۔ جی، ڈیہر صاحب!

جناب احمد حسین ڈیہڑ: جناب سپیکر! پہلے ان کو rule کے مطابق ان کی چھٹیاں یا عید کی چھٹیاں ہوتی تھیں وہ ان میں minus نہیں کی جاتی تھیں۔ اب سندھ ہائی کورٹ نے ruling دی ہے جس پر انہوں نے فیصلہ کیا ہے اور اس میں چھٹیوں کو minus کر کے ان کو relief دے دیا گیا ہے۔ اس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر اعظم صاحب کی طرف سے intimations بھی نیب کو گئی ہیں اور نیب نے آئی جی صاحب کو letter بھیجا ہے کہ وہ واقعی سزائیں ختم ہو گئی ہیں اور ان کو relief دیا جائے۔ اس کے بعد ہوم ڈیپارٹمنٹ والوں نے نیب سے رابطہ کیا تو انہوں نے آگے ایسا جواب دیا ہے جس میں لگتا ہے کہ شاید وہ اس کے لئے agree نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی ایک قرارداد اگر ایوان کی طرف سے پیش کی جائے کہ نیب کے مظلوم جو قید میں ہیں اور ان کو چھٹیوں کا relief نہیں دیا جا رہا تو اس کے لئے ان کو relief دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی خدمت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ قرارداد لے کر آئیں اس کو دیکھ لیں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ اس معاملے کو لانا چاہتے ہیں تو proper طریقے کے مطابق لائیں تا کہ facts and figures بھی سامنے آسکیں کہ جن لوگوں کو آپ relief دینے کی بات کرتے ہیں تو آیا وہ relief کتنے لوگوں کو حاصل ہو گا اور اس کے کیا impacts ہوں گے؟

جناب سپیکر! میں شیخ علاؤالدین صاحب کی بات پر respond کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ کی تو ویسے عادت ہے کہ آپ مسکرا کر جواب دیتے ہیں اور انہوں نے آپ کی مسکراہٹ کو بھی otherwise interpret کر دیا۔ میری شیخ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ہم لوگوں کو کم از کم ان اقدار اور ان چیزوں کے لئے stand کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پریس ایک آئینہ ہے یہ جتنا شفاف ہو گا اتنا جلد یہ معاشرہ اور ملک آگے بڑھے گا۔ ہمیں بجائے ان کو suggest کرنے کے کہ آپ یہ نہ کریں، وہ نہ کریں بلکہ میں سلام پیش کرتا ہوں ان صحافیوں کو اور اس اخبار کو کہ جنہوں نے آج ایک بہت بڑے منصف کی بیٹی کی خبر دی ہے۔ اسی طرح سے ابصار عالم بھی ایک صحافی تھا جس

نے سپریم کورٹ کے سامنے کھڑے ہو کر حق بات کہی اور اس بات کی پروا نہیں کی کہ میرے خلاف توہین عدالت لگے گی یا میرے خلاف کوئی کارروائی ہو گی۔ میں شیخ علاؤالدین صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس حوالے سے سپیکر صاحب کی نظر میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے لیکن اگر آپ کی نظر میں کوئی بات ہے تو یہ خواتین ہماری معزز بہنیں ہیں ہم ان سے بات کر سکتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو اس طرف لے جانا کہ پریس یہ نہ کرے، وہ نہ کرے، یہ مناسب نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آج خواتین پر تشدد کا عالمی دن ہے۔ میں سمجھتی تھی کہ عورت پر گھر میں تشدد ہوتا ہے، عورت پر کھیتوں میں تشدد ہوتا ہے، مجھے نہیں پتا تھا کہ آج اس ایوان میں بھی تشدد ہو گا۔ جس طرح شیخ علاؤالدین صاحب نے اپنی بات کی ہے، یہ ہمارے بڑے بزرگ اور معزز رکن ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ ان کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ آج ایک گھنٹہ خواتین کو دیں کہ پچھلے ایک سال میں کتنی خواتین تشدد سے مریں، کتنی خواتین کو جلایا گیا، کتنی خواتین کے اوپر تیزاب پھینکا گیا اور کتنی عورتوں کے ساتھ زیادتی ہوئی؟ آج اس کا عالمی دن ہے اور اس موقع پر آج ہمیں موقع دیجئے کہ ہم اس پر بات کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست یہ ہے کہ آج بالکل ہی اس ایوان سے unrelated اور غلط بات کو اچھالا گیا ہے۔ میں اس ہاؤس میں بیٹھی ہوئی تمام خواتین کی طرف سے آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اس پوری بات کو کارروائی سے حذف کریں اور اس بات کو ختم کریں۔ آئندہ میں اپنے بھائیوں سے درخواست کروں گی کہ ایسی بات نہ کی جائے۔ اس تصویر میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، ایک خاتون نے چادر اوڑھی ہوئی ہے اور چلی آ رہی ہے۔ سب نے تصویر دیکھی ہے

لہذا آپ اس کو کارروائی سے حذف کریں۔ میرے خیال میں ہمارے تقدس کی خاطر آپ کے لئے یہ بڑا فیصلہ نہیں ہوگا۔

جناب خلیل طاہر سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر!۔۔۔

عورت اپنا آپ بچا لے تب بھی مجرم ہوتی ہے
عورت اپنا آپ گنوالے تب بھی مجرم ہوتی ہے

میں بھی خواتین بہنوں کے ساتھ ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی اس تصویر میں کوئی ایسی بات ہے۔ میں شیخ صاحب سے request کرتا ہوں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہاں پر ہر ممبر کو آزادی رائے ہے۔ اس میں انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا اور اس پر جو میں سمجھتا تھا بات ہو گئی ہے۔ اب اس بات کو یہیں پر ہی رہنے دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترم خاتون بالکل ٹھیک لباس میں ہیں، چادر بھی لی ہوئی ہے تو بات یہاں پر ختم ہو چکی ہے۔ اب ہم آج کے ایجنڈے کی قرار دادیں لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس بارے میں ویسے حیرت ہوئی ہے کہ ہمارے ہاؤس میں معزز خواتین اتنی بڑی تعداد میں بیٹھی ہیں تو آج اگر خواتین کا عالمی دن تھا تو یہ کل حکم فرماتیں یا آج صبح بھی بات کر لیتیں تو آج کے دن ہمیں اس مقصد کے لئے ٹائم بالکل رکھنا چاہئے تھا تاکہ اس پر تمام خواتین بات کر سکیں۔ لیکن آج جبکہ یہ بات یاد نہیں تو چلو دیر آید درست آید اور اب بھی گورنمنٹ اس مقصد کے لئے تیار ہے کہ آنے والے دنوں میں جب یہ

اجلاس چلے گا اور اس مقصد کے لئے آپ ٹائم رکھنا چاہیں تو ہم اس کو concede کرنے کے لئے تیار ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

قراردادیں

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی قرارداد چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری عبداللہ یوسف، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت زراعت اور کاشتکار نمائندوں کو شامل کرنے کا مطالبہ

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"صوبائی حکومت/ وفاقی حکومت زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت صوبوں کے زمینداروں، کاشت کاروں اور ایوان زراعت کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ مشورہ کر کے قیمتیں مقرر کی جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی حکومت/ وفاقی حکومت زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت صوبوں کے زمینداروں، کاشت کاروں اور ایوان زراعت کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ مشورہ کر کے قیمتیں مقرر کی جائیں۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قراداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی حکومت/ وفاقی حکومت زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت صوبوں کے زمینداروں، کاشت کاروں اور ایوان زراعت کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ مشورہ کر کے قیمتیں مقرر کی جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! قرارداد پیش ہونے سے پہلے میں صرف ایک منٹ لوں گا کہ ہماری معزز خواتین ممبران نے ابھی بات کی ہے تو میں نے یہ تمام معاملہ ان کی بہتری کے لئے اٹھایا تھا اور اگر انہیں یہ بات بُری لگی ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس میں کیا برائی تھی؟ میں نے ان کی عزت کے لئے اٹھایا تھا کہ یہ جس قسم کی تصاویر ہیں تو یہ اتنی محنت کرتی ہیں، اچھی پارلیمنٹیرین ہیں تو ان کی یہ تصویریں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایک معاملہ ختم ہو گیا ہے اور شیخ صاحب نے اسے پھر شروع کر دیا ہے۔ پلیز انہیں کہیں کہ یہ تشریف رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اپنی قرارداد پیش کریں۔

پی ٹی سی ایل کی نجکاری کی تحقیقات

شیخ علاؤالدین: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پی ٹی سی ایل کی نجکاری کے عمل کے بارے میں شکوک وشبہات دور کرنے کے لئے ضروری تحقیقات

کروائی جائیں۔ نیز یہ کہ 29۔ ارب روپے سالانہ منافع کمانے والا ادارہ کس طرح صرف 18۔ارب روپے میں بیچا گیا تھا۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پی ٹی سی ایل کی نجکاری کے عمل کے بارے میں شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے ضروری تحقیقات کروائی جائیں۔ نیز یہ کہ 29۔ ارب روپے سالانہ منافع کمانے والا ادارہ کس طرح صرف 18۔ارب روپے میں بیچا گیا تھا۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پی ٹی سی ایل کی نجکاری کے عمل کے بارے میں شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے ضروری تحقیقات کروائی جائیں۔ نیز یہ کہ 29۔ ارب روپے سالانہ منافع کمانے والا ادارہ کس طرح صرف 18۔ارب روپے میں بیچا گیا تھا۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی قرارداد محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

قرآن پاک کی غیر معیاری طباعت کرنے والوں کے خلاف اقدامات

محترمہ نسیم لودھی: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ قرآن پاک کی طباعت متعلقہ قانون میں طے شدہ معیار پر کرائی جائے اور غیر معیاری کاغذ پر طبع شدہ قرآن پاک کے نسخے غیر ممالک کو ایکسپورٹ نہ کئے جائیں اور اس سلسلہ میں خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

''صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ قرآن پاک کی طباعت متعلقہ قانون میں طے شدہ معیار پر کرائی جائے اور غیر معیاری کاغذ پر طبع شدہ قرآن پاک کے نسخے غیر ممالک کو ایکسپورٹ نہ کئے جائیں اور اس سلسلہ میں خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔''

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کی مخالفت نہیں کرتا لیکن ایک بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ایکسپورٹ کا معاملہ وفاقی حکومت سے متعلق ہے اور اس سلسلے میں محکمہ پہلے ہی وفاقی حکومت کو لکھ چکا ہے اور اب یہ قرارداد بھی وفاقی حکومت کو بھیج دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے تو اب سوال یہ ہے کہ:

''اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو اس امر کی سفارش کرے کہ قرآن پاک کی طباعت متعلقہ قانون میں طے شدہ معیار پر کرائی جائے اور غیر معیاری کاغذ پر طبع شدہ قرآن پاک کے نسخے غیر ممالک کو ایکسپورٹ نہ کئے جائیں اور اس سلسلہ میں خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔''

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ چوتھی قرارداد محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔ تشریف نہیں رکھتیں تو اس ایوان کی کیا رائے ہے کہ اسے pending کیا جائے یا dispose of کیا جائے؟

آوازیں: اسے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اس ایوان کی رائے ہے کہ اسے pending کیا جائے تو اسے pending کیا جاتا ہے اور پانچویں قرارداد محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ وہ پیش کریں۔

ضلعی سطح پر ہیپاٹائٹس کی لیبارٹریاں اور ادارہ کا قیام

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ہر ضلع کی سطح پر ہیپاٹائٹس کی مکمل لیبارٹری اور وارڈ قائم کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ہر ضلع کی سطح پر ہیپاٹائٹس کی مکمل لیبارٹری اور وارڈ قائم کئے جائیں۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ہر ضلع کی سطح پر ہیپاٹائٹس کی مکمل لیبارٹری اور وارڈ قائم کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم عام بحث ہے۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! کل رانا صاحب سے بھی استدعا کی تھی اور ابھی آپ سے بھی استدعا کی ہے کہ زرعی انکم ٹیکس کے بارے میں، میں نے آج صبح قرارداد جمع کروائی ہے تو اسے ایوان میں پیش کرنے کی اجازت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ہی زراعت پر بحث کے لئے کل کا دن رکھا ہوا ہے تو rules کے مطابق صرف پرائیویٹ ممبرز ڈے کی ہی کارروائی ہو سکتی ہے تو کل آپ اس کو رکھ لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آج چونکہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے تو یہ قرارداد بھی آج کے دن لے لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل جب زراعت کے لئے ایک دن رکھا ہوا ہے تو پھر آپ اس پر بات کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آج آخری دن ہے اور کل کا دن تو کوئی نہیں ہے۔ آج کے لئے رکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس بارے میں باقاعدہ بحث ہوئی تھی اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ وہ دن کل کا ہے اور کل زراعت پر بحث ہوگی اور آج کا ایجنڈا دوسرا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! کل انہوں نے آج کے لئے pending کیا تھا تو یہ کل والی بات دہرائی جا رہی ہے۔ کل یہ فیصلہ ہوا تھا کہ tomorrow زراعت پر بحث ہوگی اور اس میں یہ قرارداد پاس ہوگی۔ کل یہ طے ہو گیا تھا کہ کل یہ قرارداد آنی ہے اور ویسے بھی آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے میں نے یہ قرارداد جمع کرادی ہے اس پر 811 نمبر بھی لگ گیا ہے۔ اس میں صرف قرارداد پیش کرنی ہے اور پھر آپ ہاؤس کی رائے لے لیں، اگر ہاؤس اجازت نہیں دیتا تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! آپ میری بات سنیں کہ اس میں ایک decision ہو چکا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اس پر کیا decision ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات کا جواب راجہ ریاض صاحب دے رہے ہیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں یہاں پر بڑے واضح الفاظ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میرے محترم بھائی کلو صاحب جو قرارداد لانا چاہتے ہیں میں اس قرارداد کے آنے سے پہلے وفاقی حکومت کی طرف سے واضح الفاظ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کسی قسم کا کوئی زرعی ٹیکس نہیں لگایا جا رہا ہے۔ یہ ایک سازش ہے، یہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کے خلاف ایک پراپیگنڈہ ہے۔ میں یہاں دوسری بات یہ بھی واضح کر دوں کہ وفاقی حکومت زرعی ٹیکس لگانے کی مجاز ہی نہیں ہے۔ یہ کوئی issue ہی نہیں ہے اگر کبھی کوئی ایسی بات ہوئی تو وہ صرف صوبائی حکومت کر سکتی ہے۔

ابھی ہماری نئی حکومت establish ہو رہی ہے۔ میں اپنے تمام معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ ہمارے خلاف، اس پورے ہاؤس کے خلاف ایک سازش کی جا رہی ہے کہ یہ establish نہ ہو، جو issue بنایا گیا ہے یہ کوئی issue ہی نہیں ہے، صرف اس کو بار بار اچھالا جا رہا ہے اور وفاقی حکومت کے خلاف سازش کی جا رہی ہے۔ میں اپنے صحافی بھائیوں، اس معزز ہاؤس، پنجاب اور پاکستان کے عوام کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ کسی قسم کا کوئی زرعی ٹیکس I.M.F کے تحت نہیں لگایا جا رہا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ I.M.F سے جو قرضہ لیا گیا وہ ہم نے اپنی شرائط پر لیا ہے اور ان شرائط کا کسی قسم کا عوام پر بوجھ نہیں ہے۔ یہ ایک جمہوری حکومت ہے، ہم اس کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ جو معزز اراکین ہیں ہمیں لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے کافی وقت درکار ہوتا ہے اس لئے کافی چیزوں کو دیکھنے کا موقع نہیں ملتا۔ یہ بات وفاقی حکومت سے کسی خبر کی بنیاد پر چلی ہے اس لئے یہاں پر بھی کافی ابہام پایا جاتا ہے۔ معزز ممبران نے اس پر دو روز قبل کافی heated speeches بھی کی ہیں کہ ہم کسی قیمت پر بھی وفاقی حکومت کو زرعی ٹیکس لگانے نہیں دیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو جیسے یہاں پر ناظم حسین شاہ صاحب نے کہا تھا کہ میں تو جان کی بھی قربانی دے دوں گا لیکن یہ ٹیکس نہیں لگنے دوں گا۔ میرے پاس Constitution کی book ہے اس کا شیڈول۔IV ہے، اس میں Legislative List ہے، Federal Legislative List کے نمبر 47 پر ہے اور یہ وہ taxes ہیں جو وفاقی حکومت لگا سکتی ہے، جن پر حکومت legislation کر سکتی ہے۔ اس میں بڑا واضح طور پر ہے income tax other than agriculture tax یعنی زرعی ٹیکس وفاقی حکومت لگا ہی نہیں سکتی۔ اس کی Legislative List پر یہ ہے کہ وفاقی حکومت تو یہ ٹیکس لگا ہی نہیں سکتی اگر لگانا ہوا تو یہ معزز ہاؤس اور یہاں جو ممبران کی رائے ہے وہی in power ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات out of question ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں معزز لیڈران کی بات سے اتفاق کرتا ہوں جو بات راجہ ریاض صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب نے ارشاد فرمائی لیکن میں تھوڑی سی یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ راجہ ریاض صاحب نے جذباتی ہو کر یہ کہا ہے کہ یہ ہمارے خلاف سازش ہو رہی ہے اور ہماری حکومت کو گرانے کے لئے یہ سارا کچھ ہو رہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہاں اس فورم سے انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ کسی قسم کی کوئی سازش اس حکومت کے خلاف نہیں ہو رہی بلکہ ہم ان کا coalition ہیں اور جو ہماری لیڈرشپ کی پالیسی ہے اس کے تحت ہم ان کی گورنمنٹ کو support کر رہے ہیں اور support کریں گے۔ دوسری قرارداد کی بات کہ یہ کہاں سے شروع ہوئی؟ یہ قرارداد جب پریس نے leak کی تو اس خبر سے یہ بات چلی اور اس پر discussion ہونا شروع ہوئی۔ اس سلسلے میں بالکل صحیح فرما رہے ہیں کہ وفاقی حکومت کی طرف سے پالیسی سٹیٹمنٹ بھی آ گئی ہے اور محترمہ حنا ربانی کھر نے سٹیٹمنٹ دے دی ہے کہ ہم قطعاً زرعی ٹیکس نہیں لگانا چاہتے۔ یہ بھی درست ہے کہ شیڈول۔II جو رانا صاحب نے پڑھا ہے اس میں income tax other than agriculture tax ہے چونکہ یہ بات چلی ہے لہذا یہ ہاؤس اور ہم اراکین اسمبلی اپنا ردعمل دینا چاہتے ہیں اور ردعمل دینے کے لئے میں ایک قرارداد لایا ہوں۔ اس میں میرے ساتھ احمد خان بلوچ شامل ہیں اور سارے لوگ شامل ہیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ صرف زمینداروں کے لئے discussion ہے، میں آپ کو گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس دن کھیت ویران ہو گئے اور پیٹ میں کچھ نہیں جائے گا تو پھر ہم بلبلا اٹھیں گے۔ یہ پنجاب کا ہی نہیں بلکہ پاکستان کی معیشت کا مسئلہ ہے اس لئے میں یہ قرارداد لایا ہوں، پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لایا ہوں اور according to rules and procedure لایا ہوں۔ میری اس قرارداد کو کوئی سختی سے اور زبردستی نہیں روک سکتا۔ اس قرارداد پر آپ ووٹنگ کرا لیں اور مجھے پڑھنے کی اجازت دیں۔ اگر ایوان مجھے پڑھنے کی اجازت دیتا ہے تو میں یہ پڑھوں گا لیکن اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ دھونس اور دھاندلی کے ساتھ ہم یہ قرارداد روک لیں گے تو وہ لوگ اس دھونس اور دھاندلی کے ساتھ انکم ٹیکس لگائیں گے اور ہم ان کا راستہ روکیں گے، ان کے راستے میں کھڑے ہوں گے اور وہی ناظم حسین شاہ والی بات کہ ہمیں الٹا بھی لٹکا دیں تو یہ زرعی انکم ٹیکس ہم نہیں دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کلو صاحب میرے انتہائی قابل احترام ہیں میں جذباتی نہیں ہوا، کلو صاحب جذباتی ہو گئے ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ قرارداد لانے میں کوئی حرج نہیں، یہ ایک نہیں بے شک ہر روز قرارداد لے آئیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اصل میں یہ issue ہی نہیں ہے۔ دوسرا میں نے یہ بات ہرگز نہیں کی کہ یہ ہمارے خلاف سازش کر رہے ہیں یا مسلم لیگ (ن) سازش کر رہی ہے۔ میں نے تو یہ کہا کہ ہماری حکومت جس میں مسلم لیگ (ن) بھی شامل ہے، جس میں پاکستان پیپلز پارٹی بھی شامل ہے، جو موجودہ حکومت ہے چاہے یہ صوبائی ہو یا قومی ہو کچھ ایسی طاقتیں ہیں، میں بحث میں نہیں پڑنا چاہتا، ابھی آمریت کے سائے حکومت پر موجود ہیں اور وہ سائے یہ چاہتے ہیں کہ ہم stable نہ ہوں۔ میں یہاں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے مسلم لیگ (ن) کا ذکر نہیں کیا، یہ تو ہمارے alliance میں ہیں اور ہم اکٹھے ہیں۔ میں نے ان طاقتوں کو جو آمریت کے سائے میں پلتی ہیں اور آمریت کے سائے میں یہ نعرے لگاتی ہیں کہ ہم مشرف کو دس مرتبہ بھی وردی میں کامیاب کرائیں گے۔

معزز اراکین حزب اختلاف: No, no, (شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talking دیکھیں، بات بڑی سیدھی سی ہے کہ جب آپ بولتے ہیں we make sure کہ ادھر سے کوئی بات نہ ہو۔ آپ بات سن لیں، جب آپ کی باری آئے گی پھر آپ بات کر لیں۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پرویز مشرف نے کہا تھا کہ یہ وردی میری کھال ہے، اس کی کھال تو اتر گئی ہے لیکن ابھی اس کے اثرات باقی ہیں اور ان اثرات کے تحت موجودہ حکومت کے تحت ہر وقت یہ سازش ہوتی رہتی ہے۔ ہم سب جو اس ہاؤس میں موجود ہیں مل کر ان سازشوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ قرارداد لانے میں حرج نہیں ہے لیکن میں نے وفاقی حکومت سے بات کی ہے، میں نے وفاقی وزیر خزانہ سے بات کی ہے اور یہاں جو میں نے سٹیٹمنٹ دی ہے ایسے ہی نہیں دے دی۔ میں نے ان سے پوری معلومات حاصل کرنے کے بعد پنجاب کی طرف سے،

وفاق کی طرف سے اور اس کے بعد لاء منسٹر نے بھی قانون کے تحت بات بتادی ہے۔اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر ہم یہ قرارداد لائیں گے تو وہ قوتیں جنہوں نے اس قسم کی افواہوں کی فیکٹری لگائی ہوئی ہے انہیں تقویت ملے گی۔ کلو صاحب میرے قابل احترام بھائی ہیں، میں ان سے گزارش کروں گا کہ جو لوگ نہ صرف ہمارے بلکہ ہمارے الائنس کی حکومت کے خلاف سازش کر رہے ہیں ہمیں ان کا آلہ کار نہیں بننا چاہئے بلکہ ہمیں تو ان کا منہ توڑنے کے لئے ان کا مقابلہ کرنا ہے۔اگر ہم ان کے آلہ کار بنیں گے تو اس میں ہم سب کا نقصان ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ کافی دیر سے نجف سیال صاحب ٹائم مانگ رہے تھے۔جی، نجف سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میرے پیارے بھائی کلو صاحب نے یہ کہا ہے کہ مسلم لیگ، پیپلز پارٹی حکومت کی support کر رہی ہے تو میں اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہا تھا۔ وہ اس موقع کی بات تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! پھر چھوڑ دیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ(ن)، پیپلز پارٹی کی حکومت کی کہاں support کر رہی ہے بلکہ وفاق میں ڈٹ کر مخالفت کر رہی ہے لہذا وارث کلو صاحب یہ الفاظ واپس لے لیں اور پنجاب میں تو (ن) لیگ کی حکومت ہے اور پیپلز پارٹی ان کی support کر رہی ہے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے آپ بات کر لیں پھر میں لنگڑیال صاحب کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ابھی جو discussion ہو رہی ہے میں اس پر یہ پوچھنا چاہوں گا کہ حکمران اتحاد کب واضح کرے گا کہ نیشنل اسمبلی میں قائد حزب اختلاف بھی یہی ہیں، حکومت بھی ان کی ہے اور یہاں پر بھی ان کی ہی coalition ہے؟ یہ حکمران اتحاد کبھی اپوزیشن اور کبھی حکومت کا روپ

دھار لیتے ہیں۔ یہ حکمران اتحاد صرف عوام کے ساتھ منافقت کر رہا ہے جب تک ہم اس معزز ایوان میں یہ clear نہیں کر دیتے اس وقت تک اس ملک کا پہیہ آگے نہیں چلے گا اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ کل کی کارروائی سورۃ النساء کی آیت نمبر 145 سے شروع کی جائے جس کا ترجمہ یہ ہے ''منافقین دوزخ کے سب سے نچلے درجے پر ہیں اور وہاں پر ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔'' بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لنگڑیال صاحب!

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! میں ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ list of business کے مطابق کل زراعت پر عام بحث رکھی گئی ہے۔ اگر ساری باتیں آج ہو جائیں گی تو پھر ہم کل کیا کریں گے؟ میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کی موجودگی میں نوانی صاحب نے بڑا clear کیا تھا کہ ان کی وفاقی وزیر زراعت گوندل صاحب سے بات ہوئی ہے اور انھوں نے کہا کہ کسی بھی صورت میں زرعی انکم ٹیکس نہیں لگے گا۔ اس کے بعد وزیر خارجہ نے سٹیٹمنٹ دی پھر حنا ربانی کھر نے قومی اسمبلی میں یہ واضح کر دیا کہ زرعی انکم ٹیکس نہیں لگے گا۔ لہذا میں کہتا ہوں کہ جو issue ختم ہو چکا ہے اسے دوبارہ چھیڑنے یا اس پر قرارداد لانے یا اس پر discussion کر کے اس ہاؤس کا ٹائم برباد کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم آج کے ایجنڈے پر بات کریں۔ کل جب زراعت پر بات ہوگی تو ہم سب خاص طور پر پیپلز پارٹی کے لوگ یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر زرعی انکم ٹیکس لگے گا تو بلا تفریق پورے پنجاب کے ایم پی ایز سراپا احتجاج بن جائیں گے۔ میرے خیال میں اس بات کے بعد کسی کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ قرارداد لائے یا کوئی اختلافی بات کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بلوچ صاحب! چنیوٹی صاحب! میں سب کو ٹائم دوں گا لیکن میں نے ذرا preference دیکھنی ہے اس حساب سے ٹائم دے رہا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کاشتکار کے issue پر یہ ایوان پارٹیوں میں کیوں تقسیم ہو گیا ہے؟ یہ نہ صرف کاشتکار کا مسئلہ ہے بلکہ پورے پنجاب کی عوام کا مسئلہ ہے۔ اس کی روزی کا مسئلہ ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس سے حکومت کو اتنا بڑا دھچکا کیوں لگ رہا ہے ؟ راجہ

صاحب نے کہا ہے کہ اس قرار داد سے سازشیں ہو رہی ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس قرار داد سے خدانخواستہ حکومت کو کیا ہو جائے گا؟ اگر یہ قرار داد پاس کرنے سے ہمارا خطرہ ٹل جائے گا یا پنجاب کی عوام یہ سوچے گی کہ وہاں ہمارے کاشتکار نمائندے ہمارا مطالبہ اور ہمارا مقصد پیش کر رہے ہیں لیکن اس پر اتنا high level پر سوچا گیا ہے کہ یہ حکومت کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ اس میں سازش نہیں ہے بلکہ یہ کاشتکار کی روزی کا مسئلہ ہے اس میں بحث ہو چکی ہے، فیصلہ ہو چکا ہے۔ رانا صاحب نے یہ بات کہی تھی کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور اگر آپ اس دن زراعت کے متعلق قرار داد دینا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، بے شک آپ لائیں اور ہم پاس کر دیں گے۔ لہذا اس میں تو کوئی جھگڑے کی بات نہیں ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اس کو اتنا کیوں اچھالا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ زرعی ٹیکس نہیں لگے گا۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے بغیر زرعی ٹیکس نہیں لگ سکتا لیکن زرعی انکم ٹیکس وفاقی حکومت لگائے گی، وہ پنجاب نہیں لگائے گا۔ اس سے متعلق نہ تو مرکز اور نہ ہی صوبے سے کوئی surety آئی۔ آج بھی شہزادی عمر زادی صاحبہ نے بات کی ہے کہ وفاقی حکومت زراعت پر 18 فیصد ٹیکس لگا رہی ہے۔ خدا کرے وہ غلط ہو اور ٹیکس نہ لگے۔ ہمارا صدر بھی بہت بڑے کسان طبقے سے ہے، ہمارا وزیر اعظم بھی کسان طبقے سے ہے، امید ہے کہ وہ کاشتکاروں کے مفادات کے بارے میں ضرور سوچیں گے لیکن یہ قرار داد پاس کرنے سے کسی کو کیا تکلیف ہے؟ کاشتکار کو کیوں شک و شبے میں ڈالتے ہیں کہ نیت خراب ہے اس لئے قرار داد ہاؤس میں نہیں آنے دیتے۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ راجہ صاحب خود بھی ایک بہت بڑے کاشتکار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں ان کی توجہ اخبار کی اس خبر کی طرف دلانا چاہوں گا کہ

"پراپرٹی ڈیلروں اور دو لاکھ کی زرعی آمدنی پر ٹیکس ضرور وصول کیا جائے گا" شوکت ترین"۔پھر اخبار کی خبر ہے "وفاقی وزیر حنا ربانی کھر صاحبہ کہتی ہیں کہ ٹیکس نہیں لگے گا لیکن ان کے چیف ایڈوائزر اکنامک شوکت ترین کا بیان ہے اور یہ اخبار میں چھپا ہوا ہے۔اس کی وضاحت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جب کل اس پر بحث ہوتی ہے تو ان تمام معاملات کی وضاحت ہو جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بالکل واضح پوزیشن ہے لیکن میرے خیال میں بلوچ صاحب نے جو بات کی ہے اس سے دوبارہ ابہام سامنے آیا ہے۔جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ taxes on income other than agriculture income وفاقی حکومت تو زرعی انکم ٹیکس لگا ہی نہیں سکتی، یہ تو اس کی jurisdiction میں نہیں آتی۔ ممکن ہے شوکت ترین صاحب نے بیان نہ دیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر انھوں نے بیان دیا ہے تو یہ چیز ان کے علم میں نہ ہو۔آج سے دو دن پہلے یہ بات میرے علم میں بھی نہیں تھی۔یہ آئین کی کتاب ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ زرعی انکم ٹیکس وفاقی حکومت نہیں لگا سکتی اس لئے میں اپنے بھائیوں بلوچ صاحب، کلو صاحب اور شیخ علاؤالدین صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ اس بات کو چھوڑیں چونکہ اس میں بڑی واضح پوزیشن ہے کہ وفاقی حکومت زرعی انکم ٹیکس نہیں لگا سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بغیر کسی جذبات کے بات کر رہا ہوں، جیسے باقی پارٹیوں کا موقف ہے میرا موقف بھی وہی ہے لیکن میں دو باتیں عرض کر رہا ہوں جو انٹرنیشنل اور ہمارا پریس کر رہا ہے۔ ہمیں یہ معاملہ اس طریقے سے discuss نہیں کرنا چاہئے۔یہاں پر اور دوست بھی جانتے ہوں گے کہ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف میں یہ discussion ہو رہی ہے، میرے پاس کٹنگ بھی موجود ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ان کی اسمبلیوں میں feudals بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اپنے اوپر ٹیکسز نہیں لگنے دیں گے اور انھوں نے باقاعدہ پنجاب اسمبلی کا حوالہ دیا ہے جبکہ وفاقی حکومت یہ کہتی ہے کہ ہم کوئی ٹیکس نہیں لگا رہے لہذا ہمیں اس وقت اس معاملے کو زیادہ نہیں اچھالنا چاہئے۔میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا

ہوں کہ ہمیں ٹھنڈے دل سے ذرا یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ہماری حکومت ہر جگہ گئی ہے لیکن کسی نے ایک ہزار ڈالر دینے کا بھی وعدہ نہیں کیا۔ ہمیں یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ امریکہ نے ایک ٹیلی فون کال پر چار مسلمان ملکوں سے 290 بلین ڈالرز لئے ہیں۔ ہم آج بھی اپنی مرضی کا اسلام لئے پھرتے ہیں سعودی عرب نے 120۔ارب ڈالر دیا ہے۔ U.A.E نے 70۔ارب ڈالر، قطر نے 60۔ارب ڈالر اور کویت نے 50۔ارب ڈالر دیا ہے اور ہم اپنے friends ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ خدا کے لئے ہمیں ایوان میں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے تو میں ایمان سے اس وقت اندر سے رو رہا ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ ہماری حکومت کو اس وقت کیسے مسائل کا سامنا ہے۔ ہمارے حالات اتنے عجیب ہیں، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کسی نے کوئی پیسا I.M.F سے خوشی سے نہیں لیا۔ جن بنیادوں پر پیسا لیا جا رہا ہے مجھے یہ بھی پتا ہے کہ یہ ملک کے لئے اچھا نہیں ہے۔ انھوں نے جو conditions لگائی ہیں مجھے وہ بھی معلوم ہیں لیکن ہماری حکومت کے پاس اس کا کوئی دوسرا حل نہیں تھا۔ اگر ہم یہ معاملات اس اسمبلی میں بار بار اٹھائیں گے تو یہ ہمارے ملک کے لئے بہتر نہیں ہوگا۔ آئی۔ایم۔ایف والوں نے تو پہلے ہی یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ان کے ہاں feudals بیٹھے ہوئے ہیں جنھوں نے کوئی ٹیکس نہیں دینا۔ وہاں جو ایک اور بات ہوئی ہے میں وہ بھی بتانا چاہتا ہوں، اس حوالے سے میں آپ کی خدمت میں کل cutting بھی پیش کر دوں گا۔ انھوں نے کہا ہے کہ یہ لوگ اپنے rural areas سے پیسا کما کر شہروں کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ ان کو کم از کم یہ کہا جائے کہ جو یہ rural areas سے پیسا کماتے ہیں وہ وہیں لگائیں۔ جب ہماری وفاقی حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم ٹیکس نہیں لگا رہے تو پھر ہم اس معاملے کو کیوں اچھالتے ہیں؟ میں آپ کو ایک اور بات بتا دوں کہ جو چھوٹے 12/14/15 ایکڑ کے کاشت کار ہیں ان پر تو ویسے ہی ٹیکس نہیں لگ سکتا۔ ایک تیسری بات میں آپ کو آج بتا دوں کہ جو لوگ بزنس کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی زرعی آمدنی بھی ہے، وہ زمیندار بھی ہیں تو ان کی آمدنی club کر کے بیس سالوں سے ان سے ٹیکس لیا جا رہا ہے۔ میں خود زرعی آمدنی پر ٹیکس دے رہا ہوں، انکم ٹیکس دے رہا ہوں اس لئے ہم بار بار یہ بات نہ کریں۔ جب وفاقی حکومت یہ ٹیکس لگائے گی تو اس کے لئے آئینی ترمیم آئے گی لیکن اس حوالے سے جتنی ہم اس ایوان میں بات کرتے ہیں وہ ہم اپنے ملکی مفاد کے خلاف کرتے ہیں تو میری آپ سب

بھائیوں سے گزارش ہے کہ جب ہمیں وفاقی حکومت کہہ رہی ہے کہ زرعی ٹیکس نہیں لگایا جا رہا تو اس بات کو مان لینا چاہئے۔ ہمیں اس وقت جن مسائل کا سامنا ہے، ہمارا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ ہمیں کسی نے کچھ نہیں دیا۔ China ہمارا سب سے بڑا business partner ہے میں آج آپ کے سامنے کہتا ہوں کہ ہماری کاٹن انڈسٹریز کو اس China نے تباہ کر دیا ہے لیکن آج اس نے ہمیں ایک روپیہ نہیں دیا۔ ہمیں سعودی عرب نے ایک روپے کا ادھار تیل نہیں دیا۔ خدا کے لئے ہم اپنے آپ کو سمجھیں۔ ہمارا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔ ہمیں خود اپنے آپ کو سنبھالنا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نجف عباس سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: شیخ صاحب! میں آپ کی تصحیح کر دوں کہ China ہمیں 50 کروڑ ڈالر دے رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: China جیسے ملک کے لئے پچاس کروڑ ڈالرز کیا معنی رکھتے ہیں، جناب! آپ کیا بات کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نجف عباس سیال صاحب! آپ پلیز، چیئر کو مخاطب کریں۔ آپ چیئر کو مخاطب کر کے بات کریں، ان سے مخاطب ہو کر بات نہ کریں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! شیخ صاحب ہمارے محترم ہیں۔ پہلی بات یہ feudals کی کر رہے ہیں۔ میں ان کو یہ کہتا ہوں کہ مجھے یہ پنجاب میں سے پچاس آدمیوں کے نام دے دیں جو کہ feudals ہیں۔ جس کی پہلے چالیس مربعے زمین تھی ان کے پانچ پانچ بیٹے ہیں اور اب وہ پانچ پانچ، چھ چھ مربعے پر آ گئے ہیں۔ میں وضاحت کر دوں کہ اب پنجاب میں feudal کوئی نہیں رہا۔ اب میں دوسری بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے ابھی کہا ہے کہ China نے ایک روپیہ بھی نہیں دیا۔ China ہمارا دوست ملک ہے، ہماری foreign policy بہت اچھی جا رہی ہے۔ اس نے ہمیں پچاس کروڑ ڈالرز دیئے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ مزید بھی دے گا اور ہماری امریکہ کے مقابلے میں مدد کرے گا۔ انھوں نے کہا تھا کہ ایک روپیہ بھی نہیں آیا تو میں نے اس کی وضاحت کی ہے۔ ایک روپیہ اور پچاس کروڑ میں بہت فرق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک وضاحت آپ feudals کے بارے میں بھی کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: میں ان کو feudals کے نام بتا دیتا ہوں تو پھر کیا یہ resign کریں گے؟

جناب نجف عباس خان سیال: تو آپ بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کے واسطے ہمیں آنکھیں کھولنی چاہئیں۔ ہم ساڑھے تین ارب ڈالر کا سامان صرف انڈیا سے منگوا رہے ہیں۔ ہم پھول منگوا رہے ہیں، ہم طبلے سارنگیاں منگوا رہے ہیں، ہم imported گوشت منگوا رہے ہیں، ہم imported fish منگوا رہے ہیں۔ جب ہمارے لوگ باہر پیسا لینے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ تمھاری imported list تو یہ ہے۔ میرا ان سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے۔ میں صرف قوم کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے آنکھیں کھولیں۔ ہمارے حالات بڑے عجیب ہیں، ہمارا crude oil کا بل کہاں سے کہاں چلا گیا ہے۔ ہم نے 15۔ارب ڈالر کی domestic گاڑیاں import کر لی ہیں جن کے لئے اربوں روپے کے parts اور تیل آ رہا ہے۔ خدا کے لئے ہم اپنے آپ کو سنبھالیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! تشریف رکھیں، ابھی سینئر منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری اور رانا ثناء اللہ صاحب کی statement کے بعد بھی اس حوالے سے بات کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ میرے قابل احترام بھائی ایک ایسے حوالے سے بات کر رہے ہیں جو کہ کوئی issue ہی نہیں ہے۔ مسئلہ ہی نہیں ہے، کوئی خطرہ ہی نہیں ہے اس لئے خواہ مخواہ بات کو بڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا البتہ نقصان ضرور ہوگا۔ میں نے اپنی statement میں یہ کہا تھا کہ ہمیں اقتدار نہیں ملا بلکہ کانٹوں کی سیج ملی ہے اگر میں تھوڑا سا ماضی کی طرف جاتا ہوں تو میرے بھائی برا مناتے ہیں لیکن ہم نے بد ترین حالات میں ملک کو سنبھالا ہے۔ میں شیخ صاحب سے تھوڑا سا اتفاق نہیں کرتا کہ وہ جو مایوسی کی picture دکھا رہے ہیں وہ مناسب نہیں ہے۔ اگرچہ حالات اچھے نہیں ہیں، میں یہ مانتا ہوں لیکن ہم نے ذمہ داری لی ہے اور اس

کو نبھائیں گے۔ ایوب خان کے مارشل لاء کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی نے پاکستان کو کندھا دیا، ضیاء الحق کے مارشل لاء کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی نے ملک کو کندھا دیا اور آج جنرل مشرف کی حکومت کے بعد کندھا پھر پاکستان پیپلز پارٹی ہی کا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی جان دے کر اس ملک کو کندھا دیا ہے۔ ہم اس پاکستان کے ذمہ دار ہیں، ہم اس پاکستان کو مضبوط کریں گے۔ حالات برے ہیں لیکن مایوسی نہیں ہے۔ پوری قوم سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ان حالات کو ٹھیک کریں گے۔ ہم friends of Pakistan، چین، سعودی عرب اور دوسرے اسلامی ممالک کے ساتھ بات کر رہے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے وفاق میں اپنا کندھا پیش کیا ہوا ہے، ذمہ داری قبول کی ہوئی ہے۔ ہمارے قائد جناب آصف علی زرداری صاحب، ہمارے وزیر اعظم، یوسف رضا گیلانی صاحب اور پوری وفاقی حکومت ان حالات کو ٹھیک کرنے کے لئے سرگرم ہے۔ میں آخر میں اپنے پورے ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ کے تعاون اور مہربانی سے پاکستانی عوام نے ہم پر جو اعتماد کیا ہے ہم اس پر پورا اتریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! تشریف رکھیں، چیمہ صاحب! پہلے دو باتیں میں کر لوں پھر آپ کو floor دیتا ہوں۔ اللہ رکھا صاحب! پلیز بیٹھیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ جس طرح لنگڑیال صاحب نے پڑھ کر سنایا ہے کہ کل کے لئے زراعت پر بحث رکھی ہوئی ہے۔ کلو صاحب کی قرارداد کے بارے میں وزیر قانون صاحب نے on the floor of the House کہا ہے کہ کل ہم اس کو بالکل take up کریں گے۔ جب take up کریں گے تو اس پر بحث بھی ہو گی اور جو ممبران اس پر بات کرنا چاہتے ہیں ان کو موقع بھی دیا جائے گا۔ یہ concern کسی ایک شخص کا نہیں ہے بلکہ یہ پورے پنجاب کا concern ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی جو anxiety ہے، آپ کا جو concern ہے وہ سب کے سامنے ہے لیکن طریق کار کے مطابق ہی ہو سکتا ہے۔ کل اس پر open بحث ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس پر پوری بات ہو گی۔ اب ہم آج کا ایجنڈا مکمل کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس issue پر چاہتی ہوں، ابھی جو بحث بھی ہو رہی ہے اس سے related آپ نے ایک resolution بھی pending فرمائی ہے۔ اس کی جو

language ہے اس کے مطابق اگر آپ Rules of Procedure دیکھیں تو کوئی speculation یا vague قسم کی resolution نہیں آ سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی جو قرارداد پیش نہیں ہوئی تو وہ آپ یہاں پر کیسے پڑھ رہی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! میں پیش نہیں کر رہی بلکہ میں تو آپ سے یہ کہہ رہی ہوں کہ یہ pending نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ چیئر کا کام ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں کہہ رہی ہوں کہ یہ رولز کے مطابق نہیں ہے۔ مجھے آپ کی اس پر رولنگ چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ! ابھی ایک قرارداد پیش ہی نہیں ہوئی اور آپ اس پر رولنگ مانگنا شروع ہو گئی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اس لئے رولنگ مانگ رہی ہوں کہ یہ ایجنڈا پر نہیں آ سکتی۔ یہ vague ہے، یہ speculation پر ہے۔ اس کو ایجنڈے پر آنا ہی نہیں چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کام سپیکر آفس کا ہے۔ ان کو اپنا کام کرنے دیں۔ جب کل پیش ہو گی تو پھر آپ اپنے اعتراضات پیش کر دیجئے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! یہ ایک تو پیش نہیں ہو سکتی، دوسرا یہ کہ mover موجود نہیں ہے اور ہمیشہ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسی تحریک dispose of کر دی جاتی ہے۔ آپ اس کو کس سلسلے میں سنبھال کر رکھنا چاہتے ہیں؟ میں categorically کہہ رہی ہوں کہ یہ vague ہے۔ آئی۔ ایم۔ ایف سے ابھی تک کوئی بات فائنل نہیں ہوئی ہے۔ یہ نہ تو pending کی جا سکتی ہے اور نہ ہی پیش کی جا سکتی ہے۔ میں آپ سے گزارش کر رہی ہوں کہ یہ resolution ہاؤس میں پیش بھی نہیں کی جا سکتی۔ چونکہ یہ ایک مفروضے پر مبنی ہے اور یہ vague resolution ہے۔ آپ اپنے Rules of Procedure پڑھ لیں کہ کیا ایسی resolution کو ہاؤس میں پیش کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! rules and regulationکے مطابق جو آپ نے بات کی ہے اس کی بھی آپ کو اجازت نہیں دی جا سکتی. Let the Chair do its work۔جب یہ Houseمیں پیش ہو گی تو اس وقت آپ کے پاس ایک طریق کار ہے۔ اگر آپ کو اس سے اختلاف ہے تو اس وقت کھل کر اظہار خیال کیجئے گا۔ بات بڑی سیدھی ہے کہ مجھ کو کارروائی چلا لینے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے، پتا نہیں کس ایجنڈے پر کام ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ seasoned parliamentarianہیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ قانون کو پڑھ لیں اور قانون کے مطابق بات کریں۔ بہت شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت بھی ظہر کی اذان ہو چکی ہے۔ ہر روز ایک مسئلہ اٹھتا ہے کہ اذان کے بعد نماز کے لئے وقفہ کیا جائے۔ کل جناب نے مغرب کی نماز کے لئے تو شفقت فرمائی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے 371 ممبران ہیں اور تقریباً ایک ہزار کے لگ بھگ اسمبلی کے ملازمین بھی ہیں۔ نماز پڑھنے کے لئے کوئی صحیح طرح سے جگہ نہیں بنائی گئی۔ 1997 کی اسمبلی میں بھی یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا اور میرے والد محترم منظور احمد چنیوٹی نے یہ تحریک پیش کی تھی کہ نئی بلڈنگ میں ایک مستقل مسجد کے لئے جگہ مختص کی جائے۔ چنانچہ اس کے لئے ایک ایک ماہ کی تنخواہ جمع کروائی گئی۔ مجھے پتا چلا ہے کہ تقریباً تیس چالیس لاکھ روپے کے قریب اس کا فنڈ موجود ہے جس کے اوپر چھ سات لاکھ روپے تو سود بھی بن چکا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ نئی جو بلڈنگ بن رہی ہے اس میں کیا مسجد کے لئے کوئی صحیح جگہ مقرر کی جا رہی ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نیچے first floorپر تین چار جگہوں پر نماز کے لئے جو جگہ دی جاتی ہے اتنے سارے لوگوں کے لئے ہمیں تین ہی bath roomsنظر آتے ہیں کوئی معقول جگہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ خواتین بھی ہیں وہ بھی ہماری اسمبلی کا حصہ ہیں

اور ان کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ کا ہمیں کوئی پتا نہیں ہے اس لئے اس کو واضح کیا جائے اور ہمیں visit کروایا جائے تاکہ پتا چلے کہ وہ مسجد کتنی ہے اور وہاں پر کتنے لوگوں کی capacity موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلی بات تو یہ ہے کہ میری معزز ممبران سے بار بار یہ بڑی مؤدبانہ گزارش ہوتی ہے کہ rules کو follow کر لیا کریں۔ اب اس کے لئے اسمبلی کی ایک باقاعدہ کمیٹی بھی بنی ہوئی ہے۔ جو بات آپ on the floor of the House کہہ رہے ہیں اگر آپ تھوڑا سا اس میں تردد کر لیں اور جا کر سپیکر صاحب کو مل لیں، سٹاف کو مل لیں، سیکرٹریٹ میں چلے جائیں وہاں پر جو متعلقہ کمیٹی ہے اس کے پاس چلے جائیں تو وہ آپ کا مسئلہ وہاں پر ہی حل ہو جائے گا۔ میں وہی بار بار بات کرتا ہوں کہ آپ کا point ٹھیک ہے لیکن اس کا طریق کار غلط ہے۔ یہ آپ سیکرٹریٹ کو مل کر ساری بات کریں اور اس کے بعد بھی اگر آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو آپ سپیکر صاحب کو ملیں۔ بہت شکریہ اب میں نے House کو آگے چلانا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میری اطلاع کے مطابق نئی بلڈنگ میں بھی مسجد کی provision نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھیں۔ کل اس کو دیکھ کر پھر House میں لے کر آئیے گا۔ جناب محمد اعجاز شفیع!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں آپ کی وساطت سے پورے House کی توجہ چاہوں گا کہ آج کے تمام اخباروں میں وزیر اعظم کا بیان head lines کے ساتھ چھپا ہے۔ بیان یہ ہے کہ "خوش قسمتی سے I.M.F کی قطار میں ہم سب سے آگے ہیں۔"

جناب سپیکر! نہایت دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ ہم بھیک مانگنے جا رہے ہیں اور اس میں ہم نمبر ون ہیں اور اس کو ہم تمام اخبارات میں super lead بنا رہے ہیں اور بڑے فخر سے بات کر رہے ہیں۔ جناب! ہم مانگ رہے ہیں، دے نہیں رہے۔ مانگنے پر ہم super lead لگوا رہے ہیں۔ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے۔ میری آپ سے اور اس معزز ایوان سے گزارش ہے کہ کم از کم ہمارے جو ذمہ داران ہیں جیسے وزیر اعظم پاکستان ہیں، ان کو تو کم از کم ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے

"کشکول ڈے" پر ایک بحث کروائی جائے کہ کشکول لے کر جانا اس میں فخر کی بات کیا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بیان سے آج پوری پاکستانی قوم کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک بات کہوں گا کہ ہمیں یہ اسباب بھی دیکھنے چاہئیں کہ آج ہم یہ قرضہ مانگنے کیوں جا رہے ہیں، کس وجہ سے ہم آج یہ قرضہ مانگنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور اس کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! اگر اجازت ہو تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس مسئلے پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا ہے۔ میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے جو پچھلے معاشی جادوگر جناب شوکت عزیز صاحب تھے جو 1800۔ارب روپے لے کر اس ملک سے بھاگ چکے ہیں اور جن کے یہ قصیدے پڑھتے رہے ہیں انہوں نے ایک اسلامک بانڈ جاری کیا تھا اور کچھ سکوک بانڈ بھی جاری کئے تھے اور ان کے اوپر 7.6 پر سود دیا جاتا تھا اور اس ملک کے ساتھ ظلم یہ ہوا ہے کہ اس پر قرضہ صرف تین سال کے لئے تھا۔ جب آپ کسی بھی انٹرنیشنل مارکیٹ میں اس ملک کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے اس قسم کا bond float کریں گے تو definitely آپ کا کشکول زیادہ بھر جائے گا لیکن پھر اس ملک سے پیسے لے کر بھاگ جائیں گے اور پاکستان میں اپنا پوسٹل ایڈریس بھی نہیں چھوڑیں گے جبکہ I.M.F سے جو آپ قرضہ لیتے ہیں ان کی اطلاع کے لئے I.M.F بدنام ضرور ہے لیکن اس کے اوپر جو interest rate ہے وہ صرف ایک فیصد ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کی شرائط ہیں اور آپ اگر قرضہ لے رہے ہیں یا کوئی بھی ملک قرضہ لیتا ہے تو اپنی مجبوریوں کے تحت لیتا ہے۔ انہوں نے جو اس ملک کا ستیاناس کیا ہے اس کو ہم make up کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور اس قرضے پر صرف ایک فیصد شرح سود ہے اور جو انہوں نے قرضہ لیا تھا اس پر 7.6 فیصد یا اس سے بھی زیادہ تھا اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ ملک کے لئے نہیں لیا گیا تھا، ان کی اپنی جیبیں بھرنے کے لئے لیا گیا تھا۔ انشاء اللہ اب ہم جو I.M.F سے قرضہ لے رہے ہیں اس سے ہم اپنے

discipline کو ٹھیک کریں گے اور ان کی شرائط اس ملک کو خراب کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ہمارے اندر معاشی discipline پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ایک قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے معاشی discipline کا روادار ہونا چاہئے اور آئی ایم ایف کا جو انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس لئے آ گے ہیں۔اگر یہ international scenario کو اپنے ذہن میں رکھیں تو ان کو پتا ہونا چاہئے اس وقت امریکہ، یورپ اور باقی ساری دنیا economic and financial crisis کا شکار ہے۔ابھی مجھے کسی دوست نے بتایا تھا کہ امریکہ نے عربوں سے قرضہ لیا ہے تو اس لحاظ سے اگر ہم نے کم شرائط کے اوپر قرضہ لیا ہے تو اس کی back ground کو ذہن میں رکھیں تو ان کو اس بات کی سمجھ آ جائے گی۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ نے بھی اس پر comments دیئے اور میرے دوست نے بھی بڑی اچھی بات کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اپنے دل کی بات کی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں اس کو تھوڑا سا correct کر دوں۔1999 میں جب ہم نے گورنمنٹ لی تھی اس وقت اس ملک کا زر مبادلہ تقریباً ڈیڑھ ارب ڈالر تھا۔جب ہم نے حکومت چھوڑی ہے تو اس وقت 17۔ارب روپے کا زر مبادلہ ہم نے چھوڑا تھا۔دنیا کا کوئی mechanism نہیں ہے اور نہ ہی آپ کے گھر کا کوئی mechanism بن سکتا ہے اور نہ ہی کسی کاروبار کا mechanism بن سکتا ہے کہ آپ fictitious figure پر ایک ماہ سے بھی زیادہ اپنے آپ کو اپنے گھر کو یا کسی business کو چلا سکیں۔یہ سولہ کروڑ عوام کا ملک کس طرح سے fictitious چل سکتا ہے۔اگر اس طرح کی کوئی غلط figures ہیں تو یہ کیوں نہیں عوام کے سامنے لے کر آتے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم بڑے فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔کل جو یہ بات کر رہے تھے، آج جنرل مشرف کو کن لوگوں نے باہر جانے کا موقع دیا ہے۔آج جنرل مشرف کو کون لوگ protocol دے رہے ہیں۔وہی الفاظ میں آج ان کو دہراتا ہوں کہ "مشرف کا جو یار ہے وہ

غدار ہے غدار ہے"اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اب diplomatic policy بھی ختم کرنی چاہئے جنرل مشرف نے اگر کچھ کیا ہے تو یہ اس کا trial کریں۔آج فیڈرل گورنمنٹ بھی ان کی ہے، صدر ان کا ہے، پورا سسٹم ان کے پاس ہے۔ باقیات میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ ہیں ہم لوگ نہیں ہیں۔N.R.O کے تحت beneficiary یہ لوگ ہیں، ہم نہیں۔آج ہماری اسمبلی سے اسی House کے اندر سے یہ قرارداد جانی چاہئے جس میں یہ ہونا چاہئے کہ سابقہ دور میں این۔آر۔او کے تحت جو لوگ beneficiary ہیں، جنہوں نے اربوں کھربوں روپے کے incentive لئے ہیں ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے اور جن لوگوں نے سولہ یا سترہ ارب روپے کے غلط fictitious figure دیئے تھے میں رانا ثناء اللہ خان سے کہوں گا کہ ایک متفقہ قرارداد اس House میں لائیں تاکہ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ کافی ممبران نے بات کر لی ہے۔اب ہم ایجنڈے کی طرف واپس آتے ہیں۔آج کے ایجنڈے کی اگلی item عام بحث ہے۔ عام بحث کی پہلی تحریک جناب محمد محسن خان لغاری اور جناب خالد جاوید اصغر گھرال کی جانب سے ہے۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

MR KHALID JAVED ASGHAR GHURAAL: I move that:

> "The Policy of the Government in the Food Department regarding wheat crisis prevailing in the province of the Punjab, be discussed."

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

> "The Policy of the Government in the Food Department regarding wheat crisis prevailing in the province of the Punjab, be discussed."

میں محرک کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔ دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ مجھے اپنا نام بھجوا دیں۔ جی، گھرال صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، گھرال صاحب! لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تین تحریکیں ہیں۔ ایک wheat crises ہے، دوسری specific reference to education of handicapped اور rehabilitation of the destitute and under privileged and تیسری neglected sections of the society. تو قائد حزب اختلاف صاحب شاید موجود نہیں ہیں تو ہراج صاحب یہاں پر موجود ہیں اگر ان کی اجازت ہو، وہ اس پر آج اگر بحث کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر objection نہیں ہے۔ اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان تینوں کو Business Advisory Committee کو refer کر دیں اور وہاں پر ان کی سہولت کے مطابق جو دن یہ کہیں گے وہ مقرر کر دیں تاکہ اس کے اوپر بہتر انداز میں بحث ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تحریک برائے تحریک کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم ان تمام معاملات کے اوپر already بحث کے لئے ٹائم رکھنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! We will appreciate کہ اس پر اگر ایک ایک دن رکھ دیا جائے اور اس پر متعلقہ ڈیپارٹمنٹس کے سربراہان کو بھی بلا لیا جائے جس طرح کہ کل آپ نے agriculture پر ہمیں accommodate کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ بالکل درست ہے کہ Business Advisory Committee ان کے specific time fix کر دے گی تو اس دن سیکرٹری صاحبان بھی یہاں پر آ جائیں گے اور بہتر انداز میں بحث ہو جائے گی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں اور session کے بعد وزیر صاحب available ہیں تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر دن طے کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر چونکہ بات ہو چکی ہے کہ ایک تحریک جو گھرال صاحب کی طرف سے ہے۔ پھر عام بحث کے لئے دوسری تحریک چودھری عبداللہ یوسف، سیدہ ماجدہ زیدی،

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کی جانب سے ہے، تیسری تحریک محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی جانب سے ہے، چوتھی تحریک ڈاکٹر سامیہ امجد اور حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا کی جانب سے ہے اور پانچویں تحریک چودھری ظہیر الدین خان، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ آمنہ جہانگیر کی جانب سے ہے تو ان ساری تحاریک کے او پر لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات کر کے آپ جو بھی ٹائم رکھیں گے اس پر ہم عام بحث رکھ لیں گے۔ یہ ساری تحاریک pending کر لیتے ہیں جب تک ان پر date مقرر نہیں کی جاتی۔ اس کے بعد اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 26۔نومبر 2008 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔